

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْمُسْلِمِ صَلَوَاتُ يَمِينِ

www.sirat-e-mustaqeem.net

مَسْعُودِ أَحْمَدُ

امیرِ جماعتِ المسلمین

جماعۃ المسلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتابت _____ محمد اخلاق

سال طباعت _____ ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء

اشاعت _____ ۱۲

تعداد _____ ایک ہزار

قیمت _____

مجلہ حقوق طبع بحق جماعت المسلمین

رجسٹرڈ (رجسٹریشن نمبر ۰۳۶۶/۱۹۸۵) محفوظ ہیں۔

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین، کوثر نیازی کالونی، نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۷۴

فہرست مضامین

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	انتباہ	۹
۲	تصدیر	۱۱
۳	صلوٰۃ کی اہمیت	۲۵
۴	آداب الصلوٰۃ	۴۹
۵	پاکی اور ناپاکی کے مسائل	۸۲
۶	فضائے حاجت اور استنجاء کرنے کا طریقہ	۸۷
۷	مسواک	۹۱
۸	وضوء کا طریقہ	۹۲
۹	وہ امور جن کے بعد دوبارہ وضوء کرنا چاہیئے	۱۰۰
۱۰	غسل کرنے کا طریقہ	۱۰۴
۱۱	غسل کن کن حالات میں کرنا فرض ہے	۱۰۵
۱۲	تیمم کرنے کا طریقہ	۱۱۱
۱۳	عامہ اور موزوں پر مسح کرنا	۱۱۴
۱۴	اوقات الصلوٰۃ	۱۱۶
۱۵	بچوں کو صلوٰۃ کا حکم کب دیا جائے؟	۱۲۱
۱۶	اذان اور اقامت کے مسائل	۱۲۴
۱۷	صف بندی	۱۳۲
۱۸	آداب المساجد	۱۴۰

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۹	امامت	۱۴۷
۲۰	لباس	۱۵۲
۲۱	سُترہ	۱۵۵
۲۲	تعداد رکعات	۱۵۸
۲۳	مسنون قرائت	۱۶۳
۲۴	وہ اوقات جن میں صلوٰۃ پڑھنا منع ہے	۱۷۱
۲۵	جماعت	۱۷۳
۲۶	صلوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ	۱۷۷
۲۷	قیام	۱۷۷
۲۸	رکوع	۱۸۵
۲۹	قومہ	۱۸۷
۳۰	سجدہ	۱۹۰
۳۱	جلسہ	۱۹۳
۳۲	جلسہ استراحت	۱۹۰
۳۳	قعدہ اولیٰ	۱۹۸
۳۴	قعدہ اخیرہ	۲۰۳
۳۵	صلوٰۃ فرض کے بعد پڑھنے کی دعائیں	۲۰۹
۳۶	— امام اور مقتدی کی صلوٰۃ میں فرق، —	۲۱۶
۳۷	— مرد اور عورت کی صلوٰۃ میں فرق، —	۲۲۱
۳۸	— صلوٰۃ میں بھول واقع ہونا —	۲۲۲

صفحہ	عنوان	نمبر
۲۲۶	صلوۃ الجمعۃ	۳۹
۲۳۲	صلوۃ الخوف وسجدۃ شکر	۴۰
۲۴۳	صلوۃ العیدین	۴۱
۲۵۲	قربانی کے مسائل	۴۲
۲۵۷	سورج گرہن اور چاند گرہن کی صلوۃ	۴۳
۲۶۱	صلوۃ الاستسقاء	۴۴
۲۶۸	سجدۃ تلاوت	۴۵
۲۶۹	تہجد، قیام رمضان اور وتر	۴۶
۲۷۸	صلوۃ الفطر	۴۷
۲۷۹	صلوۃ الوضوء	۴۸
۲۸۰	صلوۃ الاستخارہ	۴۹
۲۸۳	صلوۃ التوبہ	۵۰
۲۸۳	صلوۃ الہم ولغم	۵۱
۲۸۳	صلوۃ التبیع	۵۲
۲۸۳	صلوۃ المسافر	۵۳
۲۸۹	صلوۃ السفر	۵۴
۲۸۹	صلوۃ المریض	۵۵
۲۹۱	صلوۃ الجنائزہ	۵۶
۳۰۳	قنوت نازلہ	۵۷

نمبر	عنوان	صفحہ
	ضمیمہ	
۵۸	رفع یدین	۳۱۰
۵۹	قرأت خلف الامام	۳۲۸
۶۰	مقندی کی قرأت اور امام کے سکات	۳۳۵
۶۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے	۳۳۸
۶۲	بسم اللہ الرحمن الرحیم بالجہریہ بالاخفاء	۳۵۵
۶۳	آمین بالجہریہ بالاخفاء	۳۶۵
۶۴	سجدہ میں جاتے وقت گھٹنے پہلے رکے جائیں یا ہاتھ	۳۷۷
۶۵	رکوع کی تسبیح	۳۸۶
۶۶	جلسہ استراحت	۳۹۱
۶۷	تین رکعت و تراویک سلام سے جائز نہیں	۳۹۶
۶۸	بحالت اقامت دو صلاتوں کا جمع کرنا	۴۲۲
۶۹	ترک رفع یدین تاریخ کی روشنی میں	۴۳۷
۷۰	رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑنا	۴۹۸
۷۱	رکوع میں ملنے سے رکعت شمار نہ کرنا	۵۱۳
۷۲	سجدے کی تسبیح	۵۲۳
۷۳	سبحانک اللہم اور اللہم باعد	۵۲۶

صفحہ	عنوان	نمبر
۵۳۸	اللهم ربنا ولك الحمد کو بلند آواز سے پڑھنا	۷۴
۵۴۵	صلوٰۃ میں کون کون سے کام کئے جاسکتے ہیں	۷۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جماعتِ مسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک و تعالیٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام صرف ایک یعنی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .. فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام : مسلمین .. فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت صرف ایک یعنی : اللہ تعالیٰ سے تعلق .. دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمان باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق

ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔

تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعتِ مسلمین

مسجدِ المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۳۳

انتباہ

اس کتاب میں جن کتب کا حوالہ دیا گیا ہے اُن کے متعلق ضروری معلومات درج ذیل ہے :-

① 'بلوغ' سے مراد بلوغ الالامانی شرح الفتح الربطانی ہے۔
الفتح الربطانی، مسند امام احمد کی تہیسی ترتیب ہے جو علامہ احمد عبدالرحمن البنا الساعاتی نے مرتب کی ہے۔ اس کی شرح بلوغ الالامانی بھی ان ہی کی لکھی ہوئی ہے۔

② 'صلوة البئی' سے مراد علامہ محمد ناصر الدین الالبانی کی کتاب 'صفة صلوة البئی' صلی اللہ علیہ وسلم ہے

③ 'مرعاة' سے مراد مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ہے۔ یہ شرح علامہ ابوالحسن عبید اللہ مبارکپوری کی تصنیف ہے۔

④ 'نیل' سے مراد نیل الاوطار شرح منتقى الاخبار ہے۔

⑤ التعليقات سے مراد التعليقات للالبانی علی مشکوٰۃ ہے۔

⑥ 'فتح' سے مراد فتح الباری شرح صحیح بخاری ہے۔

انتباہ

اس کتاب میں ہر جگہ 'صلوٰۃ' سے مراد وہ عبادت

ہے جسے عرف عام میں نماز کہتے ہیں۔



تصدیر

صلوٰۃ اسلام کا ایک ایسا فریضہ ہے جس کی ادائیگی سفر و حضر، صحت و بیماری، امن و جنگ کسی بھی حالت میں معاف نہیں۔ ایمان لانے کے بعد اولین اہمیت اسی رکن کی ہے اور آخرت میں بھی سب سے اول اسی کی پریش ہوگی جس وقت سے صلوٰۃ فرض ہوتی ہے اُس وقت سے لیکر تاحیات اس کی ادائیگی سے مفر نہیں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ کے چند کلمات زبان سے ادا کرتے ہی صلوٰۃ کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔

یہی سب سے پہلا حکم ہے جس کی اطاعت کرنی ہوتی ہے، اگر کسی نے اس پہلے ہی حکم سے انکار کر دیا تو گویا وہ ایمان لایا ہی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ {صحیح مسلم ج اول ۴۹} ترکِ صلوٰۃ (ہی کا فرق) ہے۔

معلوم ہوا کہ صلوٰۃ کوئی ایسی چیز ہے جس کے ترک سے آدمی کا شمار اسی گروہ کے ساتھ ہوتا ہے جس گروہ میں وہ اسلام لانے سے قبل تھا۔ یعنی اُس کا ایمان لانا بے معنی ہو جاتا ہے جبکہ اُس نے اپنے آقا کے پہلے ہی حکم کی اطاعت سے روگردانی کی تو پھر اُس نے اپنے آقا کو آقا تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ اُس نے اپنے نفس اور خواہش کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے درمیان حائل کر کے نفس کی اطاعت کی، گویا وہ نفس کا بندہ ہو گیا، اللہ تعالیٰ کا بندہ نہیں

رہا، اور یہی وجہ ہے کہ ترکِ صلوٰۃ کو شرک کہا گیا ہے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق
 ترکِ صلوٰۃ سے کفر و شرک لازم آتا ہے۔ اس بات سے اندازہ
 ہوتا ہے کہ یقیناً صلوٰۃ میں کوئی ایسا راز مضمون ہے، اس کا
 کوئی ایسا فلسفہ ہے، اس میں ایسی کوئی قوت ہے اور یہ کوئی
 ایسا تربیتی نظام ہے جو دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی کیلئے
 ضروری ہے، اس کے بغیر نہ کوئی دنیا میں صحیح معنی میں امن و سکون
 سے زندگی بسر کر سکتا ہے، نہ آخرت میں جنت کا مستحق ہو سکتا ہے۔
 لہذا معلوم ہوا کہ اسلام اور صلوٰۃ لازم و ملزوم ہیں اور مسلم کی
 اولین پہچان یہی ہے کہ وہ صلوٰۃ کا پابند ہو۔

ایمان اور عملِ صالح ہی آخرت میں ذریعہٴ نجات ہوں گے
 صلوٰۃ بذاتِ خود ایمان بھی ہے اور عملِ صالح بھی۔ اگر صلوٰۃ کو
 اُمّ الصّالحات کہا جائے تو بہت مناسب ہوگا کیونکہ سب سے

پہلا عمل صالح یہی ہے اور زندگی بھر یہ عمل صالح جاری رہتا ہے۔ اصلاح فرد و معاشرہ کے لئے اس سے بہتر، کم خرچ بلکہ بلا خرچ کوئی تعلیمی و تربیتی نظام نہیں ہے۔ اگر ہم صلوٰۃ کا مقام اس کی اہمیت و افادیت کو سمجھ لیں تو ہماری پوری زندگی اور زندگی کا ہر شعبہ سنور جائے، پھر ہم زندگی اس طرح گزاریں جس طرح گزارنے کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ {عَلَيْهِ} سے روکتی ہے۔

معلوم ہوا کہ صلوٰۃ کا مقصد بندہ کو ایسی تربیت دینا ہے کہ اس سے بے ادبی، بد تہذیبی، بد عیلتی، بد اخلاقی سب دور ہو جائے۔ تمام بُرائیاں دور ہو جائیں اور وہ با ادب، با اخلاق، شائستہ و مہذب بن جائے۔ اس کے نفس اور اس کی ذات میں نکھار آجائے۔ صلوٰۃ کا منکرات سے روکنے کا فلسفہ بھی بڑا

ہی عجیب ہے۔ دُنیا میں بے شمار منکرات ہیں، ہر ایک کو نہ کرنے کی
 تعلیم و تربیت دینا کسی کے بس کی بات نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے
 صلوٰۃ کے نظام تربیت میں ایسا فلسفہ رکھا ہے کہ بندہ خود بخود
 منکرات سے بچتا چلا جاتا ہے۔ صلوٰۃ میں تمام جائز کام ناجائز
 ہو جاتے ہیں۔ ذہن و خیال کی آزادی ختم ہو جاتی ہے۔ نگاہ
 بے بس ہو جاتی ہے۔ زبان کسی سے کلام نہیں کر سکتی۔ ہاتھ پیر
 صلوٰۃ کی حرکات کے علاوہ کوئی حرکت نہیں کر سکتے۔ کھانا پینا
 سب بند ہو جاتا ہے۔ غرض کہ دن میں کئی مرتبہ جائز کاموں کے
 ترک پر مہیز کی تربیت دی جاتی ہے، اس کی مشق کرائی جاتی ہے
 جب انسان کے اعضاء، اُس کا ذہن و فکر جائز کاموں کے
 ترک کی تربیت پا جاتے ہیں تو ذہن و شعور میں ایک ایسی
 صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کے لئے منکرات سے بچنا
 آسان ہو جاتا ہے۔ مزید برآں صلوٰۃ میں قرآن مجید کی تلاوت

کی جاتی ہے، اس بے مصلیٰ کو بہت سے منکرات کا علم ہو جاتا ہے اور اس طرح منکرات کی بار بار یاد دہانی اور ارتکاب پر ترہیب منکرات سے بچنے کا سبب بن جاتی ہے۔

صلوٰۃ صرف آخرت میں ہی نجات کا ذریعہ نہیں بلکہ دُنویٰ زندگی کو صحیح طور پر گزارنے کیلئے بھی اشد ضروری ہے۔ یہ صحیح آدابِ معاشرت، انفرادی اور اجتماعی تعلقات اور فرائض و حقوق کی تعلیم و تربیت دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے کا شعور ہر وقت تازہ اور زندہ رکھتی ہے۔ یہ انفرادی کردار کو سدھارنے اور سنوارنے کا اہم ذریعہ ہے۔ افراد کو صلاح و فلاح کی طرف رغبت کرنے کی تربیت دیتی ہے۔ جس وقت مؤذن کے حَیِّ عَلَی الْفَلَاحِ کہنے کی آواز کانوں میں آتی ہے تو مسجد کی طرف رغبت و شوق سے قدم اٹھتے ہیں اور یہ اس بات کی دعوت و تربیت ہے کہ جب کبھی بھی صلاح و فلاح کے لئے بلا یا جائے تو سب کام

چھوڑ کر جمع ہو جایا کرو۔ صلوٰۃ کے لئے طہارت، مسواک اور وضو، جسمانی طور پر پاک صاف رہنے کا ذریعہ ہیں۔ پاکی و صفائی، صحت و تندرستی کے لئے لازمی ہے، اس طرح صلوٰۃ صحت و تندرستی کی ضامن ہے۔ صلوٰۃ باجماعت ادا کرنے کی تعلیم و تربیت ہماری اجتماعی زندگی کی اساس ہے۔ دن میں پانچ مرتبہ محلہ کے افراد جمع ہوتے ہیں، جمع ہونے والے ایک ہی نظریہ کے حامل ہوتے ہیں۔ اُن کا اللہ ایک، رسول ایک، کتاب ایک، قبلہ ایک پھر سب کا مقصد بھی ایک، یہ وحدتِ تصور، وحدتِ صورت کی دعوت و تربیت دیتی ہے۔ بلا تفریق چھوٹے بڑے، امیر، غریب، سرمایہ دار، مزدور، حاکم و محکوم ایک ہی صف میں کندھے سے کندھا، قدم سے قدم ملائے کھڑے ہوتے ہیں جس طرح سیدکے بلائی ہوئی دیوار ہو۔ نہ یہاں کسی کی جگہ محفوظ ہوتی ہے نہ مخصوص، اور نہ کسی کو اُس کی جگہ سے ہٹایا جاسکتا

ہے۔ نہ حاکم محکوم کے ساتھ کھڑا ہونے میں عار محسوس کرتا ہے۔ محمود و ایاز ایک ہی صفت میں شانہ بشانہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ہر شخص کا غرور و تکبر دن میں پانچ مرتبہ یا مال ہو جاتا ہے۔ غرض یہ کہ ہمارا اتفاق، اتحاد اور ایک دوسرے سے قریب ہونا ہمیں اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ ہم سب ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے بھائی اور رفیق ہیں۔ ہمارے تمام اغراض و مقاصد، ہمارے فوائد و نقصانات سب مشترک ہیں۔ غور کیجئے کہ اگر ان احساسات کے ساتھ ہم محلہ کے افراد صلوٰۃ ادا کریں تو ہماری زندگی، ہمارے روز و شب کیسے خوشگوار ہونگے، پھر ہمیں احساس ہوگا کہ یہ نظام صلوٰۃ ہماری زندگی کے لئے کتنا ضروری ہے۔

کوئی معاشرہ اُس وقت تک فلاح نہیں پاسکتا جب تک افراد میں سمع و طاعت کا جذبہ نہ ہو۔ صلوٰۃ باجماعت سمع و طاعت کی تعلیم و تربیت دیتی ہے۔ اطاعت کا جذبہ پیدا کرتی

ہے۔ اپنے امام، اپنے قائد، اپنے سے بڑے کی عزت و احترام کا درس دیتی ہے۔ امام کی غلطی پر اُس کو بر ملا ٹوکا نہیں جاتا، یہ بڑوں اور بزرگوں کے ساتھ بے ادبی و گستاخی ہے۔ امام کے مقام کی عظمت و احترام کا تقاضا ہے کہ بڑے تحسن و خوبی کے ساتھ اس کی غلطی کی نشاندہی کی جائے۔ اگر قرأت میں غلطی ہوئی ہو تو صحیح آیت پڑھ دی جائے۔ کوئی اور غلطی ہو جائے تو صرف سُبْحَانَ اللہ کہہ کر اشارہ کیا جائے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کی غلطیوں سے پاک ہے، انسان سے غلطی ہو سکتی ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اپنے رہنما، اپنے قائد، اپنے بزرگوں کی اصلاح کے لئے کتنے اچھے خوبصورت اور باادب طریقہ کی تعلیم و تربیت دی گئی۔ اگر امام اپنی غلطی کو غلطی سمجھ کر تصحیح نہیں کرتا تو اجازت نہیں ہے کہ جماعت سے علیحدگی اختیار کی جائے۔ صلہ ختم ہونے کے بعد شریعت کے طریقہ کے مطابق غلطی کی تلافی کر دی

جاتی ہے۔ اس طرح نظامِ صلوٰۃ باجماعت میں فساد برپا ہونے نہیں دیا جاتا۔ ہماری معاشرتی زندگی میں یہ تربیت اصولی اختلاف اور غلطیوں سے پیدا ہونے والے تنازعات و فسادات کا سدباب کرتی ہے۔

غرض کہ صلوٰۃ ہماری زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سدھارتی اور سنوارتی ہے۔ انفرادی، اجتماعی اور تربیتی ادارہ کا کام انجام دیتی ہے۔ بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ عملی مسافت کا درس دیتی ہے۔ محبت، ہمدردی، یکجہتی، تعاون، ایثار، فرض شناسی جیسی صفات پیدا کرتی ہے۔ آرام طلبی سے بچاتی ہے۔ ضبطِ نفس کی مشق کراتی ہے۔ مستعدی اور باقاعدگی پیدا کرتی ہے۔ سمیع و طاقت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ انفرادی و اجتماعی فرائض کی تعلیم اور ان کی بجا آوری کی تربیت دیتی ہے۔ غرض یہ کہ مصلیٰ کا ذہن و فکر، اس کا نفس، سب کے سب ایسے نظم و ضبط کے ساتھ تربیت

پاجاتے ہیں کہ پھر وہ اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں صرف کرتا ہے۔ اگر خطائیں اور لغزشیں ہوتی ہیں تو کیونکہ یہ نظام تربیت زندگی بھر جاری رہتا ہے لہذا اصلاح ہوتی رہتی ہے اور معاشرہ میں بگاڑ مستقل طور پر وجود میں نہیں رہتا۔

متذکرہ بالا تفصیل سے اس بات کا علم ہو گیا ہو گا کہ صلوٰۃ آخرت کی نجات کے علاوہ دنیوی زندگی کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ لیکن یہ تمام فوائد یعنی دنیا کی بھلائیاں اور آخرت میں کامرانیاں اسی وقت نصیب ہو سکتی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے تعلیم کردہ طریقہ پر صلوٰۃ ادا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سکھایا۔ جبریلؑ نے ہر صلوٰۃ کو دو مرتبہ آکر پڑھوایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ صلوٰۃ اس طرح پڑھو جس طرح تم لوگ مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اس اہتمام و تاکید کے باوجود بھی صلوٰۃ کے طریقہ میں فرق پیدا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد مدت دراز تک صلوٰۃ اُسی طریقہ پر پڑھی جاتی رہی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو تعلیم دی تھی۔ عورتیں اور مرد ایک ہی طریقہ سے صلوٰۃ پڑھتے تھے لیکن بعد میں صرف عورتوں اور مردوں کی صلوٰۃ کے طریقہ میں ہی فرق پیدا نہیں ہوا بلکہ مردوں مردوں کی صلوٰۃ کا طریقہ بھی مختلف ہو گیا۔ ہر فرقہ نے اپنے مقررہ طریقہ پر صلوٰۃ پڑھنی شروع کر دی حالانکہ صلوٰۃ صرف مسنون طریقہ پر ہی ادا کرنی چاہیے تھی۔

سوال یہ ہے کہ صلوٰۃ کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ اس کے جواب کے لئے کتاب ہذا پیش خدمت ہے۔

کتاب کے شروع میں آداب الصلوٰۃ کے عنوان کے تحت ان تمام کوتاہیوں اور ناز و باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو ہم لوگوں سے عموماً صلوٰۃ میں غیر شعوری طور پر سرزد ہوتی ہیں اور صلوٰۃ کے حُسن و خوبصورتی کو ضائع کر دیتی ہیں۔ نہ حضورِ قلب پیدا ہوتا ہے نہ خشوع و خضوع، اور ساتھ ہی دیکھنے والوں کو ان حرکات کے باعث نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اگر ہم معمولی توجہ سے کام لیں تو ہماری صلوٰۃ بڑی خوبصورت اور حسین بن سکتی ہے۔

کتاب کے شروع میں صلوٰۃ کی اہمیت کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ قارئین سے اُمید ہے کہ اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔ نیز علماء حضرات سے درخواست ہے کہ اگر کوئی بات خلاف حدیث دیکھیں تو مطلع فرمائیں تاکہ رجوع کر لیا جائے۔

نوٹ: اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی،
 اگر کوئی صاحب اس کتاب کی کسی حدیث کے
 ضعیف ہونے کی نشاندہی فرمائیں گے تو
 انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اسے اس کتاب
 میں درج نہیں کیا جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صلوٰۃ کی اہمیت

دن اور رات میں کل پانچ صلاتیں فرض ہیں اور ہر صلوٰۃ اپنے اپنے وقت پر فرض ہے۔ ارشاد باری ہے:-

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا
مَّوْقُوتًا {نباء}

بے شک مؤمنین پر صلوٰۃ کا
اوقات مقررہ میں ادا کرنا
فرض ہے۔

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ ہر صلوٰۃ کو اس کے وقت پر پڑھنا لازمی ہے، البتہ مسافر کے لئے یہ رعایت ہے کہ وہ ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو کسی ایک صلوٰۃ کے وقت جمع کر کے پڑھ سکتا ہے لیکن مقیم کے لئے یہ جائز نہیں بعض لوگ مقیم کے لئے بھی ظہر کی صلوٰۃ عصر کے وقت یا عصر کی صلوٰۃ ظہر کے وقت، مغرب کی صلوٰۃ عشاء کے وقت یا عشاء کی صلوٰۃ مغرب کے وقت ملا کر پڑھنا جائز سمجھتے ہیں لیکن

یہ صحیح نہیں۔ مقیم کے لئے ملا کر پڑھنے کی صرف ایک صورت ہے وہ یہ کہ ظہر کی صلوٰۃ کو آخری وقت اور عصر کی صلوٰۃ کو اول وقت ادا کیا جائے۔ اسی طرح مغرب کو آخری وقت اور عشاء کو اول وقت ادا کیا جائے لیکن دونوں صلاتیں اپنے اپنے وقت پر پڑھی جائیں۔ ایک صلوٰۃ دوسری صلوٰۃ کے وقت میں ادا نہ کی جائے۔ اگر مقیم کے لئے بھی ایک صلوٰۃ کا دوسری صلوٰۃ کے وقت میں پڑھنا جائز مان لیا جائے تو پھر پانچ وقت کی صلاتیں کس پر فرض ہوں گی، پھر تو عملاً صرف تین وقت کی صلاتیں رہ جائیں گی اور یہ قطعاً غلط ہے۔ مزید بآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ اوقات کا تعین اور یہ فرمانا کہ ”ظہر کا وقت اُس وقت تک ہے جب تک عصر کا وقت نہ آئے“ (صحیح مسلم) بے معنی ہو جائے گا، نعوذ باللہ من ذلک۔ علاوہ عشاء کے تمام صلاتوں کا اول وقت پڑھنا بہتر ہے۔

ترکِ صلوٰۃ کُفر ہے | تمام اعمالِ صالحہ میں صلوٰۃ کی سب سے

زیادہ اہمیت ہے۔ صلوٰۃ ایمان و کفر میں حدِ فاصل ہے۔ جو شخص صلوٰۃ پڑھتا ہے وہ مؤمن ہے، جو نہیں پڑھتا وہ کفر کے حدود میں داخل ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ
 الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرَكُّ
 الصَّلَاةِ {صحیح مسلم کتاب الایمان} (کافرق) ہے۔

یعنی جو شخص صلوٰۃ ترک کرتا ہے وہ کفر و شرک کا ارتکاب کرتا

-4-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اَلْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَ
بَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ
تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ۔
ہماری اور ان (کفار) کے درمیان
صلوٰۃ کا فرق ہے لہذا جس شخص نے
صلوٰۃ چھوڑ دی اُس نے یقیناً کفر کیا۔

{ترمذی کتاب الایمان، صحیح الترمذی والنسائی والعراقی}

تارک الصلوٰۃ سے جہاد فرض ہے | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ
وَاتُوا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا
سَبِيلَهُمْ {توبہ}

راستہ چھوڑ دو (یعنی اُن سے جنگ نہ کرو)

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ
وَاتُوا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا
سَبِيلَهُمْ {توبہ}

اگر کافر توبہ کر لیں، صلوٰۃ پڑھیں اور

زکوٰۃ دیں تو پھر وہ تمہارے دینی

بھائی ہیں۔

آیات بالا سے ثابت ہوا کہ دینی بھائی بننے کے لئے صلوٰۃ کی
ادائیگی شرط ہے جو صلوٰۃ نہیں پڑھتا وہ دینی بھائی نہیں یعنی غیر مسلم ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ
حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مَجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اُس
وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
 رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا
 الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ
 فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا
 مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ
 إِلَّا بَيِّعُوا الْإِسْلَامَ وَحِسَابُهُمْ
 عَلَى اللَّهِ { صحیح بخاری کتاب الایمان }
 صحیح مسلم کتاب الایمان {
 اُن کا حساب اللہ (عزوجل) کے ذمہ ہوگا۔
 مندرجہ بالا آیات و حدیث سے ثابت ہوا کہ جب تک کوئی شخص
 صلوٰۃ نہیں پڑھتا یا زکوٰۃ نہیں دیتا اُس کی حیثیت وہی ہوگی جو
 ایک غیر مسلم کی ہوتی ہے۔ اُس سے اُسی طرح جہاد کیا جائے گا جس
 طرح غیر مسلم سے کیا جاتا ہے۔
صلوٰۃ قتل سے بچاتی ہے | ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے کچھ مال تقسیم کیا۔ ایک (منافق) شخص نے اس تقسیم پر اعتراض کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے عرض کیا ”اے اللہ کے رسولؐ، میں اسے قتل نہ کر دوں؟“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
لَا، لَعَلَّہٗ اَنْ یَّکُوْنَ یُصَلِّیْ ”نہیں شاید وہ صلوٰۃ پڑھتا ہو۔“

{صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علی و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فی الخراج}

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خِیَارُ اَیْمَتِکُمُ الَّذِیْنَ
تُحِبُّوْنَہُمْ وَیُحِبُّوْنَکُمْ
وَتُصَلُّوْنَ عَلَیْہُمْ وَ
یُصَلُّوْنَ عَلَیْکُمْ وَشَرَارُ
اَیْمَتِکُمُ الَّذِیْنَ
تُبْغِضُوْنَہُمْ وَیُبْغِضُوْنَکُمْ
وَتَلْعَنُوْنَہُمْ وَیَلْعَنُوْنَکُمْ

”تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں
تم اُن کے لئے دعا کرو اور وہ تمہارے لئے دعا کریں۔ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو
اور وہ تم سے بغض رکھیں۔ تم اُن پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔“ صحابہؓ

قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا
 نُنَايِذُهُمْ بِالسَّيْفِ
 عِنْدَ ذَلِكَ قَالَ لَا مَا أَقَامُوا
 فِيكُمْ الصَّلَاةَ لَا مَا أَقَامُوا
 فِيكُمْ الصَّلَاةَ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ)
 نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایسی
 حالت میں نہیں تلوار سے نہ ہٹا دیں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں جب تک وہ
 تمہارے درمیان صلوٰۃ کو قائم رکھیں نہیں جب
 تک وہ تمہارے درمیان صلوٰۃ کو قائم رکھیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

إِنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ
 أَمْرَاءٌ فَتَعْرِفُونَ وَ
 تُنْكِرُونَ فَمَنْ كَرِهَ
 فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ أَنْكَرَ
 فَقَدْ سَلِمَ وَلَكِنْ مَنْ
 رَضِيَ وَتَابَعَ فَقَالَوَا يَا
 رَسُولَ اللَّهِ لَا تُفَاتِلَهُمْ
 "تم پر بعض ایسے امیر مقرر کئے جائیں گے جن
 کی بعض باتوں کو تم اچھا سمجھو گے اور
 بعض باتوں کو بُرا سمجھو گے۔ تو جس شخص
 نے ان کی (بری) باتوں سے کراہت کی
 وہ بری ہو گیا اور جس شخص نے انکار کیا وہ
 سلامت رہا لیکن جو شخص اُن سے ماضی
 ہو گیا اور ان کی پیروی کی۔" (وہ ہلاک ہو گیا)

قَالَ لَا مَا صَلُّوا {صبح صحابہؓ نے پوچھا "کیا ہم اُن سے جنگ نہ کریں؟"
 سلم کتاب الامارة {مسلم کتاب الامارۃ} رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں
 جب تک وہ صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔"

حضرت عبادۃ فرماتے ہیں:-

دَعَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا بَلَّيَا،
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَنَاهُ
 فَكَانَ فِيمَا اخَذَ عَلَيْنَا أَنْ
 بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ
 فِي مَنْشِطِنَا وَمَكْرَهِنَا
 وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةٍ
 عَلَيْنَا وَأَنْ لَا نُبَاذِعَ
 الْأَمْرَ أَهْلَهُ قَالَ
 إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا،
 ہم نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر جن
 باتوں کی آپ نے ہم سے بیعت لی اُن میں یہ
 چیز بھی شامل تھی کہ ہم سُنیں اور اطاعت
 کریں خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی تنگی
 میں بھی اور آسانی میں بھی، اور اس حالت
 میں بھی کہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دیجئے
 اور بیعت میں یہ چیز بھی شامل تھی کہ میرے
 امارت کے معاملہ میں جھگڑا نہ کریں پھر

بَوَاحًا عِنْدَ كُرْمٍ مِّنَ اللَّهِ آپ نے فرمایا سوائے اس صورت کے کہ تم اُن
 فِيهِ بُرْهَانٌ { صحیح مسلم } کو ایسا کفر صریح کرتے دیکھو جس کو کفر قرار دینے
 کتاب الامارۃ و صحیح بخاری کتاب الفتن { کیلئے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل موجود ہو
 اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امیر سے صرف اُس وقت
 جنگ کی جا سکتی ہے جب وہ کفر صریح کا مرتکب ہو۔ دوسری
 احادیث جو اوپر نقل کی گئیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر
 سے اُس وقت جنگ کی جائے جب وہ صلوٰۃ چھوڑ دے، گویا ترک
 صلوٰۃ بھی کفر صریح ہے۔

صلوٰۃ کی محافظت کا حکم | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ {نعتہ} ”صلواتوں کی محافظت کرو۔“
 ”حَافِظُوا“ کا تعلق باب مفاعلہ سے ہے۔ اس باب میں
 مستقل طور پر اور اکثر یکے بعد دیگرے کام کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے،
 لہذا ”حَافِظُوا“ کا مطلب یہ ہوا کہ تمام صلاتوں کی مستقل طور

پر یکے بعد دیگرے حفاظت کرو۔ اگر بجائے ”حَافِظُوا“ کے ”احْفَظُوا“
 ہوتا تو یہ معنی نہیں نکلتے۔ اسی باب میں مندرجہ ذیل آیتیں بھی نازل ہوئی
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ
 يَحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ
 الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ
 يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ
 فِيهَا خَالِدُونَ ۝ ﴿۲۴۳﴾
 وہ مؤمن و صلاح پائیں گے جو اپنی
 صلاتوں کی مستقل طور پر یکے
 بعد دیگرے حفاظت کرتے ہیں یہی
 لوگ جنت الفردوس کے وارث
 ہوں گے اور اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔
 دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ
 يَحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي
 جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۝ ﴿۲۴۴﴾
 مصلیٰ تو درحقیقت وہ ہیں جو اپنی صلوٰۃ
 کی مستقل طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت
 کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ جنت میں عزت سے رہیں گے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَنْ حَافِظَ عَلَيْهَا كَانَتْ جس شخص نے صلاتوں کی مستقل اور
 لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً مسلسل طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْ کی اس کیلئے قیامت کے دن نور و برہان اور
 عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا نجات ہوگی اور جس نے صلاتوں کی مستقل
 بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ وَكَانَ اور مسلسل طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَعَ قَارُونَ وَ نہ کی تو اس کیلئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا
 فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَابْنِ نہ برہان اور نہ نجات۔ وہ قیامت کے
 بْنِ خَلْفٍ {مسند احمد عن عبد دن قارون، فرعون اور ہامان اور ابْنِ
 بن عمرو۔ رجالہ ثقات۔ بلوغ الامان بن خلف کے ساتھ ہوگا۔
 ۲۳۳ وسندہ صحیح}

مندرجہ بالا آیات و حدیث سے ثابت ہوا کہ صلاتوں کی مستقل
 طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت کرنا فرض ہے اور دخولِ جنت
 کے لئے شرط ہے۔

گندے دارِ مصلیٰ | مندرجہ بالا آیات و حدیث جن

میں صلاتوں کی حفاظت کا حکم باب ”مفاعلہ“ میں دیا گیا ہے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کبھی صلوٰۃ پڑھنا اور کبھی چھوڑ دینا نجات کے لئے کافی نہیں۔ مندرجہ ذیل آیات میں بھی اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ بَشَرًا ۖ لَّيْسَ بِشَاكِرٍ ۚ
هَلُوعًا ۖ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۖ وَإِذَا
مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۚ
إِلَّا الْمُسْلِمِينَ ۚ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ
دَائِمُونَ ۚ {سارج} کرتے ہیں یعنی ہمیشہ پڑھتے ہیں۔

صَلَاتُكُمْ كَوَافِلُ لِّصَلَاتِنَا ۚ وَمَا كُنْتُمْ مُدْرِكِيهَا ۚ

ارشاد فرماتا ہے:-

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ اِنْ (نیک) لوگوں کے بعد ایسے ناخلف
 خَلَفُ اَصَاغُوا الصَّلَاةَ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے صلوٰۃ
 وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ کو ضائع کر دیا اور (اپنی) خواہشات
 فَسَوَتْ يَلْقَوْنَ غِيَاہ کی پیروی کرنے لگے، ایسے لوگ عنقریب
 اِلَّا مِنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ دوزخ میں داخل ہوں گے، مگر جن
 عَمِلَ صَالِحًا وَاٰمَنَ لَكَ لوگوں نے توبہ کی۔ ایمان لائے اور
 يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا نیک عمل کے تو ایسے لوگ جنت میں
 يُظَلَّمُونَ شَيْئًا لَّهُمْ دَاخِل ہونگے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔
 آیت بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ترکِ صلوٰۃ اور اتباعِ شہوات
 کفر ہے، ورنہ یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ ”جو لوگ ایمان لائے۔“
بعض مصلی دوزخ میں | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قَوْلُ الْمُصَلِّينَ اے مصلیوں کے لئے دوزخ ہے جو
 الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اِنِی صلاتوں سے غافل رہتے ہیں جو

صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ ریا کاری کرتے ہیں اور جو برتنے کی
الَّذِينَ هُمْ يَرَاءُونَ ۝ چیز عاریۃ دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔
وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝ { ماعون }

آیات بالا کا تقاضہ یہ ہے کہ مصلیوں کو ارکانِ صلوٰۃ کی صحیح
ادائیگی اور اوقاتِ صلوٰۃ سے غافل نہیں رہنا چاہیے، خلوص کے
ساتھ صلوٰۃ پڑھنی چاہیے، اور اگر ان سے کوئی چیز عاریۃ مانگی
جائے تو انکار نہیں کرنا چاہیے۔ کسی برتنے کی چیز کو عاریۃ دینے
سے انکار کرنا بد اخلاقی ہے۔ مصلی کو بد اخلاق نہیں ہونا چاہیے۔
صلوٰۃ بُرائیوں سے بچاتی ہے [اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ {عنکیت} بُرائی سے بچاتی ہے۔

اگر کسی مصلی کی بُرائیاں باوجود صلوٰۃ پڑھنے کے کم نہیں ہو رہیں
تو اسے سمجھنا چاہیے کہ صلوٰۃ میں ضرور کوئی ایسی خامی ہے جس کی وجہ

سے صلوٰۃ کے صحیح نتائج برآمد نہیں ہو رہے۔ اس کو اپنی صلوٰۃ کی اصلاح کرنی چاہیے۔

صلوٰۃ اور اوصاف حمیدہ | مصلیٰ میں اوصاف حمیدہ

پیدا ہونا بہت ضروری ہیں۔ ان میں سے اہم اوصاف حمیدہ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِلَّا الْمَصْلِيْنَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِلنَّسَائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بَيَّوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ

(تمام انسانوں میں گھبراہٹ اور مَخل ہوتا ہے) سوائے اُن مصلیوں کے جو ہمیشہ پابندی سے صلوٰۃ ادا کرتے ہیں، جن کے مال میں سائل اور محروم کے لئے ایک حصہ مقرر ہوتا ہے جو روزِ جزاء کی تصدیق کرتے ہیں، جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ بے شک اُن کے رب کا عذاب

رَيْبِهِمْ مُشْفِقُونَ ۝ إِنَّ
 عَذَابَ رَيْبِهِمْ غَيْرُ
 مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ
 لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝
 إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
 أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ
 فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝
 فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ
 فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝
 وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ
 وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝
 وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ
 قَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ

ڈرنے ہی کی چیز ہے۔ اور جو (تمام
 عورتوں سے) اپنی شرمگاہوں کی
 حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی
 بیویوں اور اپنی لونڈیوں کے (ان
 کے پاس جانے میں) ان پر کوئی ملّت
 نہیں۔ ان کے علاوہ اگر وہ کسی
 اور (عورت) کے متلاشی ہوں تو بھروسہ
 حد سے نکل جانے والے ہیں۔ اور
 وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد
 کی نگرانی کرتے ہیں، جو اپنی گواہیوں
 پر قائم رہتے ہیں اور جو اپنی
 صلوة کی پابندی کے ساتھ
 حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ

عَلَى صَلَاتِهِمْ يَخَافُونَ ۝ ہیں جو باغات میں عزت کے
 أُولَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَّمُونَ ساتھ رہیں گے {معارف} {۲۵۴۱۲}
 اگر کسی مصلیٰ میں یہ اوصاف حمیدہ پائے جاتے ہیں تو اُسے
 اُمید رکھنی چاہیے کہ اُس کی صلوٰۃ قبول ہو رہی ہے اور اگر یہ
 اوصاف پیدا نہیں ہوئے ہیں تو پھر اُسے اپنی صلوٰۃ کا جائزہ
 لینا چاہیے۔

صَلَاةٌ صَبْرًا سِتْقَامًا اور ضبطِ نفس کی تربیت دیتی ہے
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا
 اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ صَلَاةَ الْذِّكْرِ
 وَالصَّلَاةِ {بَعْتِه} طلب کرو۔

مصلیٰ جب تکبیر تحریمہ کہتا ہے تو جب تک وہ سلام نہ
 پھرے کوئی کام نہیں کر سکتا، تمام حلال و جائز کام جو وہ

صلوٰۃ شروع کرنے سے پہلے کر سکتا تھا صلوٰۃ میں حرام ہو جاتے ہیں۔ نہ وہ کھا سکتا ہے، نہ پی سکتا ہے، نہ نظر اٹھا سکتا ہے، گویا وہ صبر اور ضبطِ نفس کی مشق کر رہا ہے۔ اُسے تربیت مل رہی ہے کہ جس اللہ کے حکم سے صلوٰۃ کے اندر اُس نے تمام حلال چیزوں اور کاموں کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا صلوٰۃ کے بعد وہ اُسی اللہ کی اطاعت میں تمام حرام کاموں سے بچے۔

صلوٰۃ کے مزید فوائد | صلوٰۃ ایک ہلکی قسم کی ورزش بھی ہے۔ دن و رات میں پانچ صلاتیں مستی اور کاہلی دور کرنے اور چستی و مستعدی پیدا کرنے کا عجیب و غریب ذریعہ ہیں۔ صلوٰۃ صفائی و پاکیزگی کی بھی تربیت دیتی ہے۔

صلوٰۃ جماعت کے بڑھنا ضروری ہے | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:-

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ فتنمُ اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں

هَمَّتْ أَنْ أَمْرِي يَحْطَبَ میری جان ہے میں نے ارادہ کیا تھا
 لِيُحْطَبَ ثَمَّ أَمْرِي بِالصَّلَاةِ کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں
 فَيُؤَذِّنَ لَهَا ثَمَّ أَمْرٌ رَجُلًا پھر صلوٰۃ کا حکم دوں، پھر اس کے لئے
 فَيَوْمُ النَّاسِ ثُمَّ أَخَالَ لِلرَّجُلِ اذان دی جائے، پھر کسی شخص کو صلوٰۃ
 رِجَالٍ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ بَيُوتَهُمْ پڑھانے کا حکم دوں، پھر ان مردوں
 وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ رِجَالٍ کی طرف جاؤں جو صلوٰۃ میں نہیں
 يَتَخَلَّفُونَ عَنْهَا {صحیح بخاری} آتے اور ان کے گھروں کو ان کے
 كِتَابُ الصَّلَاةِ وَصَحِيحُ مُسْلِمٍ كِتَابُ الصَّلَاةِ اوپر جلا دوں۔

صلوٰۃ اور نظم و ضبط | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں:-

إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتِيَهُمْ امام اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی
 بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا پیروی کی جائے، لہذا جب اللہ اکبر
 رَكَعَةً فَإِرْكَعُوا وَإِذَا رَقَعَهُ کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، جب رکوع کہے

فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ سر اٹھائے
 اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَبُولًا تو تم بھی سر اٹھاؤ، جب کہ سمع اللہ
 اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِنَّا لمن حمدہ کہے تو تم اللہم ربنا
 صَلَّي قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا کہ الحمد کہو۔ جب وہ کھڑے
 إِذَا صَلَّي قَائِمًا فَصَلُّوا قُعُودًا ہو کر صلوٰۃ پڑھے تو تم بھی کھڑے
 أَجْمَعُونَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ہو کر صلوٰۃ پڑھو، اور جب بیٹھ کر
 کتابِ صلوٰۃ] صلوٰۃ پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر صلوٰۃ پڑھو

اسی حکم کی تعمیل میں تمام مقتدی امام کی آواز پر نقل و حرکت کرتے ہیں۔ وہ کسی معاملہ میں نہ اُس سے پیش قدمی کرتے ہیں نہ اُس کی پیروی سے انحراف کرتے ہیں۔ اگر امام غلطی کرتا ہے تو وہ سُبْحَانَ اللَّهِ کہہ کر اُسے غلطی پر متنبہ کرتے ہیں، براہِ راست اُس سے یہ نہیں کہتے کہ تم نے غلطی کی، بلکہ یہ کہہ کر کہ "اللہ ہی غلطیوں سے پاک ہے" اُسے ہوشیار کر دیتے ہیں۔ اپنے امام کو غلطی بتانے کا

کتنا پیارا انداز ہے۔ اگر امام پھر بھی غلطی سے رجوع نہیں کرتا تو
 مقتدری اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتے بلکہ پورے نظم و ضبط کے
 ساتھ اُس کی آواز پر اپنی نقل و حرکت کو جاری رکھتے ہیں یہی وہ
 نظم و ضبط کی تربیت ہے جو سیاست کے وسیع میدان میں مسلمین
 کی رہنمائی کرتی ہے۔ وہ اپنے امیر کی اطاعت کرتے ہیں، اُس کے
 حکم سے سرتابی نہیں کرتے۔ بڑے خیر خواہانہ انداز میں ادب کے
 ساتھ اُس کی غلطی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اگر وہ اپنی غلطی تسلیم
 نہ کرے پھر بھی معروف کاموں میں اُس کی اطاعت سے منہ نہیں
 موڑتے، اُسے چھوڑ کر انتشار و اختلاف کو ہوا نہیں دیتے۔
صلوٰۃ کا طریقہ فرض ہے اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ فرض کی تو
 اس کے ادا کرنے کے طریقہ کو مسلمین کے صوابدید پر نہیں چھوڑا بلکہ
 اس کے طریقہ کو بھی فرض کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
 فَإِنْ خِفْتُمْ مَعَكُمْ فَبِجَالَا أَوْ جَبْتُمْ (بحالت جنگ دشمن سے)

رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ خُطْرَهُ مُحْسُوسٌ كَرُوْهُ صَلَوةً كَوَاحِلَةً

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا يَهْرَتُ بِهَا سَوَارِيٌّ بِرُطْهٍ لَوْ اَدْرَجَكَ

عَلِمَ كُمْ مَا لَمْ تَكُونُوْا اَمِنْ هُوَ جَاءَ تَوَصُّوْهُ كَوَاسِيٍّ طَرِيقَةٍ سَوَادَا

تَعْلَمُوْنَ ۝ {بمقتضیٰ ۲۳۹}

کرو جس طریقہ سے اللہ نے تم کو سکھائی ہے اور جس طریقہ سے تم (پہلے) ناواقف تھے۔

صلوٰۃ کا طریقہ کہاں ملیگا جس طریقہ سے اللہ تعالیٰ

نے صلوٰۃ فرض کی ہے وہ طریقہ قرآن مجید میں تو نہیں ملتا، ظاہر

ہے کہ پھر وہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ملیگا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ صَلَوةً اُوسَى طَرِيقَةٍ سَے پڑھو جس طریقہ

اَصَلَّيْتُ {صحیح بخاری} سے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔

مذکورہ بالا آیت و حدیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ جس طریقہ سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ ادا کی ہے وہ طریقہ فرض ہے۔ اس طریقہ

میں فرض، واجب، سنت اور مستحب کی تقسیم فرضی ہے تمام ایمان والوں کو صرف اُسی طریقہ سے صلوٰۃ پڑھنی چاہیے جس طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔

بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی طریقے سے صلوٰۃ پڑھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی طریقہ سے صلوٰۃ پڑھی ہے اور وہی طریقہ فرض ہے۔ صحیح احادیث سے اس طریقہ کو تلاش کر کے اس طریقہ کے مطابق صلوٰۃ پڑھنی چاہیے صلوٰۃ کے فرقہ دارانہ طریقوں سے کُلّیتاً اجتناب کرنا چاہیے۔

صلوٰۃ کے فضائل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

الصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَ پانچوں صلاتیں، ایک جمعہ سے

الْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ دوسرا جمعہ، ایک رمضان

وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ سے دوسرا رمضان، درمیان

مُكَفِّرَاتٍ مَا بَيْنَهُنَّ
إِذَا الْجُنُبُ الْكَبَائِرَ
{ صحیح مسلم کتاب الطہارۃ } نہ کئے ہوں۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں:-

أَرَدَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا
بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ
فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا
تَقُولُ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ
دَرَنِهِ قَالُوا لَا يُبْقِي مِنْ
دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذَلِكَ
مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ
يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا
{ صحیح بخاری و صحیح مسلم }

بتاؤ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازہ
پر نہر ہو اور وہ اُس میں ہر روز پانچ
بار نہاتا ہو تو کیا اُس کے میل میں
سے کچھ باقی رہے گا؟ صحابہ نے
عرض کیا میل میں سے کچھ بھی باقی
نہیں رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا یہی مثال پانچوں
صلواتوں کی ہے، اللہ ان کے
ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آداب الصَّلٰوة

بعض لوگ جب صلوٰۃ پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو اس بات کا مطلق خیال نہیں کرتے کہ کس کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور اس کے سامنے کھڑے ہونے کے لئے کس قدر ادب و احترام کی ضرورت ہے۔ بے ادبی اور بدتہذیبی کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرتے ہیں اور بعض تو ایسے کام کر گزرتے ہیں کہ دیکھنے والے کو کراہت آتی ہے۔ سکون و اطمینان کا نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ بعض لوگ اگرچہ ہر رکن کو اطمینان سے ادا کرتے ہیں لیکن سکون اُن کی صلوٰۃ میں بھی ناپید ہوتا ہے۔ جسم متحرک رہتا ہے۔ کبھی ایک پیر پر زور دیتے ہیں اور کبھی دوسرے پر۔ کبھی جھک جھک کر پیروں کو دیکھتے ہیں اور کبھی کپڑوں کو۔ نظریں

ادھر ادھر اور اوپر کو اٹھتی ہیں۔ کبھی میل اُتارتے ہیں۔ اکثر
 ڈاڑھی سے کھیلے رہتے ہیں۔ بغیر کسی خاص ضرورت کے کھجاتے
 رہتے ہیں۔ جما ہی آتی ہے تو نہ اُس کو روکتے ہیں نہ مُنہ پر ہاتھ
 رکھتے ہیں۔ رفع یدین کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا
 مکھی اڑا رہے ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ہاتھ پھینک
 رہے ہیں۔ ہاتھوں میں اوپر اٹھانے کے بعد سکون پر کچا بھی
 نہیں ہونے پاتا کہ فوراً لا پرواہی سے اُن کو نیچے لے آتے ہیں۔
 بعض لوگ صرف ناف تک ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ بعض لوگوں
 کا رفع یدین رکوع سے اُٹھنے اُٹھتے ہی ختم ہو جاتا ہے، جب
 سیدھے کھڑے ہوتے ہیں تو ہاتھ نیچے جا چکے ہیں بعض لوگ
 انگلیوں کو ذرا اسی جنبش دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ رفع یدین
 ہو گیا۔ جب وضوء کر کے آتے ہیں تو آستینیں چڑھی ہوتی ہیں
 اسی حالت میں صلوٰۃ شروع کر دیتے ہیں۔ پھر یا تو صلوٰۃ میں

آستینیں اُتارتے ہیں یا صلوٰۃ کے بعد گویا صلوٰۃ اُسی حالت میں پڑھ لیتے ہیں۔ بعض لوگ توشیروانی اور کوٹ وغیرہ کی آستینیں چڑھا کر وضوء کرتے ہیں اور پھر بغیر آستینیں اُتارے صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔ خم ٹھونک کر ٹانگیں چیر کر کھڑے ہوتے ہیں۔ بجائے کلائی کے کہنی یا بازو کو پکڑتے ہیں۔ عاجزی و فروتنی مفقود ہوتی ہے۔ بعض لوگ ایسا بھی کرتے ہیں کہ جلدی جلدی وضوء کر کے آئے اور آکر رکوع میں مل گئے، پھر زمین سے تولیہ اٹھا کر عین رکوع کی حالت میں تولیہ سے مُنہ پونچھتے ہیں یا جلیہ میں مُنہ پونچھتے ہیں۔ بعض رکوع سے کھڑے ہو کر اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے رُومال وغیرہ باندھتے ہیں، دیکھنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ صلوٰۃ پڑھ رہے ہیں۔ پہلے مسواک یا اور کوئی سامان سجدہ کی جگہ رکھ دیتے ہیں، پھر جب سجدہ کرنے لگتے ہیں تو ایک ہاتھ سے اور بعض اوقات دونوں ہاتھوں سے

اُس کو اٹھا کر سجدہ کے مقام سے علیحدہ رکھ دیتے ہیں۔ بعض لوگ جب بیٹھتے ہیں تو دونوں ہاتھوں سے قمیص کے دامن کو اپنی گود میں پھیلا لیتے ہیں، اس کی سلوٹیں دور کرتے ہیں۔ کھڑے ہوتے ہیں تو قمیص کے پیچھے کے دامن کو ٹھیک کرتے ہیں۔ سجدہ میں جانے سے پہلے بار بار مصلے کو دونوں ہاتھوں سے صاف کرتے ہیں اور پھر دونوں ہاتھوں کو دیکھتے ہیں کہ کہیں ہاتھوں پر کچھ لگ تو نہیں گیا۔ بعض لوگ بے ضرورت ننگے سر صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔ ٹوپی یا صافہ اُن کے پاس رکھا ہوتا ہے اُسے نہیں پہنتے حالانکہ ویسے ہر وقت پہنے رہتے ہیں، صلوٰۃ پڑھنے کھڑے ہوئے تو ٹوپی وغیرہ اتار دی اور جوں ہی صلوٰۃ پڑھ کر واپس ہوئے تو پہن لی۔ قمیص ہوتے ہوئے صرف بنیان پہن کر عجیب و غریب ہیئت مکررہ کرنے ساتھ صلوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ لوگوں کے لئے زینت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے زینت اتار پھینکتے ہیں۔ ان تمام مذکورہ

بالا باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے لا اُبالیت اور بے ادبی کا مکمل ترین مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہی لوگ دنیوی حکمرانوں کے سامنے ایسا نہیں کرتے لیکن دربارِ الہی میں سب کچھ جائز سمجھتے ہیں۔

غرض یہ کہ ان کی صلوٰۃ ادبِ احترام سے معشری اور بدتمیزی اور بدبختی کا مرقع ہوتی ہے۔ اب ذیل میں وہ دلائل بیان کئے جاتے ہیں جن سے ان اُمور کا ناجائز ہونا ثابت ہو جائے گا اور بات کے لئے آیت و حدیث کے طالب اس سے تسلی پائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ اُنْ مُّؤْمِنِينَ كَوْفُلًا حَصِيبٍ
الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ
خَاشِعُونَ ۝ [مؤمنون ۱۲] کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ صَلَوَاتِ كِي حِفَاطَت كِرُو هِصْوَصًا
وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَى وَ يَنْجِ وَا لِي صَلَاة كِي، (صَلَاة مِي)
قَوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتَيْنَ ه {بِقَرْنِه}

۳۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پوچھتے ہیں۔ احسان کے

کہتے ہیں؛ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں:-

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ
تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ۔ اِگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال رکھے کہ

{صحیح بخاری صحیح مسلم عن عمرؓ} اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ میں احسان یعنی حُسن و

خوبصورتی ہونی چاہیئے اور جب بندہ یہ خیال کریگا کہ میں

اللہ کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم میں نہیں دیکھ رہا تو اللہ مجھے

دیکھ رہا ہے تو کس قدر ہیبت و تعظیم اس کے قلب میں پیدا ہوگی۔
 کس قدر خضوع اور خشوع ہوگا اور کس قدر حرکات و سکنات
 میں احتیاط ملحوظ رہے گی۔ اُن تمام بد تہذیبیوں اور بد عنوانیوں
 کے خلاف جو اوپر مذکور ہوئیں صرف یہی ایک حدیث کافی ہے۔
 صاف ثابت ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ حُسن و خوبی کے ساتھ ادا ہونی
 چاہیئے۔ ذرا ہر شخص اُس موقع کا تصور کرے کہ وہ حاکم کے سامنے
 کھڑا ہو، حاکم اُسے دیکھ رہا ہو اور وہ حاکم کو دیکھ رہا ہو تو کس قدر
 سکون اور ادب سے اُسے کھڑا ہونا پڑیگا۔ بے جا حرکات تو
 گجا کھجانے تک کی ہمت نہیں ہوگی۔ کیا یہی منشاء اس حدیث
 کا نہیں ہے؟

۴۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ نَبِيٌّ صَلَّى
 إِفْرَضَهُنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ فَرَضَ كِي هِي، جِس نِي اِن كَلَّ

أَحْسَنَ وَضَوْوَهُنَّ وَصَلَّهِنَّ اِجْتِهَادُهُمْ كَمَا اور اُن کے وقت پر
لَوْ قِيَّتِهِنَّ وَاتَّقَرَّ رُكُوعُهُنَّ اِن كَوَادَا كَمَا اور رُكُوع اور خشوع
وَخَشُوعُهُنَّ كَمَا لَمْ يَكُنْ عَلَى كَوِثَرَا كَمَا، اللہ تعالیٰ کا اُس
اللہ عَمْدًا اَنْ تَغْفِرَ لَهُ وَ كے لئے وعدہ ہے کہ اُسے بخش دے گا
مَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَدَا عَلٰی اور جو ایسا نہیں کرے گا اللہ
اللہ عَمْدًا اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ تَعَالٰی کا اُس کے لئے کوئی وعدہ
وَلَا اِنْ شَاءَ عَذَابُهُ۔ (ابوداؤد) نہیں، خواہ بخشنے خواہ عذاب
باب فی الحافظۃ علی الصلوٰۃ و سنتہ
صحیح (مرقاۃ ج ۱ ص ۱۲۷) کرے۔

اس حدیث میں بھی خشوع پر زور دیا گیا ہے یعنی پوری
دل جمعی حضور قلب، ہیبت و آداب کے ساتھ صلوٰۃ
ادا کرنی چاہئے۔

۵۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رُوِيَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرمایا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ

أَمْرًا أَنْ تَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ كَهَيْئَةِ تَهْدِئَةٍ بِرَجْدَةٍ كَرِيْمَةٍ (اور صلوٰۃ میں)
 اعْظِمِ وَلَا تُكَلِّفْ تَوْبًا وَلَا شَعْرًا زَكِيرًا يَمِيشُ اور نہ بال سمیٹیں۔

{صحیح بخاری جزء امتنا و صحیح مسلم عن ابن عباسؓ}

اس حدیث میں کتنا ادب سکھایا گیا ہے۔ اس حدیث کا
 تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بے ضرورت کوئی حرکت
 نہ کرے کیونکہ یہ تعظیم کے منافی ہے۔ آستینیں چڑھا کر صلوٰۃ
 پڑھنے والے اور پھر صلوٰۃ ہی میں اُن کو اتارنیوالے غور کریں۔
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالوں کو نہ سمیٹے، بالوں کا جوڑانہ
 باندھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

لَا تَمَّا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ اس طرح صلوٰۃ پڑھنے والا
 الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مُكْتَوِفٌ۔ ایسا ہے گویا کہ اُس کی مشکیں
 {صحیح مسلم باب اعضاء السجود ۱۲۴} بندھی ہوئی ہیں۔

۶۔ مصلے وغیرہ پر نقش و نگار اور تصاویر نہیں ہونی

چاہئیں، بلکہ اس قسم کی کوئی چیز بھی نہ ہونی چاہیے جس سے
حضورِ قلب میں فرق آئے۔

صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَسُوْلِهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْصَتِهِمَا نَقْشَ زَنْكَارٍ وَالِي چادر میں صلوٰۃ پڑھی
اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلَى اَعْلَامِهَا اُپ نے اُس کے نقش و زنگار کو دیکھا،
نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ جَب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا:
اَذْهَبُوا بِخَيْصَتِي هَذِهِ اس چادر کو لے جاؤ (اور دوسری لے
..... كُنْتُ اَنْظُرُ اِلَى عِلْمِهَا آؤ)..... میں صلوٰۃ میں تھا، میری نظر
وَ اَنَا فِي الصَّلَاةِ فَانْخَافُ اس کے نقوش پر پڑ جاتی تھی، میں
اَنْ تَفْتِنَنِي (صحیح بخاری ۱۱۱۱) ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ مجھے فتنہ
باب اذا صلتی فی ثوب لھا اعلام) میں مبتلا نہ کر دے۔

ایک پردہ کے متعلق حضرت عائشہؓ سے فرمایا:-
اَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكَ هَذَا اس پردہ کو مجھ سے دور کرو

فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِرُهُ كَيْسَ كِهٖ اِسْ كِهٖ تَصَوِّرِي
 تَعْرِضُ فِي صَلَاتِي. صلوٰۃ ميں ميړے سائے
 {صحیح بخاری جزیء اول عن انسؓ} آتی رہیں گی۔

اس حدیث سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اگر پردہ میں تصویریں
 ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ نہیں، پردہ میں بھی تصویریں نہیں ہونی
 چاہئیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :-

قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى وَسَلَّمَ سَفَرٍ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَنَرْتُ
 سَفَرٍ وَقَدْ سَنَرْتُ سَفَرٍ وَقَدْ سَنَرْتُ
 بِقِرَامٍ لِي عَلَى سَهْوَةٍ تَحِيْلُ لَهَا تَحِيْلُ لَهَا
 لِي فِيهَا تَحِيْلُ لَهَا تَحِيْلُ لَهَا تَحِيْلُ لَهَا
 رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَ وَ عَذَابُ ان لوگوں كو هوگا جو اللہ کی

قَالَ أَشَدُّ النَّاسِ
عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ
الَّذِينَ يُضَاهَوْنَ
بِخَلْقِ اللَّهِ (صحیح بخاری
کتاب اللباس ۷/۲۱۷)

الغرض مصلیٰ کے سامنے ایسی کوئی چیز نہ ہونی چاہیے جو اُسے
اپنی طرف مشغول کر لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-
لَا يَتَّبِعُنِي أَنْ يَكُونَ فِي
الْبَيْتِ شَيْءٌ يُشْغِلُ
الْمُصَلِّيَّ
مسجد میں (قبضہ کی طرف) ایسی
کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے جو
مصلیٰ کو مشغول کر لے۔

{رواہ احمد۔ بلوغ ۲۷۲ ورواہ البوداد
عن عثمان بن طلحة وسنده صحيح۔ صلاة النبي للامراء الدين الالباني فتح}

۷۔ اے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وسلم اَنْ وسلم نے صلوٰۃ میں

يَتَجَسَّسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ بِأَتَمِّ طَرَاكٍ يُعْطَنُ مِنْهُ
وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدَيْهِ فَرَمَا يَافِي -

{ ابوداؤد عن ابن عمر جلد اول ص ۱۷۹ و صحیح برعاه جلد اول ص ۶۶ }

کس قدر ادب سکھایا جا رہا ہے کہ صلوٰۃ میں ہاتھ ٹکا کر
بھی نہ بیٹھو کہ یہ بھی منافی ادب ہے۔

۸۔ ایک شخص نے بحالتِ صلوٰۃ پھینک کے جواب میں
يَرْحَمُكَ اللَّهُ کہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لَنْ هَذِهِ الصَّلَاةُ لَا يَصْلَحُ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ
كَلَامِ النَّاسِ { صحیح مسلم } کوئی چیز جائز نہیں۔

اس حدیث سے اور ابوداؤد کی ایک حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ صلوٰۃ میں پھینک کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا تو جائز ہے
لیکن اس کا جواب دینا جائز نہیں { ابوداؤد باب فی تثبیت الناس فی الصلوٰۃ ص ۱۳۸ }

صلوٰۃ میں سلام کا جواب زبان سے نہ دے | حضرت ابن مسعود کہتے

ہیں کہ ”ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے سلام کا جواب دیا کرتے تھے (اب کیوں نہیں دیتے)“ آپ نے فرمایا:-

إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا بے شک صلوٰۃ میں (اللہ تعالیٰ کی طرف)

{صحیح بخاری و صحیح مسلم} شغل ہوتا ہے۔

نوٹ: صلوٰۃ میں ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا منون ہے (ضمیمہ ۸ ملاحظہ فرمائیے)

۹۔ جب کھانا حاضر ہو یا پیشاب پاخانہ لگ رہا ہو تو

صلوٰۃ نہ پڑھے بلکہ پہلے کھانا کھالے، پیشاب پاخانہ سے

فارغ ہو جائے پھر صلوٰۃ پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فرماتے ہیں:-

لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ کھانا حاضر ہو تو صلوٰۃ نہیں ہوتی

وَلَا هُوَ يَدْفَعُهُ اور پیشاب پاخانہ کو روک کر بھی

الْأَخْبَثَانِ صلوٰۃ نہیں ہوتی۔

(صحیح مسلم عن عائشة القديقة جلد اول ص ۲۲۵)

۱۰۔ عَنْ مُعَيْقِبٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي التَّجَلُّلِ بِسَوِيِّ التُّرَابِ
حَيْثُ يُسَجَّدُ قَالَ إِنْ
كُنْتَ لَا بُدَّ فَأَعِلَّ فَوَاحِدَةً

(صحیح بخاری ۸۰/۲ و صحیح مسلم ۴۲۲/۱ واللفظ له)

کس قدر ادب ملحوظ ہے! وہ لوگ جو بار بار کھجائے ہیں صلوٰۃ
میں منہ پونچھتے ہیں، سر پر رومال باندھتے ہیں یا صلوٰۃ میں
آستینیں چڑھاتے یا اتارتے ہیں، اس حدیث پر غور کریں۔
۱۱۔ تَخَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْخَصَرُ فِي الصَّلَاةِ
میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع
فرمایا ہے۔

{صحیح بخاری جزء ۲ ص ۸۳ و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ}

کس قدر آدابِ شاہانہ ملحوظ ہیں۔ صلوٰۃ میں میل اُتارنیوالے
یا ڈاڑھی سے کھیلنے والے غور کریں۔

۱۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حضرت عائشہؓ نے صلوٰۃ میں اِدھر
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اُدھر دیکھنے کے متعلق رسول اللہ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَّی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
الْإِتِفَاقِ فِي الصَّلَاةِ کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ شیطان
فَقَالَ هُوَ اخْتِلَافٌ يَخْتَلِسُ کابندے کی صلوٰۃ میں سے جھپٹ
الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ لینا ہے (صحیح بخاری جز ۱، ص ۱۹۱)

صلوٰۃ میں نیچی نظر رکھنا اور اِدھر اُدھر نہ دیکھنا کس قدر
ضروری ہے، کس قدر آدابِ شاہی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

مزید سُنئے، رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-
مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ لوگوں کا کیا حال ہے کہ صلوٰۃ میں
أَبْصَارُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي اپنی نگاہیں اُوپر اُٹھاتے ہیں۔ پھر

صَلَاتِهِمْ فَأَشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي اس سلسلہ میں آپ نے سخت تنبیہ کی
 ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ لَيَنْتَهِنَنَّ اور فرمایا لوگ ایسا کرنے سے باز
 عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَيُخْطَفَنَّ آجائیں ورنہ اُن کی نظریں اُچک
 ابصارُہُمْ (صحیح بخاری ۱۹۱) لی جائیں گی۔

اوپر نگاہ اٹھانے کو کس سختی سے منع کیا گیا ہے بخور فرمائیے
 کہ کس قدر آدابِ ذوالجلال کا پاس ہے کہ نظریں تک اوپری
 نہیں کر سکتے، گجابه ضرورت ہاتھ پیروں کی حرکات !
 ۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِذَا تَشَكَّيْتَ أَحَدَكُمْ جَبَّ تَمَّ مِّنْ سَعْيٍ كَوَصْلَةٍ مِّنْ جَاهِي
 فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظَمْ آئے تو جہاں تک ہو سکے اُس
 مَا اسْتَطَاعَ ۖ کو روکے۔ {میچ مسلم کتاب الزہد}

کس قدر ادب و تعظیم کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

۱۴۔ ابن شخیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وَلَمْ يَكُنْ يَدْرِي مَا يَكُونُ مِنْهُ. اِيسا معلوم ہوتا تھا
لِيَجُوفِيَهِ اَزِيزُكَ اَزِيزٌ کہ بہ بیک رونے کے آپ کے سینہ میں
الْمِرْجَلِ يَعْنِي يَبْكِي۔ سے پتیلی کے جوش مارنے کی آواز کے

{رواه النسائي وروى ابوداؤد ونحوه، ومانند آواز آرہی تھی۔
رواه الترمذی وصح (بلوغ الامانی ج ۲ ص ۱۳۱) ورواه احمد وندہ صحیح. التعلیق ۱۳۱}

کس قدر خشیت الہی کا مظاہرہ ہے۔

۱۵۔ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:-

إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي جَبْتِمْ مِنْ سَعَةِ صَلَاةٍ يَرْطَعُ تَوَ
الْصَّلَاةِ فَلَا يَسْجُدُ لِحَصِي كُنُكْرِيُونِ كَو (بجالتِ صَلَاةٍ) نہ ہٹائے کیونکہ
فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجِهَةٌ اس کے سامنے رحمت متوجہ ہوتی ہے۔

{ابوداؤد و نسائی عن ابی ذر جلد ۱ ص ۱۳۲ ورواه الترمذی وصحاح احمد محمد شاکر فی تعلیقہ

علی الترمذی۔ سکت عند المنذری (مرعاة ج ۲ ص ۱۸۱)}

صلوٰۃ میں منہ پوچھنے والے، کسی چیز کو ادھر سے ادھر

اٹھا کر رکھنے والے غور کریں۔

۱۶۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:-

مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 رَمَضَانَ أَوْ غَيْرَ رَمَضَانَ (رات
 بَزِيدٌ فِي رَمَضَانَ وَلَا
 فِي غَيْرِهِ عَلَى أَحَدٍ عَشْرَةَ
 رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا
 تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِمْ فِي طَوْلِهِمْ
 ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا
 تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِمْ فِي طَوْلِهِمْ
 ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا ۖ

{صحیح بخاری و صحیح مسلم} پھر تین رکعت پڑھتے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي صَلَوةٍ فِي رَمَضَانَ أَوْ غَيْرِ رَمَضَانَ

علاوہ کوئی ایسی چیز بھی تھی جس کو حسن و خوبی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آہ، آج ہی مفقود ہے۔ اتنی بے ادبی اور بد صورتی کے ساتھ صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے کہ دیکھنے والے کو نفرت ہوتی ہے۔
نوٹ: چار اور تین رکعت کے یہ مراد نہیں کہ وہ ایک سلام سے ہوتی تھیں تفصیل و ترکے عنوان میں دیکھئے
۱۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي كَوْنِ شَخْصٍ أَسَاطِرَ لِيَكُ كِبْرُ
الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فِي صَلَاةٍ نَظَرٌ كَبْرٌ كَبْرُ
عَاقِبَتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ ۖ كَنْدْهُونَ بِرَأْسِ كَآكِبٍ حَقٌّ نَهْوَ۔

{ صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرہما }

کس قدر زینت و احترام کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ صرف بنیان پہن کر صلوٰۃ پڑھنے والے غور کریں۔

۱۸۔ حضرت سلمہؓ پوچھتے ہیں ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں شکاری آدمی ہوں کیا ایک قمیص میں صلوٰۃ

پڑھ لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

نَعَمْ وَأَنْزِرْ دَلًا وَلَوْ بِأَنْ تَقْرَأَ فِي صَلَاتِكَ أَوْ تَقْرَأَ فِي صَلَاتِكَ أَوْ تَقْرَأَ فِي صَلَاتِكَ

بِشَوْكَةٍ {ابوداؤد و ترمذی} لگا لو۔ اگر گھنٹی نہ ہو تو کانٹا

وسندہ صحیح (ابن خزيمة ج ۱ ص ۳۸۱) ہی لگا لو۔

گریبان چاک، بے ادبی کے ساتھ صلوٰۃ پڑھنے والے
غور کریں۔

۱۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ازار

لٹکائے ہوئے صلوٰۃ پڑھتے دیکھا تو فرمایا جاؤ اور وضوء کرو

..... پھر فرمایا:-

إِنَّ اللَّهَ جَلَّ ذِكْرُهُ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ إِذَا رَأَىٰ

صَلَاةَ رَجُلٍ إِذَا رَأَىٰ صَلَاةَ رَجُلٍ إِذَا رَأَىٰ صَلَاةَ رَجُلٍ إِذَا رَأَىٰ

{رواہ ابو داؤد عن ابی ہریرۃ کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص ۲۱۱ کتاب اللباس رواہ

احمد و رجالہ صحیح (مرعۃ جلد ۱ ص ۵۰) و صحیح النووی علی شرط مسلم (ریاض الصالحین ص ۳۷)

واقرة احمد محدثاكر في تعليقاته على محلي ابن حزم جزء ١ ص ٥٤ {

صلوة ميں شلوار يا پاجامہ لٹکانے والے غور کریں (علاوہ

صلوة کے بھی ٹخنوں سے نیچے پاجامہ رکھنا منع ہے۔ صحیح بخاری)

۲۰۔ نھی رسول اللہ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللہ علیہ وسلم عین صلوة ميں سدل سے منع فرمایا

السَّدْلُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَّ

تُغَطِّي الرَّجُلُ قَائِمًا

منرمایا ہے۔

رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرۃ ورواہ الحاكم وصحی علی شریھا ووافقه الذہبی (تعلیقا

احمد محدثاكر على الترمذی)

سدل کے معنی یہ ہیں کہ کپڑا سر پر یا کندھوں پر ڈال لے اور

اس کے دونوں دامن لٹکے رہیں۔

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ صلوة ميں منہ نہیں ڈھانکنا

چاہیے اس لئے کہ یہ بھی ایک قسم کی بے ادبی ہے۔

صفحات ۵۸ و ۵۹ پر جہاں حدیث بیان کی گئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ میں آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں، آنکھوں کو کھلا رکھے اور ایسی چیز سامنے سے ہٹا دے جس پر نظر پڑنے اور پھر نظر جم جانے کا اندیشہ ہو۔ اپنے مخاطب کے سامنے آنکھیں بند کرنا ایک قسم کی بدنہیزی اور آداب شاہی کے قطعاً منافی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں کھول کر صلوٰۃ ادا کی اور اس سنت کو قیامت تک کیلئے واجب التعمیل کر دیا۔

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ اگر کپڑا کشادہ ہو تو اس کو پوئے
 بِهِ وَاِنْ كَانَ ضَيِّقًا جسم پر پیٹ لو۔ اور اگر تنگ
 فَاتَّزِرْ بِهِ {صحیح بخاری جزو اول ص ۱۱۱} ہو تو تہ بند باندھ لو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وسعت کے باوجود صرف تہ بند باندھ کر صلوٰۃ پڑھنا جائز نہیں، اوپر کا بدن بھی ڈھانکنا ضروری ہے۔

۲۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اِذَا كَانَ لِأَحَدِكُمْ تَوْبَانِ جس کے پاس دو کپڑے ہوں وہ دونوں

فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا فَإِنْ لَمْ کپڑوں کو پہنکر صلوٰۃ پڑھے، ہاں

يَكُنْ إِلَّا تَوْبٌ فَلْيَتَزَيَّهِ ا اگر کسی کے پاس دو کپڑے نہ ہوں بلکہ

اَلْبُرَادُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ جَدَّادٍ مِنْ تَوْبَةٍ ا ایک ہی کپڑا ہو تو پھر اس کا تہ بند باندھ لے۔

وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ - التَّعْلِيْقَاتُ - ۱۱۲ {

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ عمر بن ابی سلمہ کہتے ہیں میں نے

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ا ایک کپڑے میں اشتمال کئے ہوئے

تَوْبٍ وَاحِدٍ مُّشْتَمِلًا لَّيْهِ صلوٰۃ پڑھتے دیکھا۔ آپ کے کپڑے کے دونوں

فِي بُيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضْعًا کناروں کو اپنے کندھوں پر ڈال رکھا تھا۔

طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ (صحیح بخاری)

اِمَامُ اخْفَشُ كَتَبَ هُنَّ :-

ان الاشتمال هوان اشتمال سرے قدم تک

يلتف الرجل بردائه ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔

اے مختلف اسناد کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مرفوعہ ہے (کتب احادیث ملاحظہ کریں)
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلى احدكم فليلبس ثوبيه فان الله احق من ثوبي لہ (طبرانی اوسط)

اوبكسانہ من رأس الی قدّ { نیل الاوطار جز ۲ ص ۶۳ }

یعنی ایک کپڑے میں صلوٰۃ پڑھے تو بھی سر ڈھانک لے۔
 ننگے سر صلوٰۃ پڑھنے والے کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتے
 کہ جس میں ٹوپی یا صافہ کی موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ننگے سر صلوٰۃ پڑھنے کی صراحت ہو اور نہ ایسی کوئی قولی یا
 تقریری حدیث ہی پیش کر سکتے ہیں۔ کنز العمال کی ایک حدیث
 میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوپی کا سترہ بنا کر
 صلوٰۃ پڑھی۔ اس میں بھی ننگے سر کی صراحت نہیں ہو سکتا ہے
 سر پر کوئی اور چیز ہو۔ پھر اس کی سند بھی معلوم نہیں کیسی ہے۔
 کنز العمال کا نام لے دینا کافی نہیں۔ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے
 کہ یہ حدیث صحیح ہے اور یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ واقعی آپ
 ننگے سر تھے، تو اس میں تو سترہ بنانے کا عذر موجود ہے۔ پھر
 ننگے سر صلوٰۃ پڑھنے والے بغیر سترہ کے عذر کے کیوں ٹوپی اتار کر

صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔ ایک اور حدیث ہے جس میں ہے کہ صحابہ شدد گرمی کی وجہ سے اپنے عماموں پر سجدہ کرتے تھے۔ اس روایت میں بھی ننگے سر کی صراحت نہیں، ممکن ہے سر پر کوئی اور چیز ہو۔ ممکن ہے شملہ پر سجدہ کرتے ہوں۔ ممکن ہے عمامہ کے تیج پر سجدہ کرتے ہوں جیسا کہ حدیث مذکور کی متعدد ضعیف اسناد میں ”کور عمامہ“ یعنی عمامہ کے تیج یا کور پر سجدہ کرنے کی صراحت ہے۔ اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ وہ ننگے سر ہی صلوٰۃ پڑھتے تھے تو اس کے لئے شدد گرمی کا عذر تھا، زمین اتنی گرم ہوتی تھی کہ پیشانی ٹکانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوتا تھا۔ لیکن اس جمل مسجدوں کی بیختم چھتوں کے سایہ میں دریوں و قالینوں پر سجدہ کرنے والے کیا اسی عذر سے ننگے سر صلوٰۃ پڑھتے ہیں؟

تیسری دلیل جو یہ لوگ پیش کرتے ہیں وہ حضرت جابرؓ کا

اتر ہے کہ انہوں نے ایک کپڑا لپیٹ کر صلوٰۃ ادا کی حالانکہ اُن کے کپڑے تپائی پر رکھے ہوئے تھے۔ اس روایت میں یہ کہاں ہے کہ حضرت جابرؓ نے ننگے سر صلوٰۃ ادا کی تھی؟ اور جب یہ نہیں تو یہ روایت ننگے سر صلوٰۃ ادا کرنے کی دلیل کیسے بن گئی؟ غرض یہ کہ ایسی کوئی حدیث نہیں کہ جس میں ننگے سر صلوٰۃ ادا کرنے کی صراحت ہو اور وہ بھی بغیر عذر کے یعنی نہ سترہ کا عذر ہو نہ عسرت کا، نہ شدت گرمی کا اور نہ بیماری وغیرہ کا۔ الغرض خوب زینت کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرے۔ اللہ فرماتا ہے:

خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ { اعراف } زینت کی چیزیں پہن لیا کرو۔

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد گرامی ہے:-

وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تُزَيَّنَ لَہٗ۔ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کیلئے زینت کیا جائے۔

{سنن بیہقی بطرق متعدّد و رواہ بطبرانی فی الکبیر اسنادہ حسن (مرمّۃ المفاتیح جلد اول ص ۵۷۵)}

رَسُولُ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں:-

إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ مُّحِبُّ
الْجَمَالِ {صحیح مسلم جلد اول ۵۲} خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

عاجزی اور فروتنی کے خیال سے زینت ترک کرنا یہ بھی
خلافِ سنت ہے، کیونکہ اس قسم کی عاجزی صرف صلوٰۃِ استسقاء
میں سنون ہے نہ کہ اور صَلَوَات میں۔

۲۳۔ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں ”کیا بات ہے
کہ میں تم کو اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں جس طرح سرکش
گھوڑوں کی دُمیں اُٹھتی ہیں۔“

اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ صلوٰۃ میں ساکن رہو۔

{صحیح مسلم جلد اول ۱۸۴}

کیونکہ پوری صلوٰۃ میں سکون کا حکم ہے لہذا ہاتھ اٹھانا بھی
خوبصورتی اور سکون کے ساتھ ہونا چاہیئے نہ کہ بدتہذیبی اور غلٹ
کے ساتھ گویا کہ مکھی اڑا رہے ہیں یا ہاتھ پھینک رہے ہیں، جیسا کہ

آجکل اکثر رفع یدین کرنیوالوں کا شیوہ ہے اگر اس حدیث سے
مطلق سکون مراد لیا جائے تو صلوٰۃ صلوٰۃ ہی نہ رہے گی کیونکہ
صلوٰۃ تو چند حرکات و سکنات کا مجموعہ ہے۔ رکوع، سجود وغیرہ
سب ہی تو حرکات ہیں۔ یہ سب ترک کرنے ہوں گے۔ غرض یہ کہ
حرکت تو ہو لیکن سکون و اطمینان لے ہوئے ہر حرکت کے بعد
سکون ہو اور اس سکون کے بعد حرکت۔

۲۴۔ صَلَّے رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ
صَلَّے اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَامٌ
فَقَالَ يَا فُلَانُ اَلَا تَحْسِنُ
صَلَوَتَكَ اَلَا يَنْظُرُ الْمَصَلِّيُّ
اِذَا صَلَّے كَيْفَ يُصَلِّيُّ ؟
{ یصح مسلم عن ابی ہریرۃؓ ج ۱ ص ۱۸۳ }

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن
صلوٰۃ سے فارغ ہو کر فرمایا اے فلاں
کیا تم اپنی صلوٰۃ حسن و خوبصورتی
کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے۔ مصلی جب
صلوٰۃ پڑھتا ہے تو وہ اس بات کو کیوں
مَدِظَر نہیں رکھتا کہ وہ کس طرح صلوٰۃ پڑھ رہا ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ

پڑھنی چاہیئے۔

یہ طریقہ جو کچھ مذکور ہوا ہے اختیار کی حالت کے لئے ہے۔ ورنہ
مجبوری میں جس طرح ہو سکے اپنی صوابدید کے مطابق اس طریقہ
مسنونہ سے حتی الامکان مشابہ رکھتے ہوئے صلوٰۃ ادا کرے۔ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا ۖ اَللّٰهُ كَسٰى كُفٰى ۚ اَللّٰهُ كَسٰى كُفٰى ۚ اَللّٰهُ كَسٰى كُفٰى ۚ
[اَلَا وُسْعَهَا] {بِقِيَّة} اسی قدر جس قدر اسے طاقت ہو۔

حتیٰ کہ مجبوری میں اگر بچہ کو گود میں لے کر صلوٰۃ پڑھنی پڑے
تو یہ بھی جائز ہوگا مگر صلوٰۃ ترک نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی نواسی حضرت اُمّہ کو کندھے پر بٹھا کر صلوٰۃ
پڑھی ہے (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور اس طرح اُمت کی عورتوں کے
لئے صلوٰۃ کی وقت پر ادائیگی میں سہولت پیدا کر دی۔ صلوٰۃ میں
توجہ اور حضور قلب برقرار رکھنے کے لئے سانپ اور بچھوتک کو

مانے کی اجازت دی۔ الفاظِ حدیث یہ ہیں :-

أَقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)

فِي الصَّلَاةِ الْحَيَّةِ صَلَاةٍ مِثْلَ صَلَاةِ الْوُكُلِ كَمَا دُيَاكَرُ بَعْنِي

وَالْعَقْرَبِ۔ سانپ اور بچھو کو۔

ابو داؤد عن ابی ہریرۃ جلد اول صفحہ ۱۳۱ و رواہ الترمذی صحیحہ و المنذری والحاکم (مرعاۃ جلد ۲ صفحہ ۱)

الغرض حضورِ قلب بہت ضروری چیز ہے اور اسی حضورِ قلب

کی خاطر بہت سی رعایتیں ہمیں دیدی گئی ہیں لیکن وقت پر صلوٰۃ

پڑھنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اگر وقت جاتا ہو تو پھر

اطمینانِ قلب ہو یا نہ ہو پہلے صلوٰۃ پڑھے۔

اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ صلوٰۃ میں سکون ہو، اطمینان

ہو، خشوع اور حضورِ قلب ہو۔ محسن و خوبی، ادبِ احترام، خشیتِ

الہی اور آدابِ شاہی کے ساتھ صلوٰۃ ادا کی جائے۔

۲۵۔ ایک شخص نے صلوٰۃ پڑھی، پھر آکر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:-
 اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ
 لَدُتَّصَلِّ ۖ
 صلوٰۃ نہیں پڑھی۔

اُس نے دوبارہ صلوٰۃ پڑھی، آپ نے پھر وہی فرمایا۔ اُس نے
 تیسری مرتبہ صلوٰۃ پڑھی، آپ نے پھر وہی فرمایا۔ اب اُس نے
 کہا یا رسول اللہ مجھے سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا:-

إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ جب تم صلوٰۃ کے لئے کھڑے ہو تو
 فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ پورا وضوء کرو، پھر قبلہ کی طرف
 اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ منہ کرو، پھر اللہ اکبر کہو، پھر
 ثَقَاثِرَ أَرْبَاعَتَيْهِ مَعَكَ قرآن میں سے جو آسانی سے پڑھ سکو
 مِنَ الْقُرْآنِ ثَقَاثِرَ حَتَّى پڑھو، پھر رکوع کرو یہاں تک کہ
 تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْقُمْ رکوع میں اطمینان حاصل ہو جائے،
 حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے

اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ ۖ
 سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى
 تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ
 حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا
 ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ
 جَالِسًا (وَفِي رَوَايَةٍ) ثُمَّ
 ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا
 ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي
 كُلِّ صَلَاةٍ

کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک
 کہ سجدہ میں اطمینان حاصل ہو جائے،
 پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے
 بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ
 سجدہ میں اطمینان حاصل ہو جائے،
 پھر اٹھو، یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ
 جاؤ، پھر اٹھو حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ،
 پھر ساری صلوٰۃ میں اسی طرح کرو۔

{صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ}

نوٹ :- یہ حدیث بہت طویل ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے صلوٰۃ پڑھنے کے طریقہ کے سلسلہ میں ان باتوں کے علاوہ اور
 بھی بہت سی باتوں کا حکم دیا تھا لیکن اختصار کے مد نظر اس حدیث
 کا صرف وہ حصہ بیان کیا گیا ہے جو صحیحین میں مذکور ہے۔

پاکی اور ناپاکی کے مسائل

اگر کسی چیز میں گندگی لگ جائے تو اُسے پانی سے دھو کر پاک کر لے۔ سمندر کے پانی سے بھی دھو کر پاک کر سکتے ہیں۔

جب پانی بہت زیادہ مقدار میں ہو (مثلاً سمندر، دریا، جھیل، بند وغیرہ) تو وہ گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔

۱۔ سأل رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم إنا نركب البحر ونحمل معنا القليل من الماء فان توضأنا به عطشنا افئتوضأ بماء البحر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم هو الطهور ماؤه (رواه ابو داود والنسائي وسنده صحيح - نيل الاوطار جزء ۱ ص ۱۳)

۲۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان الماء قُلْتَيْنِ لم يحمل الخبث وفي رواية لم يخس (رواه ابو داود وسنده صحيح - مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح جلد اول ص ۳۱)

نوٹ:- قلم پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔ قُلْتَيْنِ کے معنی پہاڑ کی دو چوٹیاں۔

اگر پانی کم مقدار میں ہو لیکن جاری ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوگا، اگر رُکا ہوا ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔

بتی کا جھوٹا پانی پاک ہوتا ہے، اس سے وضوء وغیرہ کیا جاسکتا ہے۔

اگر کتا کسی برتن میں پانی پئے تو پانی کو بہادے اور اس برتن کو سات مرتبہ پانی سے دھو کر آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھے۔

اگر مسجد کے کچے فرش پر کوئی پیشاب کر دے تو اس پر

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبولق احدکم فی الماء الدائم الذی لا یرى ثم یغتسل فیہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم واللفظ للبخاری)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا لیست بنجس انہا من الطوائف او الطوافات (رواہ مالک احمد والبیہقی و النسائی و سند ذ صحیح۔ مرعاة جلد اول ص ۳۲)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات (صحیح بخاری و صحیح مسلم) و فی روایہ فاغسلوہ سبع مرات و عفر وہ الثامنتہ بالتراب (صحیح مسلم عن عبد اللہ بن مغفل) فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرار (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)



ایک ڈول پانی بہا دے یہ

اگر کپڑے پر عورتوں کی اذیتِ مہمانہ کا خون لگ جائے
تو اُسے کھرچ دے، پھر پانی سے رگڑے، پھر پانی اور بیری
سے دھوئے (یعنی بیری کے پتے پانی میں بھگو کر یا جوش
دیکر اُس پانی سے دھوئے)۔

جب ناپاک کپڑے کو دھو کر پاک کیا جائے تو اُس کا
خشک کرنا ضروری نہیں۔ اگر کپڑا تر ہو پھر بھی اُس کو ہینکر
صلوۃ پڑھی جاسکتی ہے۔

اگر کپڑے پر منی لگ جائے تو اُس حصّہ کو جہاں منی
لگی ہے دھو ڈالے۔ اگر منی خشک ہو تو کسی چیز سے اُسے

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر یقوا علی بولہ سجلا من ماء او ذنوبا من ماء (صحیح بخاری ورمی سلمیٰ)
۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احسب ثوب احدکم من الحيضة فلتقرصہ ثم لتغسلہ بماء
(صحیح بخاری) تحتہ ثم تقرصہ بالماء ثم تغسلہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) واغسلہ بماء و سدر
(رواہ ابو داؤد والنسائی عن امّ قیس و سندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء اول ص ۲۶)
۳۔ کان یخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوۃ وازا غسل فی ثوب (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشہ)

گھر ج ڈالے یہ

اگر کپڑے یا بدن پر مٹی لگ جائے تو بدن کو دھوئے
اور کپڑے پر پانی چھڑک دے یہ
اگر شیر خوار لڑکا جو کھانا نہ کھاتا ہو کپڑے پر پیشاب کر دے
تو اس پر پانی چھڑک دے دھونا ضروری نہیں یہ
اگر شیر خوار لڑکی کپڑے پر پیشاب کر دے تو اسے دھونا
چاہیئے۔ ۱۷

۱۷ قالت عائشة کنت اغسل من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
و فی روایت قالت عائشة فی رجل فلورأت شیئاً غسلتہ و قد رأیتنی وانی لأحملہ من ثوب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بظفری (صحیح مسلم) قالت انما کان یکفیان یزک (رواہ الترمذی و صحیح)
۱۸ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغسل ذکرہ و متوضاً (صحیح مسلم) یکفیک بان تأخذ
کفاس من ماء فتضع بہا من ثوبک (رواہ ابوداؤد و الترمذی و صحیح)
۱۹ عن أم قیس انہا أتت باین لها صغیر لم یأکل الطعام الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجلس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجرہ فبال علی ثوبہ فدعا بماؤ ففوضہ ولم یغسلہ (صحیح بخاری
وروی مسلم نحوه)

۲۰ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغسل من بول الجاریۃ و یش من بول الغلام (رواہ ابوداؤد
عن ابی اسح و سندہ صحیح برعایۃ جلد اول ص ۳۳) و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بول المریض ینضح
بول الغلام ینغسل بول الجاریۃ (رواہ ابن خزیمۃ عن علی بن موسیٰ و صحیح ابن خزیمۃ جزو اول ص ۱۲)

جانور کی کھال کو پکا کر رنگ لیا جائے تو وہ پاک
 ہو جائے گی یہ لیکن درندوں کی کھال استعمال کرنا منع ہے
 جوتی میں اگر نجاست لگ جائے تو اسے مٹی پر رگڑ کر
 صاف کر لے۔ مٹی پر روندنے سے بھی نجاست زائل ہو جاتی
 ہے۔ ایسی جوتی پہن کر صلوٰۃ پڑھی جاسکتی ہے۔
 اگر بارش میں ناپاک راستہ پر سے گذر ہو اور اس کے
 بعد پاک راستہ آجائے تو وہ راستہ نجاست کو زائل کر دیگا۔
 پیشاب، گوبر، لید وغیرہ ناپاک ہیں۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بلغ الاحاب فقد طهر (صحیح مسلم عن ابن عباس رضی
 ۲۔ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جلود البانج (رواہ احمد ابو داؤد والنسائی والترمذی
 وسندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی مشکوٰۃ ۱/۱۶۷)
 ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا طمى احدکم بعملة الاذى فان التراب له طور (رواہ ابو
 داؤد عن ابی ہریرۃ بن مسعود صحیح۔ مرعاۃ جلد اول ص ۳۳۲)
 ۴۔ قالت امرأة ان لنا طریقا الی المسجد منتنة فکیف نفعل اذا مطرنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم الیس بعد بطریق من اطیب منها قالت بلی قال فہذم بھذہ (رواہ ابو داؤد وسندہ صحیح،
 مرعاۃ جلد اول ص ۳۳۳) ۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الروضۃ "ہذا کس" (صحیح بخاری)
 ۶۔ عن عبد القبر بن البطل (رواہ الدارقطنی عن ابی ہریرۃ وقال صحیح وروی الدارقطنی عن ابن عباس رضی
 وقال لا بأس بہ (دارقطنی مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۴۷) {

قضاے حاجت اور استنجاء کرنے کا طریقہ

بیت الخلاء جانے سے پہلے انگوٹھی وغیرہ (جس میں اللہ تعالیٰ کا نام ہو) اُتار دے۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے :-

بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ

اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ (جن وانس کے) خبیث مردوں

اور عورتوں سے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

(نوٹ :- بسم اللہ کے علاوہ یہ دعا صحیح مسلم میں بھی ہے۔ صحیح مسلم کتاب الحيض ۱۱۱)

قضاے حاجت یعنی پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی

۱۔ کان لقی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ۔ رواہ الترمذی۔ صحیح الترمذی
والمنذری (نیل الاوطار جزء ۱ ص ۶۵ و مرآۃ المفاتیح جلد ۱ ص ۲۳۵)
۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخلتم الخلاء فقولوا بسم اللہ..... رواہ
العمری بسند صحیح (فتح الباری جزء ۱ ص ۲۵۴)

طرف نہ منہ کرے، نہ پیٹھے، اگر درمیان میں کوئی آرٹ ہو تو مضائقہ نہیں۔

قضائے حاجت کے وقت قدموں پر بیٹھے

اگر جنگل میں قضائے حاجت کے لئے جائے تو دور چلا

جائے کسی چیر کی ادٹ میں بیٹھے۔ جب زمین کے بالکل قریب ہو جائے تو ستر کھولے

جب قضائے حاجت سے فارغ ہو تو پانی سے استنجاء کرے

استنجاء بائیں ہاتھ سے کرے۔ داہنے ہاتھ سے نہ کرے یہ نہ

داہنا ہاتھ شرمگاہ کو لگائے

اگر ڈھیلوں سے استنجاء کرے تو طاق عدد ڈھیلے استعمال

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتي احدكم الغائط فلا يستقبل القبلة ولا يوقيا ظهره
(صحیح بخاری صحیح مسلم) عہ قال ابن عمر انما نحن عن ذلك في الفضا (رواه ابو داؤد و سنن صحیح التعلیق ۱۱۱)

۲۔ صحیح بخاری کتاب الوضوء باب من تبرز علی بنتین۔
۳۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ذهب المذهب ابعده (رواه ابو داؤد والنسائی والترمذی و صحیح) لہ کان اذا اراد حاجۃ لا یرفع تو جہتی ید فی زمین الارض (ابو داؤد و بیہقی و سنن صحیح التعلیق ۱۱۲)

۴۔ فلم یثبٹا یستر بہ فاذا شجران۔ فقال بالتمنا (صحیح مسلم عن جابر فی حدیث الطویل)
۵۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستنجی بالمداء (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن انس)

۶۔ نہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم..... ان یستنجی بالیمین (صحیح مسلم عن سلمان رض)
۷۔ اذا دخل احدکم الخلاء فلا یس ذکرہ بيمينہ (صحیح مسلم عن ابی قتادہ رض)

کرٹے۔ لیکن تین ڈھیلوں سے کم نہ ہوں۔ گوبر یا ہڈی سے استنجاء نہ کرے۔ اور کوئلہ سے بھی استنجاء نہ کرے۔ پیشاب بیٹھ کر کرے۔ اگر چھینٹوں سے بچ سکے تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے۔ قضا کے حاجت کرنے والوں کو آپس میں بات چیت نہیں کرنی چاہیے۔ رات کے وقت اگر برتن میں پیشاب کر لے تو کوئی حرج نہیں۔ پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب نہ دے۔ راستہ میں یا ایسے سایہ دار مقام پر جہاں لوگ

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.... من استنج فلیوتر (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
 ۲۔ نہ ان نستنجی باقل من ثلاثۃ احمار او ان نستنجی برجیع او بعظم (صحیح مسلم)
 ۳۔ قال وفد الجح انہ امتک ان یستنجوا.... حکمۃ فتمعی عن ذلک (ابوداؤد، سند حسن برقم ۲۵۱)
 ۴۔ جلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبال.... قال انظروا الیہ یبول کما تبول المرأۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویک ما علمت ما اصاب صاحب بنی اسرائیل؟ کانوا اذا اصابہم ابول قرصوه بالتارین نسائی، سندہ صحیح۔ فتح ۱/۲۴۱) اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سابطۃ قوم فبال قائما (صحیح بخاری)
 ۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخرج الرجلان یضربان الغائط کاشغین عورتھما یتحد ثانی فأت اللہ بمقت علی ذلک (حاکم، سندہ صحیح۔ ۱/۵۸) وروی نحوه ابن اسکن عن جابر و صحیح (بلوغ ۱/۲۹۳)
 ۶۔ کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قدح من عیدان تحت سریرہ یبول فیہ باللیل (رداۃ الورد او رد صحیح جامعہ فی الباب من عائشۃ عن النسائی و سندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۱۱)
 ۷۔ ان رجلا مرّ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبول فسلم فلم یر و علیہ (صحیح مسلم باب التیمم)

اٹھتے بیٹھتے ہوں قضاے حاجت نہ کرے۔ پل میں پیشاب نہ کرے۔ رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔ غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے۔ استنجے کا برتن علیحدہ رکھے، وضوء کا برتن علیحدہ رکھے۔ جب بیت الخلاء سے نکلے تو یہ پڑھے :-

غُفْرَانَكَ

(اے اللہ میں) تیری مغفرت (کا طلب گار ہوں)

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتوا اللعائن قالوا ما اللعائن قال الذی يتخلى في طريق الناس او في ظلمهم (صحیح مسلم)
 ۲۔ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبال فی البحر (احمد، ابوداؤد و سندہ صحیح۔
 نہیں الا و طارہم)

۳۔ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبال فی الماء الراكد (صحیح مسلم)
 ۴۔ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبول فی مغتسلہ (ابوداؤد و سندہ صحیح۔ التعليقات ۱/۱۱۵)

۵۔ عن ابی ہریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی الخلاء اتیتہ بماء فی توراد رکوۃ فاستنجی ثم اتیتہ باناء آخر فتوضاء (ابوداؤد، سندہ حسن۔ التعليقات ۱/۱۱۶)
 ۶۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج من الخلاء قال غفر لک (ترمذی دابن ماجہ و الداری، سندہ صحیح۔ مرعاة ۱/۲۵۱، المستدرک ۱/۵۸، التعليقات ۱/۱۱۶)

پھر اٹے ہاتھ کو مٹی سے رگڑ کر دھوئے یہ

مسواک

بہتر یہ ہے کہ ہر صلوٰۃ کے وقت مسواک کرے یہ
جب سوکر اٹھے تو وضوء سے پہلے مسواک کرے اور منہ کو
صاف کرے یہ

زبان کو بھی مسواک سے صاف کرے یہ
جب گھر میں داخل ہو تو مسواک کرے یہ
مسواک کرنے کے بعد مسواک کو دھو کر رکھے یہ

دلیل و آیت فتوٰۃ مفتی رضا

۱۔ فاستنحی ثم مسح يده على الارض (ابوداؤد، سندہ حسن۔ التعليقات ۱۱۶)
۲۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو ان اثنى عشر منكم بالسواك مع كل صلاة (صحیح بخاری ۲)
۳۔ کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام من الليل يشوص فاه بالسواك (صحیح مسلم)
۴۔ عن ابی موسی دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و طرف السواک علی لسانہ (صحیح مسلم)
۵۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل بیتہ بدأ بالسواک (صحیح مسلم)
۶۔ فیعطین السواک لاغسلہ (ابوداؤد من عائشۃ الصدیقۃ رغ۔ سکت عنہ المنذری۔

(مرعاة جلد ۱ ص ۲۶) سندہ حسن۔ التعليقات ۱۱۶

مسواک کر کے صلوٰۃ پڑھنے کا ثواب بغیر مسواک کئے صلوٰۃ
پڑھنے کے ثواب کا شتر گنا ہوتا ہے۔

وضوء کا طریقہ

وضوء کے پانی کو ڈھانک کر رکھے۔
جب صبح کو سوکر اٹھے تو وضوء کے برتن میں ہاتھ ڈالنے
سے پہلے ہاتھ کو تین مرتبہ دھوئے۔
وضوء کرنے سے پہلے ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کہے۔
پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلو پانی لے کر دونوں ہاتھوں

۱۔ فضل الصلوٰۃ التي يتاك لما على الصلوٰۃ التي لا يتاك لما سبعين ضعفا۔ رواہ ابیہقی فی شعب
الایمان واخرجه ایضاً احمد وابن خزيمة وغيرهما عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم
شرط مسلم وقال المنذري ورواه ابو نعیم عن ابن عباس بن باسناد صحيح (مرعاة جلد اول ص ۳۳)
وعن جابر بن اسناد حسن (بلوغ الاماني جزو ۱ ص ۲۹۲) ۲۔ امرنا بتخطية الوضوء (صحیح ابن خزيمة
عن ابی ہريرة) اسنادہ صحیح (صحیح ابن خزيمة جزو ۱ ص ۶) ۳۔ اذا تمیة فظا حکم من نومہ
قلنا غیس یدہ فی الاثاء حتی یغسلها ثلاثا (صحیح مسلم) ۴۔ تو شادوا بسم اللہ (نسائی وابن
خزيمة عن انس) اسنادہ صحیح (صحیح ابن خزيمة جزو ۱ ص ۴) نوٹ۔ پوری بسم اللہ پڑھنے کا کوئی
ثبوت نہیں ہے۔ ۵۔ ثم ادخل یمنہ فی الاثاء (احمد عن عثمان)۔ بلوغ ۲۔ وسندہ صحیح

کو پہنچوں تک خوب مِل مِل کر دھوئے یہاں تک کہ ہاتھ بالکل صاف ہو جائیں، اُن گلیوں میں خلال بھی کرے۔ اس طرح ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے۔

پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلو پانی لے۔ کچھ پانی منہ میں لے اور نکلی کر دے۔ پھر باقی پانی کو ناک میں مبالغہ کے ساتھ چڑھائے۔ اگر روزہ دار ہو تو پانی چڑھانے میں مبالغہ نہ کرے، پھر اُلٹے ہاتھ سے ناک سکے، اگر مسواک نہ کی ہو تو منہ کو اُن گلیوں سے صاف کرے۔ اس طرح تین دفعہ کرے۔ ہر مرتبہ کچھ پانی سے گلی کرے اور کچھ پانی ناک میں چڑھائے۔

۱۰۰ فصل کفیر ثلاث مرات (صحیح مسلم عن عثمان) فغسل کفیرہ حتی انتقاما (رواہ الترمذی عن علی و قال إسناده حسن صحیح) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخلل الاصابع (رواہ الترمذی عن یحییٰ و صحیح و رواہ ابن خزمیۃ) إسناده حسن صحیح (صحیح ابن خزمیۃ جزء ۱ ص ۸۸) غل الاصابع یدک و رجلک (رواہ احمد و الترمذی عن ابن عباس و حسنہ الترمذی) و حسنہ البخاری (لموطا العنانی جزء ۲ ص ۱۵) فغسل و استنشق من کفیر واحد فعل ذلک ثلاثا (صحیح بخاری و صحیح مسلم) فغسل و استنشق و استنشر ثلاثا ثلاث غرات من ماء (صحیح بخاری و صحیح مسلم) ثم ادخل یمنی فی الوضوء ثم تمضمض و استنشق (صحیح بخاری) فغرف غرة (بقیہ المجلد ص ۱۰۱)

نوٹ:- کٹی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لئے علیحدہ چلو لینا ثابت نہیں
 پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلو پانی لے اور دونوں ہاتھ ملا
 کر چہرہ دھوئے۔ آنکھوں کے کویوں کو ملے۔ اس طرح تین
 مرتبہ چہرہ کو دھوئے۔

پھر ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے ڈالے اور

{ حاشیہ بقیہ مفعول گذشتہ } مضمض واستنشق عن ابن عباس رضی (رواہ ابن خزیمہ) وسند
 حسن (صحیح ابن خزیمہ جزء ۱ ص ۷۷) ثم ادخل يده اليمنى في الاناء فمضمض واستنشق و
 ثربيدہ اليسرى، فعل ذلك ثلاث مرات (رواہ احمد وروی النسائی و ابوداؤد نخوع عن
 علی رضی) اسنادہ جید، حسن الحافظ (بلوغ الامانی جزء ۱ ص ۷۷) فملا فمضمض واستنشق
 و ثربيدہ اليسرى ثلاث مرات (رواہ ابن خزیمہ) اسنادہ صحیح (صحیح ابن خزیمہ جزء
 ۱ ص ۷۷) اذا استنشقت فابلع الا ان تكون صائماً (رواہ احمد وروی نخوع ابوداؤد والنسائی
 وابن حبان وابن خزیمہ) وسندہ صحیح (صحیح ابن خزیمہ جزء ۱ ص ۷۷) فادخل بعض السابغ
 في فيه (رواہ احمد عن علی رضی) واسنادہ جید (بلوغ الامانی جزء ۱ ص ۷۷) تجزي من السواك
 الا ربع (رواہ البيهقي وله طرق كثيرة) وقال الحافظ لا اري بسندہ بأساً (بلوغ الامانی جزء ۱ ص ۷۷)
 ثم اخذ غرفة من ماء فجعل يمسح بها وجهه (صحیح بخاری عن ابن
 عباس رضی) ثم ادخل يده في الاناء فغسل وجهه ثلاثاً (صحیح بخاری عن عبد الله بن زبير) كان
 يمسح المايقين (احمد و ابوداؤد) سكت عنها الحافظ (بلوغ الامانی جزء ۱ ص ۷۷) وروی الطبرانی
 في الكبير باسناد حسن (نیل الاوطار جزء ۱ ص ۷۷) ثم ادخل يده اليمنى في الاناء فغسل وجهه ثلاثاً (احمد)
 وسندہ حسن (بلوغ الامانی جزء ۱ ص ۷۷)

نیچے کی طرف سے ڈاڑھی کا تین مرتبہ خلال کرے۔ پھر ایک چلو پانی
 لے کر سیدھے ہاتھ کو کہنی تک یا اس سے بھی اوپر تک دھوئے، تین
 مرتبہ اس طرح کرے۔ پھر ایک چلو پانی لے کر اُٹے ہاتھ کو کہنی تک یا
 اس سے بھی اوپر تک دھوئے، تین مرتبہ اس طرح کرے۔ دونوں
 ہاتھوں کو خوب مل مل کر دھوئے۔^۳

۱۔ فتوٰۃ دُخل الحیثۃ باصابہ من تحتھا (حاکم عن انسؓ وسندہ صحیح۔ المستدرک ۱/۱۳۹) ورواہ الحاکم عن
 عمارؓ وصحی الذہبی (تعلیقات احمد شاکر علی الترمذی) کان یخلل الحیثۃ (رواہ الترمذی عن عثمانؓ بن
 صحیح) یخلل الحیثۃ ثلاثاً (رواہ الحاکم وابن خزیمہ) وسندہ حسن (التعلیق المغنی علی الدارقطنی ۲/۳۳)
 غلل الحیثۃ بالماء (احمد عن عائشہؓ، سندہ حسن۔ نیل ۱/۱۳۱)

۲۔ ثم غسل وجهه ثلاثاً ویدیه الی المرفقین ثلاثاً (صحیحین عن عثمانؓ) غسل یدہ الیمنی حتی اشرع
 فی العضد ثم غسل یدہ الیسری حتی اشرع فی العضد (صحیح مسلم) ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها
 یدہ الیمنی ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها یدہ الیسری (صحیح بخاری)
 ۳۔ فتوٰۃ فجعل یدک ذراعیه (حاکم، سندہ صحیح۔ المستدرک ۱/۱۴۴ و ۱۶۱)

پھر سیدھے ہاتھ میں ایک چلو پانی لے کر دونوں ہاتھوں کو
 تر کرے، پھر دونوں ہاتھوں سے پورے سر کا مسح کرے،
 دونوں ہاتھوں کو پیشانی پر رکھ کر گدڑی تک لے جائے اور
 پھر اسی طرح ہاتھوں کو واپس پیشانی تک لے آئے۔ یہ
 پھر انگشت ہائے شہادت اور انگوٹھوں کو پانی سے تر

۱۔ ثم مسح رأسه بیدیه..... بدأ بمقدم رأسه حتى ذهب بهما الى قفاه ثم رد بهما الى
 المكان الذي بدأ منه (صحيح بخاری عن عبد الله بن زيد) مسح رأسه بماء غير فضل
 يديه (صحيح مسلم عن عبد الله بن زيد) ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها يده اليسرى
 ثم مسح برأسه (صحيح بخاری عن ابن عباس) ادخل يده اليمنى الاناء..... ثم مسح يده
 اليسرى ثم مسح رأسه بیدیه کلّیها مرة (رواه احمد وابن خزيمة عن ثعلبي) وسنده صحيح
 (ابن خزيمة جزء ۱ ص ۷۷)

کرے۔ انگشتہائے شہادت کو کانوں کے سوراخ میں
 داخل کرے، پھر انگشتہائے شہادت سے کانوں کے اندر
 مسح کرے اور انگوٹھوں سے کانوں کے باہر مسح کرے۔
 پھر سیدھے ہاتھ سے سیدھے پیر پر پانی ڈالے اور الٹے
 ہاتھ سے اس کو ٹخنوں تک یا اس سے اوپر تک خوب
 نل نل کر دھوئے، اُٹے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پیر کی
 انگلیوں میں خلل کرے۔ اس طرح سیدھے پیر کو تین
 دفعہ دھوئے، پھر اُٹے پیر کو بھی اسی طرح تین دفعہ

لے نافذ لاذنیہ باہر خلاف الماء الذی مسح به الرأس (رواہ الحاکم باسناد صحیح عن عبد اللہ
 بن زید) ادخل اصبعیه الساحتین فی اذنیہ ومسح بابہامیہ علی ظاہر اذنیہ بالساحتین
 باطن اذنیہ (رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ بن عمر و سندہ صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۱ ص ۱۸۱) و ادخل
 اصبعیه فی صماخی اذنیہ (ابو داؤد عن مقدم رض) اسنادہ حسن (نیل الاوطار جزء ۱ ص ۱۸۱)
 ادخل اصبعیه فیہما (رواہ ابن خزیمہ عن ابن عباسؓ) و سندہ حسن (ابن خزیمہ جزء ۱ ص ۱۸۱)
 مسح.... باطنہما بالسحتین و ظاہرہما بابہامیہ (رواہ النسائی و محمد الالبانی فی تطبیقاتہ علی مشکوٰۃ
 ص ۱۳۱)

دھوئے لے

پھر ایک چٹو پانی لے کر رومی پر چھڑک لے لے
پھر یہ کلمہ پڑھے :-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ

۱۔ ثم غسل رجلیه ثلاث مرار الى الکعبین (صحیح بخاری عن عثمان) ثم غسل رجل الیمنی الى الکعبین ثلاث مرات ثم غسل الیسری مثل ذلک (صحیح مسلم عن عثمان) ثم غسل رجل الیمنی حتی اشبع فی الساق ثم غسل رجل الیسری حتی اشبع فی الساق (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ) ثم ادخل یدہ الیمنی فی الإناء ثم صب علی رجل الیمنی فغسلها ثلاث مرات بیدہ الیسری ثم صب بیدہ الیمنی علی قدم الیسری فغسلها ثلاث مرات بیدہ الیسری
..... (رواہ احمد و ابن خزیمہ عن علی) و سندہ صحیح (ابن خزیمہ جزء ۱ ص ۱۳۳) و غسل رجلیه حتی انقاسما (صحیح مسلم عن عبداللہ بن زید) خلل اصابع رجلیه بخنصرہ (رواہ البیہقی و ابوداؤد عن مستور و صحیح ابن القطان) نیل الاوطار جزء ۱ ص ۱۳۳ بلوغ الامانی جزء ۲ ص ۲۴۲) خلل اصابع قدمیه ثلاثا (رواہ الدارقطنی عن عثمان) سکت عنہ الشوکانی (نیل الاوطار جزء ۱ ص ۱۳۳) و حسنہ البخاری (التعلیق المغنی علی الدارقطنی ص ۳۳)

۲۔ عن زید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ غرفة من الماء (بقیہ اگلے صفحہ پر)

أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ﷺ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کیلئے سوا کوئی حاکم، معبود،
مشکل کشا نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی
دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے
رسول ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فنضج بکھا فرجہ (رواہ احمد۔ بلوغ ۲/۵۳ و سندہ حسن التعلیقات
۱/۱۱۸۔ لکن الحدیث صحیح لشواہدہ۔ التعلیقات ۱/۱۱۹۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر
للالبانی ۱/۲۷)
۱۔ صحیح مسلم عن عمرؓ۔

نوٹ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ

..... پڑھنے کی حدیث ضعیف ہے۔^۱

اگر چاہے تو وضوء کے بعد توبہ سے منہ پونچھ لے۔^۲

وہ اُمور جن کے وقوع کے بعد

دوبارہ وضوء کرنا چاہیے

① پیشاب کرنا ② پاخانہ کرنا ③ ریح خارج ہونا۔^۳

۱۔ مرعاة المفاتیح جلد اول ص ۳۴

۲۔ کانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرقة ینشف بها بعد الوضوء (رواہ الترمذی و صحیح احمد شاکر فی تعلیقاتہ)

۳۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ: اَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ (اللائحة)
قال صفوان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا اذا کنا سفران لا نمنع
خفافنا ثلاثۃ ایام و لیالیھن الامن جنابة و لكن من غائط و بول و نوم (رواہ
الترمذی و صحیح) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینصرف حتی یسمع صوتاً او یجبد
رئحاً (صحیح بخاری باب من لم یر الوضوء الامن المخرجین ۵۵/۱)

۴ سونا (اونگھنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا) ۲

۵ شرمگاہ کو ہاتھ لگانا ۳

۶ اونٹ کا گوشت کھانا ۴

۷ مزی کا خارج ہونا ۵

۱۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نام فلیتوضاً (ابوداؤد عن علیؓ - سندہ صحیح التعلیق) (۱۰۳)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نعت احدکم فی الصلوۃ فلیتم حتی یعلم ما یقرأ (صحیح بخاری کتاب الوضوء ۱/۶۱) قال رجل لی حاجۃ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یناجیہ حتی نام القوم او بعض القوم ثم صلوا (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب الدلیل علی ان نوم الجالس لا ینقض الوضوء ۱/۶۱)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مس فرجہ فلیتوضاً (رواہ الطبرانی عن طلح بن علیؓ واسنارہ صحیح ذیل الادطار ۱/۱۴۳) وروی نحوه ابوداؤد والترمذی عن بسرۃ بن محمد الترمذی وروی الترمذی واحمد عن عبد اللہ بن عمروؓ، صحیح البخاری (ذیل الادطار ۱/۱۷۵) ۴۔ ان رجلاً سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضاً من لحوم الابل قال نعم (صحیح مسلم) ۵۔ قال علیؓ کنت رجلاً مذاءً فسأله (ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فقال فیہ الوضوء (صحیح بخاری)

⑤ شلوار یا پاجامہ لٹکانا یہ

وضوء کے متفرق مسائل | ایک وضوء سے کئی صلاتیں

پڑھی جاسکتی ہیں۔ اگر ناخن برابر بھی کہیں سے خشک رہ جائے
تو دوبارہ وضوء کرے۔ یہ پانی کے استعمال میں فضول خرچی نہ
کرے۔ یہ وضوء کے لئے ایک مدیعنی تقریباً ۷۸ گرام پانی کافی
ہے۔ عورت کوئی مرد کسی عورت کے نیچے ہوئے پانی سے وضوء نہ
کرے۔ اگر صلوٰۃ میں وضوء ٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ
کر جائے، وضوء کرے اور صلوٰۃ دہرائے۔ اگر کوئی ایسی

لے بنیٰ رجل یصلی مسلاً اذ ارہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذهب فتوضاً (ابوداؤد۔ سندہ صحیح۔
مرآۃ ۲/۹)۔ کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصلوات یوم الفتح بوضوء واحد (صحیح مسلم)
کہ ان رجلاً توضاً فترک موضع طفر علی قدمہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارجع فأحسن وضوءک (صحیح مسلم)
کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ سیکون فی هذه الامۃ قوم یعتمدون فی الطہور والدعاء (رواہ
احمد و ابوداؤد و سندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۳۱)۔ کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم... يتوضأ بالمد (صحیح
بخاری)۔ کہ نمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان يتوضأ الرجل بفضل طہور المرأة (ابوداؤد و الترمذی و سندہ صحیح۔
التعلیقات ۱/۴۱)۔ کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فسا احدکم فی الصلوٰۃ فلینصرف فلیتوضأ و لیعد
الصلوٰۃ (ابوداؤد و سندہ حسن۔ مرآۃ ۲/۲۱)۔ اذا احدث احدکم فی صلوٰۃ فلیأخذ بانفر تم لینصرف (ابوداؤد و
سندہ صحیح۔ مرآۃ ۲/۲۳)

چیز کھائے یا پیے جس میں چکناٹی ہو تو کٹی کر لے لے اگر صلوٰۃ میں
وہم ہو کہ ریاچ آگیا تو صلوٰۃ ادا کرتا رہے جب تک آواز یا بُو
نہ آئے لے

ایک شخص دوسرے شخص کو وضوء کرا سکتا ہے لے
وضوء کے بعد ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں
میں نہ ڈالے لے

لے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرب لبناً فمضمض وقال ان له وسماً (صحیح بخاری
صحیح مسلم)

لے شكا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل الذي يخيل اليه انه يجد الشئ في الصلوة
فقال لا يفتل ادلا ينصرف حتى يسمع صوتاً او يجد ريحاً (صحیح بخاری کتاب الوضوء)
لے ان مغيرة جعل يصب الماء عليه وهو يتوضأ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب
الرجل يوضئ صاحبه ۵۶)

لے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا توضأ احدكم للصلوة فلا يشبك بين اصابعه (رواه
الطبرانی فی الادسط - سندہ صحیح - صحیح الجامع الصغیر لابانی ۱۳۹)

غسل کر کے کا طریقہ

جب غسل کرے تو پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک
تین مرتبہ دھوئے یہ

پھر بائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہوں اور نجاست کو دھوئے
پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر دو تین مرتبہ خوب رگڑے
اور پھر اُسے دھو ڈالے یہ

پھر اُسی طرح وضوء کرے جس طرح صلوٰۃ کے لئے وضوء
کیا جاتا ہے یعنی تین مرتبہ کھلی کرے، تین مرتبہ ناک میں

- ۱۔ فبدأ فغسل كفيه ثلاثاً (صحیح مسلم عن عائشة القدریة ر)
- ۲۔ ثم افرغ علی شماله فغسل مذاكيره وفي رواية غسل فرجه وما اصابه من الاذى (صحیح بخاری عن میمونہ ر)
- ۳۔ ثم ضرب يده بالارض او الحائط مرتين او ثلاثاً وفي رواية فغرب يده الارض فمسحهما ثم غسلهما (صحیح بخاری عن میمونہ ر) ثم ضرب بشمال الارض فذكرهما دلکھا شدیداً (صحیح مسلم عن میمونہ ر)
- ۴۔ ثم مضمض واستنشق وغسل وجهه ذراعیه وفي رواية توفضاً وضوءه للصلوة غیر جلیہ (صحیح بخاری عن میمونہ ر) ثم يتوضأ كما يتوضأ للصلوة (صحیح بخاری عن عائشة ر)

پانی ڈالے، تین دفعہ چہرہ دھوئے اور تین دفعہ دونوں ہاتھ
کھنیوں تک دھوئے۔^۱

پھر انگلیاں پانی سے تر کرے اور سر کے بالوں کی جڑوں میں
انگلیوں سے خلال کرے، یہاں تک کہ سر کی جلد تر ہو جائے
کایقین ہو جائے، پھر سر پر تین مرتبہ پانی بہائے۔^۲

پھر باقی تمام بدن پر پانی بہائے۔ پہلے سیدھی طرف پھر
اُلٹی طرف۔^۳ پھر غسل کی جگہ سے ہٹ کر دونوں پیر دھوئے۔^۴
غسل کن کن حالات میں کرنا چاہیے

جب مرد و عورت کی شرمگاہیں مل جائیں تو غسل فرض

۱۔ ثم یتیمض ثلاثاً ویتنشق ثلاثاً و یغسل وجهه ثلاثاً ویدیه ثلاثاً۔ رواہ النسائی عن عائشۃ
الصدیقۃؓ واسنادہ صحیح (فتح الباری جزء ۱ ص ۳۷۵)

۲۔ ثم یدخل اصابعہ فی الماء یخل بہا اصول شعرہ و فی روایۃ حتی اذا ظن انہ قد باروی لبشرتہ
افاض علیہ الماء ثلاث مرات (صحیح بخاری عن عائشہ رض)

۳۔ ثم غسل سائر جسده (صحیح بخاری عن عائشہؓ) ثم یفیض علی سائر جسده (صحیح بخاری عن جابر رض) کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ التیمن فی تنعلہ وترجلہ وطمورہ (صحیح بخاری عن عائشہ الصدیقۃ رض)

۴۔ ثم تحول من مکانہ فغسل قدمیہ (صحیح بخاری عن میمونۃ)

ہو جاتا ہے۔ احتلام ہو تو بھی غسل فرض ہو جاتا ہے۔ جمعہ کے دن غسل کرنا ضروری ہے۔ جو شخص میت کو نہلائے اُسے غسل کرنا چاہیے۔ گھہ
احرام باندھتے وقت غسل کرنا چاہیے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کرنا چاہیے۔ عورت کو اذیت ماہانہ اور نفاس کے بعد غسل کرنا فرض ہے۔
غسل کے متفرق مسائل | حالت جنابت میں رکے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔

پانی میں فضول خرچی نہ کرے۔

۱۔ اذاً... من الختان الختان فقد وجب الغسل (صحیح مسلم عن عائشة الصدیقة رحمہا اللہ علیہ) ۲۔ غسل علی المرأة من غسل اذا صحت احتلت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم اذا رأت الماء (صحیح بخاری) ۳۔ غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی سعید) حتی یشد علی کل مسلم ان یغتسل فی کل سبعة ايام یغسل رأسه وجسده (صحیح مسلم وروی البخاری نحوه)۔ ۴۔ من غسل بیثا فلیغتسل (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ، صحیح ابن حبان وابن حزم۔ یل ۱۰۰ و صحیح الالبانی فی التعلیقات وروی الحاکم نحوه عن عائشة ۱۱۳، صحیح الحاکم والذہبی) ورواہ احمد عن مخریة وروی ابو سعید عن النبی: الغسل من الغسل والوضوء من المحل (سندھا صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر ۱۰۹۳ و ۲۶۹) ۵۔ قال ابن عمر من السنة ان یغتسل الرجل اذا اراد ان یحرم (رواہ الحاکم وسندھا صحیح۔ المستدرک ۱۰۰) ۶۔ عن قیس انه سلم فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یغتسل (صحیح ابن خزیمہ ۱۱۶۔ سندھا صحیح)۔ ۷۔ عمہ سالت عن غسلھا فی الم حیض فامرھا کیف تغتسل (صحیح بخاری) ۸۔ لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وهو جنب (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رحمہا اللہ) ۹۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه سیکون فی ہذہ الامة قوم یعتمدون فی الطہور والدعاء (رواہ احمد و ابوداؤد وابن ماجہ وسندھا صحیح۔ التعلیقات ۱۱۳)

غسل کے لئے تقریباً سوا صاع یعنی چار کلو گرام پانی کافی ہے۔
 برہنہ ہو کر پانی میں داخل نہ ہو۔ نہاتے وقت پردہ کر لے۔ اسلام
 قبول کرنے کے بعد پانی اور بیری (کے پتوں) سے نہائے۔ اگر عورت
 کے بال مضبوطی سے گندھے ہوئے ہوں تو انہیں کھولنے کی ضرورت
 نہیں ہے۔

۱۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغتسل بالصاع الی خمسة امداد (صحیح بخاری) ۲۔ نعمی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یدخل الماء الا بمشزر (ابن خزیمہ ۱/۱۳۳) وصحہ الحاکم والذہبی۔
 المستدرک ۱/۱۶۲) ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اغتسل احدکم فلیستنز (رواہ ابوداؤد
 وانشائی و احمد وسندہ حسن۔ التعلیقات للالبانی علی مشکوٰۃ ۱/۱۳۴) ۴۔ عن قیس انه اسلم
 فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یغتسل بماء و سدر (ابن خزیمہ واسنادہ صحیح) (ابن خزیمہ
 ۱/۱۲۶)۔ ۵۔ قالت ام سلمة انی امرأة اشد ضغراً فی فانی فانقضه لغسل الجنابة قال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم لا (صحیح مسلم)

کوئی مرد کسی عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہ کرے
 اور نہ کوئی عورت کسی مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یہ
 مرد اپنی بیوی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کر سکتا ہے بے غسل کرنے
 کے بعد دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں۔ غسل کا وضوء کافی
 ہے اذیت ماہانہ کے غسل میں جب عورت شرمگاہ کو دھوئے
 تو اسے چاہیے کہ شرمگاہ کو پانی اور بیری کے پتوں سے خوب
 دھوئے۔ اذیت ماہانہ کے غسل کے بعد عورت کو چاہیے کہ
 جس جس مقام پر خون لگا تھا اس مقام پر تین مرتبہ خوشبو
 کا پھویا لگائے۔ ۵

۱۔ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تغتسل المرأة بفضل الرجل او يغتسل الرجل بفضل
 المرأة (ابوداؤد والنسائی۔ سندہ صحیح۔ التعليقات ۱/۱۳۷)
 ۲۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یغتسل بفضل میمونۃ (صحیح مسلم ۱/۱۳۵)
 ۳۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتوضأ بعد الغسل (رواہ الترمذی و صحیح)
 ۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاخذ احدکن ماء ہا و سدرتھا فتطہر و تحسن الطہور
 (صحیح مسلم ۱/۱۳۷)
 ۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزی فرصة ممسکة و توفی ثلاثا دقی رواية تتبعی
 بها اثر الدم (صحیح بخاری عن عائشة الصدیقة)

اگر کسی عورت کو استحاضہ کی بیماری ہو تو اذیت ماہانہ کے مقررہ دن گزرنے کے بعد غسل کرے اور صلوٰۃ شروع کر دے۔
اگر عورت میں قوت ہو تو ظہر میں تاخیر کرے، عصر میں جلدی کرے اور غسل کر کے دونوں کو جمع کر کے پڑھے۔ اسی طرح مغرب میں تاخیر کرے، عشاء میں جلدی کرے اور غسل کر کے دونوں صلاتوں کو جمع کرے اور فجر کی صلوٰۃ کے لئے غسل کرے۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امکنی قدر ما کانت تحبسک حیفتک ثم اغتسلی
وفی روایۃ فصلی (صحیح مسلم)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزیب تجلس ایام اقراکھا ثم تغتسل وتؤخر
النظر وتجل العصر وتغتسل وتصلی وتؤخر المغرب وتجل العشاء وتغتسل وتصلیما
جیعا وتغتسل للفجر رواہ النسائی فی باب ذکر اغتسال المستحاضۃ ۲۵ وفی باب جمع
المستحاضۃ بین الصلاتین ۲۶ ورواھا ثقات اثبات وسندھما صحیح (وقال یحییٰ
ان قویۃ علی ان تؤخر فی النظر وتجل العصر فتغتسلین ثم تصلین النظر والعصر جیعا
ثم تؤخر فی المغرب وتجل العشاء ثم تغتسلین وتجلین بین الصلاتین فافعلی (رواہ
ابوداؤد ورواہ احمد والترمذی ومجاہ۔ نیل ۲۳۷)

اگر دن و رات میں تین دفعہ غسل کرنے کی طاقت نہ ہو تو ہر صلوٰۃ
کے لئے نیا وضوء کرے یہ

حالت جنابت میں اگر کسی سے فوری ملاقات کرنی ہو اور
نہانے میں دیر لگتی ہو تو وضوء کر کے ملاقات کرے یہ

نوٹ :- نہاتے وقت کلمہ شہادت پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اغتسلی ثم توضی لكل صلوٰۃ ولی (مدواہ البوداؤد
والترمذی وسندہ صحیح - التعليقات ۱/۱۷۶)

۲۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل الی رجل من الانصار فجاؤ ورأسه یقطر
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعننا العجلتنا ک قال نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا عجلت او تحطت فحلیک الوضوء (صحیح بخاری کتاب الوضوء ۵۶)

تیمم کرنے کا طریقہ

جب تیمم کرے تو دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ پاک مٹی پر مارے، پھر دونوں ہاتھوں پر پھونک مارے۔
پھر دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک مسح کرے۔ الٹے ہاتھ سے سیدھے ہاتھ پر مسح کرے اور سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ پر مسح کرے پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ پر مسح کرے۔

۱۔ قُضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكُفِّهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهَا (صحیح بخاری عن عمار)
ضرب بیدیه الارض ضربته واحدة (صحیح مسلم عن عمار) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَيَمْسَحُوا
صَعِيدًا طَيِّبًا (الْمَائِدَة - ۶)
۲۔ ثم مسح بهما: ظهر كفه بشماله او ظهر شماله بكفه ثم مسح بهما وجهه وفي رواية مسح بهما وجهه
وكفيه (صحیح بخاری عن عمار) ثم ضرب بشماله على يمينه ويمينه على شماله على الكفين ثم
مسح وجهه (رواه البوداد عن عمار) سكت عنه الحافظ - فتح الباری جز ۱ ص ۱۷۷
تمسح بيمينك على شمالك وشمالك على يمينك ثم تمسح على وجهك (رواه الألبانی
وسكت عنه الحافظ - فتح الباری ص ۱۷۷)

تیمم کے متفرق مسائل

پانی نہ ہو تو تیمم کر کے صلوٰۃ پڑھنی چاہیے۔ تیمم صرف وضو ہی کا قائم مقام نہیں ہے بلکہ غسل کا بھی قائم مقام ہے۔ اگر پانی نہ ہو اور غسل کرنا ضروری ہو تو تیمم کر کے صلوٰۃ پڑھے۔ اگر غسل کرنا فرض ہو اور بدن پر کسی جگہ زخم ہو تو تیمم کرے، پھر زخم پر پٹی باندھے اور اُس پٹی پر مسح کرے اور باقی بدن کو دھوئے۔

۱۔ قال رجلُ اماتني جنابةً ولا ماء قال النبي صلى الله عليه وسلم عليك بالصعيد فانه كفيفك (صحیحین عن عمران)
 ۲۔ انما كان كفيفان تیمم و یعمرو یصب علی جریہ خرقة ثم مسح علیہ و نیل سائر جسده (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ عن جابر بن سمرة بن انس بن مالك طرق (نیل الاوطار ج ۱ ص ۲۲۳) {

اگر احتلام ہو جائے اور سخت سردی کی وجہ سے نہانے
میں خطرہ ہو تو چڈھے دھوئے، پھر (بجائے غسل کے) تیمم
کرے اور وضوء کر کے صلوٰۃ پڑھے یا پڑھائے۔
بیمار آدمی بھی تیمم کر کے صلوٰۃ ادا کرے۔
(نوٹ: تیمم غسل کے بجائے ہو یا وضوء کے بجائے طریقہ ایک ہی ہے)۔

۱۔ ان کی جڑیں۔
۲۔ قال عمرو بن العاص احتلمت فی لیلة باردة..... فاستفقت ان اغسل فاطلك
فتیمت ثم صلیت.... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمر و صلیت بہا بک
وانت جنب فاخبرہ بالذی منعنی من الاغتسال و قلت انی سمعت اللہ یقول
ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیماً فضحک ولم یقل شیئاً و فی روایۃ فغسل
مغابنہ و توضاً.... ثم صلی (رواہ ابوداؤد ۵۴۸/۱ و اسنادہ قوی۔ فتح الباری ۲/۴۷۱)
۳۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ و ان کُنْتُمْ مَرْضَیْ... فَتَیَمَّمُوا صَعِیْدًا
طَیْبًا (النساء ۴۳)

عمامہ اور موزوں پر مسح کرنا

اگر سر پر عمامہ ہو یا کوئی اور کپڑا ہو تو وضوء کرتے وقت عمامہ پر یا اس کپڑے پر مسح کر سکتے ہیں۔ سر کھول کر مسح کرنا ضروری نہیں ہے

اگر موزے ایسی حالت میں پہنے کہ پیر پاک ہوں تو وضوء کرتے وقت موزوں پر مسح کر سکتا ہے، پیر دھونے کی ضرورت نہیں ہے

۱۔ مسح علی عمامۃ (صحیح بخاری عن عمرو بن أمیۃ) مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علی الخفین و الخمار (صحیح مسلم عن بلال رضی اللہ عنہ)
 ۲۔ انی ادخلتہما طاہرتین۔ مسح علیہما (صحیح بخاری عن مغیرۃ رضی اللہ عنہ)

مسافر تین دن، تین رات اور مقیم ایک دن ایک رات
موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔ یہ جوتیوں اور سوتی جرابوں پر بھی
مسح کیا جاسکتا ہے۔

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ | سیدھے ہاتھ کو سیدھے پیر کے
موزے پر اور الٹے ہاتھ کو الٹے پیر کے موزے پر رکھ کر دونوں
موزوں کے اوپر کی طرف ایک مرتبہ مسح کرے۔

- ۱۔ جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ ایام ولایالیسن للمسا فر و یوما ولیلۃ للمقیم
(صحیح مسلم عن علیؑ)
- ۲۔ توشاً ومسح علی الجوربین والنعلین (رواہ البوداد ود الترمذی وسندہ صحیح۔ المسح
علی الجوربین مؤلفہ محمد جمال الدین صک و عنک) توشاً ومسح علی نعلیہ (رواہ البوداد
واحمد وصحیحہ الابانی فی تعلیقہ علی "المسح علی الجوربین") وفی روایۃ عن ابن عمر نطاه
فی رجلیہ ومسح علیہما (مشد البزار۔ سندہ صحیح۔ المسح علی الجوربین صک)
- ۳۔ وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ الیمنی علی خفہ الایمن و یدہ الیسری علی خفہ
الایسر ثم مسح اعلیٰهما مسحة واحدة (بیہقی ۲۹۲ وسندہ حسن)

اَوْقَاتُ الصَّلَاةِ

① فجر کا وقت :- صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور سورج

کے طلوع ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے۔

② ظہر کا وقت :- زوالِ آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے

اور اُس وقت تک رہتا ہے جب تک

عصر کا وقت نہ آجائے، یعنی ظہر کا

وقت اُس وقت تک رہتا ہے جب تک

کسی انسان کا سایہ اُس کے قد کے برابر

نہ ہو جائے۔ سایہ کی پیمائش کرتے وقت

وہ سایہ نکال دیا جائے جو زوال کے

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت صلوۃ الفجر من طلوع الفجر ما لم تطلع الشمس (صحیح مسلم
عن عبد اللہ بن عمرو) ۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت الظہر ما لم یحضر العصر (صحیح مسلم)
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت الظہر ما زالت الشمس ما ظل الرجل ظل طولہ (صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمرو)
۳۔ صبح سے دوپہر تک سایہ گھٹتا رہتا ہے۔ ٹھیک دوپہر کے وقت سایہ گھٹنا بند ہو
جاتا ہے، کچھ دیر بعد سایہ پھر بڑھنے لگتا ہے، یہی زوال کا وقت ہوتا ہے، اسی وقت سے

وقت ہوتا ہے بلکہ

جب سخت گرمی ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کرے

یعنی گرمی کی شدت کم ہونے پر صلوٰۃ ظہر

ادا کرے یہ

③ عصر کا وقت :- ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت

شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی جب کسی

انسان کا سایہ اُس کے قد کے برابر ہو جائے

تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اُس

وقت تک رہتا ہے جب تک سورج زرد

نہ ہو جائے یہ

۱۔ صلی اللہ علیہ وسلم کان الفی قدر الشراک ثم صلی العصر حین کان الفی قدر الشراک وظل
الرجل (رواہ النسائی عن جابرؓ) (مسندہ حسن)

۲۔ اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ وابن عمرؓ)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت الظہر ما لم یحضر العصر وقت العصر ما لم تصفر الشمس
(صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمرؓ)

④ مغرب کا وقت :- مغرب کا وقت غروبِ آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے یہ اور شفق غائب ہونے تک باقی رہتا ہے یہ

⑤ عشاء کا وقت :- شفق غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور آدھی رات تک باقی رہتا ہے یہ

متفرق مسائل

اگر امام دیر کر کے صلوٰۃ پڑھائے تو اصلی وقت پر تنہا صلوٰۃ پڑھ لے۔ پھر اگر اُسے جماعت مل جائے تو جماعت

۱۰ اقام المغرب عین غابت الشمس (صحیح مسلم عن بريدة بن) ۱۱
۱۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت صلوٰۃ المغرب مالم یغیب الشفق (صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمرو بن) ۱۳

۱۴ اقام العشاء عین غاب الشفق (صحیح مسلم عن بريدة بن) ۱۵
۱۶ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت العشاء انی نصف اللیل (صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمرو بن) ۱۷

کے ساتھ بھی پڑھ لے۔ یہ نہ کہے کہ میں نے پڑھ لی ہے لہذا
میں نہیں پڑھتا۔ یہ صلوٰۃ اُس کے لئے نفل ہو جائے گی یہ
اگر صلوٰۃ الفجر کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے
مل جائے تو وہ صلوٰۃ پوری کر لے۔ اسی طرح اگر صلوٰۃ العصر
کی ایک رکعت غروب آفتاب سے پہلے مل جائے تو وہ صلوٰۃ
پوری کر لے۔ ان صورتوں میں یہ سمجھا جائے گا کہ اُس نے
وہ صلاتیں اپنے وقت پر پالیں۔ یہ رعایت اُس شخص کے
لئے نہیں جو قصداً تاخیر کرے، بلکہ قصداً تاخیر کر نیوالے
کی صلوٰۃ تو منافق کی صلوٰۃ سمجھی جائے گی۔

۱۔ صَلِّ الصَّلَاةَ نَوَقْتَهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ (صحیح مسلم عن ابی ذرؓ) و فی
روایۃ وَلَا تَقْلُ الْإِنِّ قَدْ صَلَّيْتَ فَلَا تُصَلِّ (صحیح مسلم عن ابی ذرؓ)
۲۔ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ
قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرہؓ) و فی روایۃ للبخاری
”فَلَيْتُمْ صَلَّيْتُمْ“
۳۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَاكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنِ
الشَّيْطَانِ قَامَ (صحیح مسلم عن انسؓ)

جو شخص بھول جائے یا صلوٰۃ کے وقت سوتا رہ جائے تو یاد آتے ہی یا جاگتے ہی فوراً صلوٰۃ ادا کرے۔
 اگر کئی صلاتیں فوت ہو جائیں تو انہیں ترتیب سے ادا کرے۔
 اگر فجر کی صلوٰۃ قضاء ہو جائے تو اس کو اُس وقت ادا نہ کرے جس وقت سورج طلوع ہو رہا ہو بلکہ سورج کے بلند، صاف اور چمکدار ہونے کے بعد ادا کرے۔ مزید برآں جس جگہ صلوٰۃ قضاء ہوئی ہو اس جگہ اس صلوٰۃ کو ادا نہ کرے اس لئے کہ اس جگہ شیطان آگیا تھا بلکہ دوسری جگہ ادا کرے۔ اگر عصر کی صلوٰۃ قضاء ہو جائے تو اُسے اُس وقت ادا نہ کرے جس وقت سورج غروب ہو رہا ہو بلکہ جب سورج پوری طرح غروب ہو جائے تو ادا کرے۔

- ۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رقد احدکم عن الصلوٰۃ او غفل عنها فليصل اذا ذكرها (صحیح مسلم عن انسؓ) وفي رواية للبخاري من نسي صلاة فليصل اذا ذكرها لا كفارة لها الا ذلك۔
 ۲۔ فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العصر بعد ما غربت الشمس ثم صلت بعدھا المغرب (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن جابرؓ)
 ۳۔ عرسانع نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم نستيقظ حتى طلعت الشمس فقال (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بچوں کو کب صلوٰۃ کا حکم دیا جائے

بچوں کی عمر جب سات سال کی ہو جائے تو انہیں صلوٰۃ پڑھنے کا حکم دے اور جب دس سال کی عمر ہو جائے تو انہیں صلوٰۃ ترک کرنے پر مارے اور صلوٰۃ پڑھوائے۔

(بھیہ ماشیہ صفحہ گذشتہ) النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیا خذ کل رجل برأس راحلته فان هذا منزل حضرنا فيه الشيطان وفي رواية فسرنا حتى اذا ارتفعت الشمس نزل وفي رواية حتى اذا ابيضت الشمس نزل فصلی بنا (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب قضاء الصلوٰۃ الفائتہ جزء اول ص ۲۷۵ و ۲۷۶) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا طلع حاجب الشمس فاخروا الصلوٰۃ حتى ترتفع واذا غاب حاجب الشمس فاخروا الصلوٰۃ حتى تغيب (صحیح بخاری کتاب المواعیت باب الصلوٰۃ بعد الفجر حتى ترتفع الشمس ص ۱۵۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروا اولادکم بالصلوٰۃ وہم ابنا ربیع سنین وھم یوم علیہا وہم ابنا عشر رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ بن عمر و ۲۸ - حدیث صحیح (مرعاۃ جلد اول ص ۲۷۵)

اذان اور اقامت کے مسائل

مؤذن کو چاہیے کہ کسی بلند مقام پر چڑھ کر اذان دے۔ جب مؤذن اذان دے تو اپنی انگلیاں کانوں کے اندر کرے۔ **حی علی الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** کتے وقت دہنے بائیں منہ موڑے۔ جب مؤذن اذان دے تو سننے والے کو چاہیے کہ وہی الفاظ دہرائے جو مؤذن کہہ رہا ہے۔ جب مؤذن **حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح** کہے تو سننے والا **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** پڑھے۔ اذان اور اقامت متصل نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ہر اذان اور

۱۔ عن امرأة قالت کان بلال یجلس علی بیتی وھو علی بیت فی المدینۃ فاذا رأى الفجر تخطأ ثم اذن (ابوداؤد ۴۸۸۱، سندہ حسن۔ فتح ۲۳۳/۲) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذنان ینزل هذا یرقی هذا (صحیح مسلم کتاب الصوم)

۲۔ عن ابی حمیفۃ قال رأیت بلالاً یؤذن واصبحنا فی اذنیہ (رواہ الترمذی وصححہ) ۳۔ عن ابی حمیفۃ قال اذن بلال فجعلت أمتبع فاه فھنأ وھنأنا یقول یمینا وشمالاً حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح (صحیح مسلم باب سترۃ المصلی)

۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول (صحیح مسلم) ۵۔ قال (المؤذن) حی علی الصلوٰۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حول (صحیح مسلم)

اقامت کے درمیان اتنا وقفہ ہونا چاہیے کہ کم از کم دو رکعتیں
پڑھی جاسکیں۔

اذان کی آواز سن کر یہ کلمات پڑھے:-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ

رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا
وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا

۱ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی حاکم و معبود
نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں اور (میں گواہی دیتا ہوں کہ)
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔
میں اللہ کے رب ہونے سے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول

۲ اے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "بین کل اذانین صلوٰۃ" (صحیح بخاری معنی عن عبد اللہ بن مفضل)

ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے راضی ہوں {
 (ان کلمات کے پڑھنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے
 ہیں) اے

جب اذان ختم ہو جائے تو درود شریف پڑھے پھر
 یہ دُعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّائِمَةُ
 وَالصَّلٰوةُ الْقَائِمَةُ اَتِ مُحَمَّدًا
 بِالْوَسِيْلَةِ وَالْفَضِيْلَةِ وَابْعَثْهُ
 مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِلٰلَّذِي وَعَدُ يَتِيْ

اے اللہ، اے اس اذان کا رمل اور صلوٰۃ قائمہ کے رب، محمد
 (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطاء فرما اور اُن

اے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حين يسمع المؤذن اشهد
 غفرله ذنبه (صحیح مسلم عن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
 اے تم سب کو اعلیٰ (صحیح مسلم عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کو مقام محمود پر جس کا تونے ان سے وعدہ فرمایا ہے

مبعوث فرما

(جو شخص یہ دُعا پڑھے اُس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حلال ہو جاتی ہے) ۱
 مؤذن کو اذان دینے کی کوئی اجرت نہ دے، نہ مؤذن کو اجرت لینی چاہیے۔ مؤذن ہی اقامت کہے ۲
 مؤذن ایسے آدمی کو مقرر رکھا جائے جس کی آواز بلند ہو ۳
 نوٹ :- اقامت کا جواب دینا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ نہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کا جواب آقاؐ

۱۔ ثم سلوا اللہ فی الوسيلة.... فمن سأل لی الوسيلة خلّت علیہ الشفاعة (صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمرؓ) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حين يسمع النداء اللهم ربّ... خلّت له شفاعتي يوم القيامة (صحیح بخاری عن جابرؓ)
 ۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لا تأخذ مؤذنا لا يأخذ علی اذان اجراً (رواہ احمد و ابوداؤد والنسائی عن عثمان بن ابی العاصؓ وسحر الذہبی۔ مرعاة جلد ۱ ص ۱۷۷)
 ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعبد اللہ بن زید قم مع بلالؓ قال علیہ مارأيت فانه اندی صوتاً منك (رواہ احمد و ابوداؤد و محمد بن حزمیہ۔ نیل الاوطار جلد ۲ ص ۳۱ و صحیح الترمذی) عہ امر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامة (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اللہ وَاَدَامَهَا صحیح حدیث سے ثابت ہے (سند میں ایک راوی مجہول ہے) الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَوَدْتَ کہنا بالکل بے ثبوت ہے۔ مسجد کے علاوہ پہاڑوں اور جنگلوں میں بھی اذان دے۔ یہ سفر میں بھی اذان اور اقامت کی جائے۔ یہ اگر صلوٰۃ کا وقت نکل جائے تو جب ادا کرے اذان بھی کہے اور اقامت بھی۔ اذان اور اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔ مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا بھی پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هَذَا الْاِقْبَالَ لِيْلِكَ وَاِدْبَارُ
نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَايِكَ فَاعْفِرْ لِيْ

۱۔ مرعاة المفاتيح ج ۱ ص ۳۳۳۔ ۲۔ مرعاة المفاتيح ج ۱ ص ۳۳۳۔ ۳۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعجب ربك من راعي غنم في مأس شظية للجبل يؤذن بالصلاة ويصلي (ابوداؤد ونسائي، اسناد صحيح، التعليقات ج ۱ ص ۲۱۲) ۴۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سافرتما فاذا نادا قیما ولیومكما ابرکما (صحیح بخاری) ۵۔ فاستبقت النبي صلى الله عليه وسلم وقد طلع حاجب الشمس فقال يا بلال.... قم فاذن (صحیح بخاری) اذن بلال (صحیح مسلم) امر بلال اقام الصلاة (صحیح مسلم) ۶۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا یرد العا بین الاذان والاقامة (رواه احمد والبوداد والترمذی وسنده صحیح، التعليقات ج ۱ ص ۲۱۲) ۷۔ عن ام سلمة قالت علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اقول عند اذان المغرب اللهم..... الخ (رواه ابوداؤد وسنده حسن، مرعاة المفاتيح ج ۱ ص ۳۳۳ وصحاح المحاكم ووافقه الذهبي)

اے اللہ، یہ تیری رات کی آمد، تیرے دن کی واپسی اور تیرے
 موذنوں کے اذان دینے کا وقت ہے، میری مغفرت فرما
 صبح صادق سے کچھ دیر پہلے بھی ایک اذان ہونی چاہیے تاکہ سونے
 والا متنبہ ہو جائے اور تہجد پڑھنے والا رجوع کرے (یعنی صلوٰۃ الفجر کی
 طرف رجوع کرے، تہجد ختم کر دے) اے
 اقامت ہونیکے بعد پھر اس فرض صلوٰۃ کے سوا کوئی اور صلوٰۃ نہ پڑھے
 جب دو صلاتیں اکٹھی ہو جائیں تو اذان ایک مرتبہ دی جائے،
 لیکن ہر صلوٰۃ کے لئے اقامت علیحدہ کہی جائے
 اذان کے کلمات یہ ہیں :-
 اللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ۔

۱۔ لا یمنعن احدکم اذان بلال من سحورہ فانہ یؤذن بلیل لیرجع قائمکم ولینبہ نائمکم
 (صحیح بخاری عن ابن مسعود رض)
 ۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقيمت الصلوٰۃ فلا صلاۃ الا المكتوبۃ
 (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)
 ۳۔ صلی اللہ علیہ وسلم الصلاۃین بعزۃ باذان واحد فاقامتہن (صحیح مسلم عن جابر رض)

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ،
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،
 حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ،
 حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ،
 اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ،
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،

اقامت کے الفاظ یہ ہیں :-

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ،
 قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ،
 اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ،
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ،

اذان کے دوسرے مسنون کلمات :-

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ،
 اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ،
 پھر آہستہ آواز سے کہے :-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ،
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ،
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ،
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ،

۱۔ رواہ احمد و ابوداؤد و سندہ صحیح (خیل الاوطار ج ۲ ص ۳۱) اُمّ بلال رضی اللہ عنہا ان شفع الاذان زیوتر
 الاقامة الاقامة (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن انس رضی اللہ عنہ)

بھر بلند آواز سے کہے :-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،
 سَحَّ عَلَى الصَّلَاةِ، سَحَّ عَلَى الصَّلَاةِ،
 سَحَّ عَلَى الْفَلَاحِ، سَحَّ عَلَى الْفَلَاحِ،
 اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ،
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

اس اذان کے ساتھ اقامت کے کلمات یہ ہیں :-

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ،
 اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ،
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،
 حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ،
 حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ،
 قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ،
 اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ،
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ یہ بھی کہے:-
 الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

۱۔ رواہ ابوداؤد و سندہ صحیح۔
 ۲۔ قَالَ إِذَا كُنْتَ فِي أَذَانِ الصُّبْحِ فَقُلْتُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَقُلِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ (رواہ
 ابوداؤد والنسائی ومحمد بن خزيمة: نیل ۲/۳۲)

اگر سخت سردی یا بارش ہو (خصوصاً سفر میں) تو الصَّلَاةُ
خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے بعد کہے : وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ
{ یعنی جو گھر میں رہے (مسجد نہ آئے) تو کوئی حرج نہیں } ۱

یا
تَحَى عَلَى الصَّلَاةِ كَيْ جَاءَ يَكُ : الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ
{ یعنی صلوٰۃ (اپنی) منزلوں میں (ادا کر لی جائے) } یا یہ کہے "صَلُّوا
فِي بُيُوتِكُمْ" { اپنے گھروں میں صلوٰۃ ادا کرو } یا
اذان کے بعد یہ جملہ کہے : اَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ { یعنی
خبردار، (اپنی) منزلوں میں صلوٰۃ ادا کر لو } ۲

۱ عن نعیم قال اذن المؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم للصبح فی لیلۃ باردة فتتمیت لوقال : ومن قعد
فلا حرج فلما قال الصلوة خیر من النوم قالها (عنصف عبد الرزاق، سننہ صحیح - فتح الباری ج ۲ ص ۲۳۹)
۲ خطبنا ابن عباس فی یوم رزخ فلما بلغ المؤذن حی علی الصلوة فامرہ ان ینادی : الصلوة فی الرحا
.... قال فعل بنامن هو خیر منی (صحیح بخاری) وفی روایۃ فلا تقل حی علی الصلوة قل صلوا فی
بیوتکم (صحیح بخاری کتاب الجمعة)

۳ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمر مؤذناً یؤذن ثم یقول علی اثرہ " اَلَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ "
فی اللیلۃ الباردة اذ المطیرۃ فی السفر (صحیح بخاری)

جب اذان کہے تو اللہ اکبر، اللہ اکبر ملا کر کہے۔ علیحدہ
 علیحدہ نہ کہے۔ پھر دوسری مرتبہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر
 ملا کر کہے۔ اسی طرح آخر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے پہلے بھی
 اللہ اکبر اللہ اکبر ملا کر کہے۔ ۱۷

اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ کرے کہ وضو کرنے
 والا بآسانی اپنی حاجت سے فارغ ہو جائے اور کھانا کھانے والا
 بآسانی کھانے سے فارغ ہو جائے۔ ۱۸

۱۷ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال المؤذن اللہ اکبر، اللہ اکبر فقال
 احدکم اللہ اکبر اللہ اکبر (صحیح مسلم ۱۶۳/۱)

۱۸ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعل بین اذانک واقامتک نفّاساً حتى یقضى المنوی۔
 حاجۃ فی مہل ویفرغ الاکل من طعامہ فی مہل (رواہ عبد اللہ بن احمد فی المسند عن ابی و
 ابوالشیخ فی (الاذان) عن سلمان وعن ابی ہریرۃ۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر للالبانی
 جلد اول ص ۹۲)

صَف بِنْدی

جب اقامت ہو جائے تو صف بندی اُس وقت تک نہ کرے جب تک امام صلوٰۃ پڑھانے کے ارادہ سے آتا ہوا دکھائی نہ دے۔ جب امام دکھائی دے تو صف بندی کرے۔ اقامت کہنے کے لئے امام کے مصطفیٰ پر آنے کا انتظار نہ کرے۔

جب اقامت ہو جائے تو صف میں شامل ہونے کے لئے بھاگے نہیں، بلکہ وقار کے ساتھ چلتا ہوا

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقيمت الصلوة فلا تقوموا حتى تردوني قد خرجت (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی قتادہ) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج وقد اقيمت الصلوة وحدثت الصفوف حتى اذا قام في مصلاہ انتظروا ان يكبر (صحیح بخاری) اقيمت الصلوة وابتدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ينادي رجلاً في جانب المسجد فما قام ابی الصلوة حتى نام القوم (صحیح بخاری عن انس) اقيمت الصلوة فاقبل علينا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجهه فقال اقيموا صفوفكم وراصوا (صحیح بخاری عن انس)

آئے۔ ۱۷

امام کو چاہیے کہ خود صفوں کو سیدھا کرے اور مبالغہ
کے ساتھ سیدھا کرے۔ ۱۸

تمام مقتدیوں کو چاہیے کہ اتنا مل کر کھڑے ہوں کہ
جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتی ہے۔ ۱۹ مقتدیوں کی
گردنیں، سینے اور کندھے بالکل سیدھے رہیں۔ ۲۰ مقتدی
ایک دوسرے سے اپنے کندھے، ٹخنے اور قدم چمٹالیں۔ ۲۱

۱۷ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقيمت الصلاة فلا تاوها تشعون واتوها
تمشون وعليكم السكينة وفي رواية البخاري والوقار (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)
۱۸ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسوی صفوفنا حتی کانما یسوی بها القدرج
(صحیح مسلم عن النعمان)

۱۹ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقيموا صفوفکم وتراصوا (صحیح بخاری باب اقبال
الامام علی الناس عند تسوية الصفون عن انس)

۲۰ قال حاذوا بالاعناق (البوداؤد، سندہ صحیح۔ مرعاة ۳/۸۹) حاذوا بین مناکبکم (احمد عن
ابی امامۃ، رواہ ثقات بلوغ ۵/۳۳، سندہ صحیح وروی نحوہ البوداؤد عن ابن عمر و سندہ صحیح۔
التعلیقات ۳/۳۳) وای رجل اباد یا صدرہ فقال عباد اللہ لتسوی صفوفکم.... (صحیح مسلم)
۲۱ عن انس کان احدنا یلزم منکبہ بمنکب صاحبه و قدمه بقدمه (صحیح بخاری) و فی روایۃ عن
النعمان "وکعبہ بکعبہ" (رواہ البوداؤد و سندہ صحیح۔ فتح الباری جز ۲ ص ۳۵۲)

امام صفوں میں پھرے اور مقتدیوں کے کندھوں اور سینوں پر ہاتھ رکھے اور ان سے کہے کہ سیدھے ہو جاؤ، آگے پیچھے نہ ہو۔ امام کے ساتھ کچھ اور بھی آدمی ہوں جو صفیں سیدھی کرائیں، مقتدیوں کو اپنے کندھے ان کے لئے نرم کر دینے چاہئیں۔ عاقل اور بالغ لوگ امام کے قریب کھڑے ہوں پھر وہ جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ جو ان کے قریب ہوں (اسی طرح آخر تک) یعنی نابالغ بچوں کی صفیں آخر میں ہوں۔

مردوں کی صفیں آگے ہوں اور عورتوں کی صفیں پیچھے۔

۱۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسبح من اکثافی السجدة ویقول استغفر ولا یختلفوا (صحیح مسلم عن ابی سعید) ۲۔ یخالف الصفوف من حیة الی ناحیة یسبح.... صدونا (رواہ النسائی وسندہ صحیح) ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ولیسوا فی ایدی اخوانکم" (رواہ احمد عن ابی امامہ ورجالہ ثقات ورواہ ابو داؤد عن ابن عمر ثا وسندہ صحیح مرعاة ج ۲۲) ۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایلمنی منکم اولوا الاحلام والنفی ثم الذین یلوہم ثم الذین یلوہم (صحیح مسلم عن ابی سعید) ۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر صفوف الرجال اولها وشرها آخرها وخیر (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

ستونوں کے درمیان صفیں نہ بنائی جائیں۔ پہلے اگلی صفیں پوری کی جائیں۔ جو کچھ کمی ہو وہ آخری صف میں ہو۔ صفیں قریب قریب رہیں، صفوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو۔ امام اور مقتدیوں کے درمیان اگر کوئی دیوار وغیرہ آجائے تو صلوٰۃ ہو جائے گی۔ صف کے پیچھے اکیلا صلوٰۃ نہ پڑھے، اگر غلطی سے پڑھ لے تو دہرائے۔ عورت مردوں کی صف کے پیچھے اکیلی بھی کھڑی

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) صفوف النساء آخرھا وشرھا اولھا (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض) ۱
عن انس بن مالک عن النبی عن الصلوٰۃ بین السواری ولفظہا وقال لا تصلوا بین الاساطین واثموا
الصفوف (رواہ الحاکم والبوداؤد وسندہ صحیح وروی الحاکم نحوہ عن قرۃ (۳۱۸) وسندہ صحیح۔
الامادیت الصحیحۃ جلد اول جز ۴ ص ۲۴) ۲ کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصفون
کما تصف الملئکۃ یتمون الصفوف الاولی (صحیح مسلم) ۳ کہ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر (رواہ ابوداؤد عن انس بن مالک وسکت عنہ عمو والمنذری۔
مرعاة جلد ۳ ص ۲۹ وسندہ صحیح - التعلیقات ۳ ص ۲۲) ۴ کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "قاربوا
بینہما" (رواہ ابوداؤد عن انس وسندہ صحیح مرعاة جلد ۳ ص ۲۹) ۵

۵ کہ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجرۃ والناس یأتون بہ من وراء الحجر (رواہ ابوداؤد
عن عائشہ رض وسندہ صحیح - مرعاة جلد ۳ ص ۱۰۲)

۶ کہ رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً یصلی خلف الصف وحده فامرہ ان یسید الصلوٰۃ
(رواہ احمد والبوداؤد والترمذی وحسنہ وصححہ احمد وابن خزیمہ وغیرہما - مرعاة ج ۳ ص ۹۲)
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لرجل فرد خلف الصف (رواہ احمد ابن ماجہ
وسندہ صحیح - بلوغ ص ۵ ص ۳۲۸)

ہو سکتی ہے۔^۱

اگر مقتدی ایک مرد ہو تو وہ امام کے برابر اس کی
داہنی طرف کھڑا ہو۔^۲

اگر دو آدمیوں کی جماعت میں تیسرا آدمی شامل ہو تو امام
کو چاہیے کہ دونوں مقتدیوں کو پیچھے کر دے۔^۳
اگر شروع ہی سے دو مقتدی ہوں تو وہ امام کے پیچھے
کھڑے ہوں۔^۴

۱۔ عن انس صلیت انا ویتیم.... خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ام سلیم خلفنا
(صحیح مسلم)

۲۔ تعدلنی.... الی الشق الايمن (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عباس) دنی روایت
جعلنی حذاءہ (رواہ احمد۔ بلوغ ۵/۲۹۱ سندہ صحیح)

۳۔ قال جابر اقامنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یمنہ ثم جاء جبار فقام عن یسارہ فاخذ
بیدینا فدفعنا حتی اقامنا خلفہ (صحیح مسلم باب حدیث جابر الطویل)

۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت ثلاثۃ فلیؤمهم احدہم (صحیح مسلم)

اگر مقتدیوں میں ایک مرد اور ایک عورت ہو تو مرد امام کے
 داہنی جانب کھڑا ہو اور عورت پیچھے لے
 امام مقتدیوں کی بہ نسبت بلند مقام پر کھڑا نہ ہو لے
 امام اس وقت تک صلوٰۃ شروع نہ کرے جب تک تمام
 صفیں سیدھی نہ ہو جائیں لے
 صف کو ملائے، توڑے نہیں لے
 جہاں تک ہو سکے پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کوشش کرے
 کیونکہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کی بڑی فضیلت ہے ۵

۱۔ قال انسؓ اقامنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن یمنہ و اقام المرأة خلفنا (صحیح مسلم)
 ۲۔ انہم کانوا ینھون عن ذلک (ابوداؤد و عن ابی مسعود و حذیفۃ ر. سندہ صحیح برعۃ ۹۹)
 ۳۔ واذا استوینا کبر (ابوداؤد و عن النعمان۔ سندہ صحیح۔ التعليقات ۲۲۲/۱)
 ۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وصل صفا وصلہ اللہ من قطعہ قطعہ اللہ (ابوداؤد
 سندہ صحیح۔ التعليقات ۲۲۲/۱)
 ۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو یعلمون ما فی الصف الاول لاستھوا (صحیح بخاری ۸۴/۱)

آداب المساجد

جب مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے اللہ میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب مسجد سے نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو

باقی تمام دن شیطان سے محفوظ رہے گا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ

وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل احدكم المسجد فليقل (صحیح مسلم عن ابی اسید)
اذا دخل احدكم المسجد فليسلم على النبي وليقل واذا خرج فليسلم على النبي وليقل
(ابوداؤد وابن ماجہ عن ابی حمید - سندہ صحیح - صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۱/۱۵۰)

الترجیم

میں شیطان مردود سے اللہ عظمت والے کی پناہ طلب کرتا

ہوں اور اُس کے عزت والے چہرے اور اُس کی تدبیر

بادشاہت کی پناہ طلب کرتا ہوں :

جب مسجد میں داخل ہو تو اُس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو

رکعت (تحتیٰ المسجد) نہ پڑھ لے۔ اگر بھولے سے بیٹھ جائے تو یاد آتے

ہی کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھے۔ جمعہ کے خطبہ کے دوران بھی ان دو

رکعتوں کو پڑھے لیکن ہلکی پڑھے۔ بدبودار چیز کھا کر مسجد نہ آئے۔

۱۔ کان یقول اذا دخل المسجد : اعوذ (البوداؤد، سندہ صحیح۔ التعليقات ۴/۲۳)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتی یرکع رکعتین
(صحیح مسلم عن ابی قتادہ)

۳۔ دخل اعرابی..... فجلس..... فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارکعت رکعتین قال لا فامرہ
..... فركع رکعتین (رواہ احمد عن ابی سعید و صحیح الترمذی۔ بلوغ جودہ ص ۳۳) قعد

سلیک قبل ان یصلی فقال لا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارکعت رکعتین فقال لا قال قسم

فارکعما (صحیح مسلم)

عند قال اذا جاء احدکم یوم الجمعة والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیہما (صحیح مسلم)
۴۔ من اکل من هذه الشجرة المنتنة فلا یقرین مسجدنا فی رواية فلا یأتین المساجد (صحیح مسلم)

مسجد میں تھوکنہ گناہ ہے۔ اگر مسجد کی زمین کچی ہو اور اتفاق سے تھوک دے تو اسے مٹی میں دبا دے۔ لے اگر بحالت صلوٰۃ تھوکے تو سامنے نہ تھوکے، نہ دائیں طرف تھوکے بلکہ بائیں طرف تھوکے بشرطیکہ بائیں طرف کوئی نہ ہو یا بائیں پیر کے نیچے تھوکے اور اسے مٹی میں دبا دے۔ ورنہ کپڑے میں تھوکے اور اسے مسئل دے دیے۔
فرش اور جانمازوں کی صورت میں اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

مسجدوں کو صاف، ستھرا اور خوشبودار رکھا جائے۔

مسجدوں کو نہ بہت بلند بنائے، نہ اُن کو مزین

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البزاق فی المسجد خطیئۃ کفارتھا دفنھا (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام احدکم الی الصلوٰۃ فلا یبصق امامہ ولا عن یمینیہ ولیبصق عن یسارہ او تحت قدمہ فیدفنها فی رواۃ تحت قدمہ الیسری (صحیح بخاری و صحیح مسلم) والبصق تلقاء شمالک ان کان فارغاً (عبدالرزاق ۴۳۲ وسندہ صحیح وروی نحوہ ابوداؤد)

۳۔ ثم اخذ طرف رداء فصق فیہ ثورۃ بعضہ علی بعض فقال او یفعل بکذا (صحیح بخاری عن انس)
۴۔ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمناء المسجد فی الدور بان ینظف ویطیب (رواہ ابوداؤد عن عائشہ وسندہ صحیح۔ التلطیقات ۳۳۳) وامرنا ان تنظفھا (رواہ احمد وابوداؤد عن سمرۃ وسندہ صحیح۔ نیل ۲ ج ۱ ص ۱۲۸)

کر لے (یعنی مسجدیں سادگی کا نمونہ ہوں) مسجد میں مشاعرہ
 نہ کرے، نہ خرید و فروخت کرے اور نہ جمعہ کے دن صلوٰۃ
 سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھے۔

مسجد میں بلند آواز سے گم شدہ جانور کو تلاش نہ کرے
 اگر کوئی ایسا کرے تو سننے والا اُسے یہ جواب دے:-

لَا رَدَّ هَا لِلّٰہِ عَلَیْکَ

{ اللہ وہ جانور تجھے نہ لوٹائے۔ }

اگر کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھے تو

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما امرت بتشیید المساجد (رواہ ابوداؤد عن ابن عباس
 وسندہ صحیح۔ التعليقات ۲۲۴) صحابہ جہان (نیل ج ۲ ص ۱۲۵) وقال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اشراط الساعة ان یقباض الناس فی المساجد
 (رواہ النسائی و ابوداؤد وسندہ صحیح۔ التعليقات ۲۲۴) صحابہ خزیمہ (نیل ج ۲ ص ۱۲۵)
 ۲۔ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تناشد الاشعار فی المسجد وعن البیع والاستئجار
 فیہ ان یتحلق الناس یوم الجمعة قبل الصلوة فی المسجد (رواہ ابوداؤد و الترمذی و
 صحابہ خزیمہ (مرعاة جلد ۲ ص ۱۴۸) (حسنہ الالبانی (التعليقات ۲۲۸) {
 ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع رجلاً ینشد ضالاً فی المسجد فلیقل لا ردها اللہ
 علیک (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ ر)

یہ کہے:-

لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ

اللہ تجھے تجارت میں نفع نہ دے

مسجد میں اپنے لئے کوئی جگہ مخصوص نہ کرے یہ
جب اچھی طرح سے وضوء کر کے مسجد کے لئے روانہ
ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں
میں نہ ڈالے یہ

مسجد میں بھی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ
کی انگلیوں میں نہ ڈالے یہ

۱۔ رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ وحسنہ ومجملہ الحاکم وصحیحہ الالبانی۔ (التعلیقات ۲/۲۸)
۲۔ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یوقن الرجل المکان فی المسجد ذرواہ ابوداؤد و
النسائی عن عبد الرحمن بن شبل وسندہ حسن۔ (التعلیقات ۱/۲۸۳)
۳۔ اذا توفیاً احدکم فاحسن وضوءہ ثم خرج عامداً الی المسجد فلا یشکک بین اصابعہ فانه
فی الصلوۃ {رواہ احمد وابوداؤد وسندہ حسن} پر مرقۃ ۲/۱۵۱ ورواہ الحاکم وسندہ صحیح ۱/۲۸۳
۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان احدکم فی المسجد فلا یشکک {رواہ احمد بسند حسن عن
غلام ابی سعید بسند جید عن کعب بن عجرۃ۔ بلوغ الامانی جزو ۲ ص ۵۳}

مسجد میں داخل ہو تو پہلے سیدھا پیر اندر رکھے اور
جب نکلے تو پہلے اُلٹا پیر باہر نکالے۔^۱
مسجد کی دیوار پر تھوک دیکھے تو اُسے کھرج کر اُس جگہ
خوشبو لگا دے۔^۲

بحالتِ جنابت کوئی مرد یا عورت مسجد میں داخل نہ ہو
جب تک نہانہ لے۔ اور نہ کوئی عورت اذیتِ ماہانہ کی
حالت میں مسجد میں داخل ہو جب تک نہانہ لے۔^۳
مسجد میں نہ قصاص لے اور نہ حد قائم کرے۔^۴

۱۔ من السنۃ اذا دخلت المسجدان تبدأ برجلک الیمینی..... الخ (رواہ الحاکم وسکت علیہ
الحافظ۔ فتح الباری جزء ۲ ص ۶۹) وصحیح الحاکم والذہبی (المستدرک جزء ۱ ص ۲۱۸)
۲۔ رأی خاتمة..... فحکما (صحیح بخاری وصحیح مسلم) دعا بخلق فمغضب (رواہ احمد
سندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۲ ص ۵۶)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا اهل المسجد لحائض ولا جنب (رواہ ابوداؤد
وصحیح ابن خزیمہ۔ مرعاة جلد اول ص ۵۱۹)

۴۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحیی ان یتقاد بالمسجد وان تنشد الاشعاع وان تقام فیہ الحدود
(احمد ۳۳۴، ابوداؤد۔ سندہ حسن۔ ارواہ الخلیل جزء ۱ ص ۳۶۱ ولہ شواہد)

متفرق مسائل

مقبرہ اور حمام میں صلوٰۃ نہ پڑھے یہ نہ قبر کی طرف منہ کر کے صلوٰۃ پڑھے یہ

نجاست اور جانوروں کو ذبح کرنے کے مقامات، راستوں اور اونٹوں کے باڑوں میں اور کعبہ کی چھت پر صلوٰۃ نہ پڑھے یہ فرض کے علاوہ دوسری صلاتوں کا ثواب بہ نسبت مسجد کے گھر میں زیادہ ملتا ہے یہ اگر کہیں جگہ نہ ملے سوائے بکریوں اور اونٹوں کے باڑے کے تو بکریوں کے باڑے میں صلوٰۃ ادا کرے یہ

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الأرض كلها مسجد إلا المقبرة والحمام (رواہ ابوداؤد والترمذی وسندہ صحیح (مرعاة جلد اول ص ۴۸۴) {

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصلوا إلى القبور (صحیح مسلم عن ابی مرثد رض)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیع موطن لا تجوز فیہا الصلوٰۃ..... الخ (رواہ ابن ماجہ عن عمر بن عبد الرحمن وسندہ حسن (مرعاة جلد اول ص ۴۸۵) {

۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ المرء فی بیتہ أفضل من صلاتہ فی مسجدی هذا الا المكتوبة (رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ الترمذی والمنذری (مرعاة جلد اول ص ۴۸۱) {

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان افضل الصلوة صلاة المرء فی بیتہ الا المكتوبة (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب صلاة اللیل ۱۸۶) ۵۔ ان لم تجد الا مرايض الغنم و

انہ (ابن ماجہ) سندہ صحیح صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب صلاة اللیل ۱۸۶

امامت

امام اُسے بنایا جائے جو کتاب اللہ کا سب سے بڑا قاری ہو۔ اگر اس میں سب برابر ہوں تو امام اُسے بنایا جائے جو سنت کا سب سے زیادہ عالم ہو، اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو امام اُسے بنایا جائے جو ہجرت میں سب سے مقدم ہو! اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو امام اُسے بنایا جائے جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔

اگر کتاب اللہ کا سب سے بڑا قاری کوئی نابالغ لڑکا ہو تو امام اُسے ہی بنایا جائے۔ اگر کتاب اللہ کا سب سے

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم القدر اقرأتم کتاب اللہ... فاعلمہم بالسنتہ...
 فاقدمہم بحجرۃ... فاقدمہم سناً (صحیح مسلم عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)
 ۲۔ عن عمرو بن سلمۃ قال فلم یکن احدا کثر قرآناً منی... فقد مونی بین ایدیہم وانا
 ابن ست او سبع سنین (صحیح بخاری)

بڑا قاری غلام ہو تو اُسے امام بنایا جائے۔
 جو شخص صلوٰۃ میں قبلہ کی طرف تھو کے اُسے امام
 نہ بنایا جائے۔

کوئی شخص دوسرے کی جائے حکومت یا اُس کے گھر
 میں بغیر اُس کی اجازت کے امامت نہ کرے۔
 کوئی شخص ایسی حالت میں کسی قوم کی امامت نہ کرے
 کہ قوم کے لوگ اُسے ناپسند کرتے ہوں۔

۱۔ لما قدم المهاجرون الاولون المدينة كان يؤمهم سالم غلام ابى حذيفة وكان اكثهم
 قرأنا (صحیح بخاری عن ابن عمر)

۲۔ ان رجلا ام قوما فبصق في القبلة..... فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يصلي لكم
 (ابوداؤد عن السائب، سكت عنه المنذرى - مرعاة ۱۹۳ - وروى الطبرانی نحوه عن ابن عمر
 وسنده صحيح - التعليقات ۲۳۲/)

۳۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤمن الرجل الرجل في سلطانة..... الا
 باذنه في رواية لا يؤمن الرجل الرجل في احله (صحیح مسلم عن ابی مسعود)
 ۴۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة لا ترفع لهم صلواتهم فوق رؤسهم شبرا، رجل
 (ام قوماؤهم له كارهن..... (رواه ابن ماجه عن ابن عباس وسنده صحيح - مرعاة جلد ۱ ص ۱۵)

امام کو چاہیے کہ ہلکی صلوٰۃ پڑھائے۔^۱
 اگر امام کی آواز سب کو سنائی نہ دے تو کوئی دوسرا آدمی
 بلند آواز سے اللہ اکبر کہے۔^۲
 امام مقتدیوں کی بہ نسبت بلند مقام پر کھڑا نہ ہو۔^۳
 جب کسی قوم سے ملنے جائے تو ان کو صلوٰۃ نہ پڑھائے۔ انہی
 میں سے کوئی آدمی صلوٰۃ پڑھائے۔^۴

- ۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم للناس فلیخفف (صحیح بخاری و
 صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)
 ۲۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بالناس و ابو بکر یسعدہم التکبیر (صحیح بخاری کتاب
 الصلوٰۃ باب من اسمع الناس تکبیر الامام ۱۸۲/۱ و صحیح مسلم باب اختلاف الامام ۱۷۹)
 ۳۔ ان عذیفة ام الناس بالمذائن علی دکان فاخذ ابو سعود.... فقال الم تعلم انکم کانوا
 ینہون عن ذلک (ابوداؤد۔ سندہ صحیح۔ مرعاة ۲/۹۹)
 ۴۔ اذا زار احدکم قوما فلا یصل بہم ویصل بہم رجل منهم (مسند احمد۔ سندہ صحیح۔ صحیح
 الجامع لصغیر لابانی ۱/۱۶۲)

۱۷ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم واقتدوا بضعفيم (رواه احمد والاربعة - بلوغ ۳/۲۷ و
سند صحيح - التعليقات ۱/۱۱۱)

۲۷ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لا قوم في القلوة اريد ان اطول فيها فاسمع بقاء
الصبي فاجوز في صلوتي كما هيته ان اشد على امره (صحیح بخاری عن ابی قتادة ؓ)
۲۸ عن انس قال اقيمت القلوة فاقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجه فقال اقيموا
صفوفكم وترضوا (صحیح بخاری باب اقبل الامام على الناس)

عن ابی مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح مناکبنا فی القلوة ویقول استموا (صحیح مسلم) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتخلل القفوف من ناحية الی ناحية یمسح مناکبنا وصدورنا (رواه النسائی و ابوداؤد و الترمذی و النسائی و سننه صحیح)

جو شخص فرض صلوٰۃ پڑھ چکا ہو وہ دوسرے لوگوں کو فرض
 صلوٰۃ پڑھا سکتا ہے، امام کی یہ صلوٰۃ نفل ہوگی۔ لے
 نابینا کو امام بنایا جا سکتا ہے۔
 اگر کسی مجبوری کی وجہ سے امام بیٹھ کر صلوٰۃ پڑھائے
 تو مقتدی بھی بیٹھ کر صلوٰۃ پڑھیں گے۔

لے کان معاذ یصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یاتی قومہ فیصلی بہم (صحیح بخاری و صحیح مسلم
 عن جابر بن عبد اللہ) فیصلی بہم وہی لہ نافرہ (مصنف عبد الرزاق و سندہ صحیح مرعاة جلد ۲ ص ۱۳۶)
 لے استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن اُمّ مکتوم یوم الناس وهو اعمی (رواہ ابوداؤد
 عن انس و سندہ صحیح! التعليقات ۲۵ وروی خود ابو یعلی عن عائشہ و رجالہ رجال الصحیح مرعاة ج ۲ ص ۲۷)
 لے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی جالس فصلوا جلوسا (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

امام فرض صلوٰۃ کا سلام پھیرنے کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے
 اتنے عرصہ بیٹھے جتنے عرصہ میں ”اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ
 وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ“
 پڑھا جا سکے۔ پھر اُسے چاہیے کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے
 اس طرح بیٹھ جائے کہ اس کی بیٹھ قبلہ کی طرف نہ ہو بلکہ منہ خواہ
 سیدھی طرف موڑ کر بیٹھے یا الٹی طرف موڑ کر بیٹھے لیکن زیادہ تر
 سیدھی طرف موڑ کر بیٹھے رہے

۱۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام ومنك
 السلام تباركت يا ذا الجلال والاکرام (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد
 الصلوٰۃ جزء اول صفحہ ۲۳۸)

۲۔ عن البراء کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم احببنا ان نكون عن یمنینہ یقبل
 علینا بوجہہ (صحیح مسلم ۲۸۶/۱)

۳۔ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ (صحیح مسلم عن انس رضی) رأیت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن شمالہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن مسعود رضی)

۴۔ عن البراء کنا اذا صلینا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم احببنا ان نكون عن یمینہ یقبل
 علینا بوجہہ (صحیح مسلم ۲۸۶/۱)

اگر امام بیٹھ کر صلوٰۃ پڑھائے اور اپنے دائیں طرف کسی
کو نائب بنا کر کھڑا کر لے تو پھر مقتدی کھڑے ہو کر صلوٰۃ پڑھ
سکتے ہیں۔

اگر امام کھڑے ہو کر صلوٰۃ نہ پڑھا سکے تو وہ کسی دوسرے کو
امام بنا کر خود اس کے پیچھے بیٹھ کر صلوٰۃ ادا کر سکتا ہے۔

لباس

عورت بغیر دوپٹے کے صلوٰۃ نہ پڑھے اور نہ ایسی حالت
میں صلوٰۃ ادا کرے کہ اس کے قدموں کی پشت کھلی

۱۔ فاجلساہ الی جنب ابی بکر فجعل ابوبکر یصلی وهو یا تم بصلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والناس بصلاۃ ابی بکر والنبی صلی اللہ علیہ وسلم قاعد (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب
انما جعل الامام لیؤتم بہ ۱/۷۶)

۲۔ عن عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ عنہا صلی اللہ علیہ وسلم خلف ابی بکر فی مرضہ التی مات
فیہ قاعدا (رواہ الترمذی وصحہ فی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء اذا صلی الایام قاعدا فصلوا
تعودا ۱/۱۱۷ وروی الترمذی نحوه عن انس رضی اللہ عنہ صحیح ۱/۱۱۸)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقبل صلوٰۃ حائض الا بخمار (رواہ الترمذی و
حسنہ وصحہ الحاکم (مرعاۃ ۲/۲۱۰)

ہونی ہو۔ کندھوں پر اس طرح کپڑا نہ ڈالے کہ دونوں طرف لٹکتا ہے،
 نہ کپڑے وغیرہ سے منہ کو ڈھلکے۔ جوتے پہن کر صلوٰۃ پڑھی جاسکتی ہے۔
 اگر جوتے پہن کر صلوٰۃ ادا نہ کرے تو انہیں اتار کر بائیں
 طرف رکھ لے، اگر بائیں طرف کوئی آدمی ہو تو دونوں پیروں
 کے درمیان رکھے۔

مرد ہو یا عورت صلوٰۃ پڑھتے وقت کامل اور زینت
 دینے والا لباس پہننے لگے۔

اگر کسی کے پاس صرف ایک ہی چادر ہو تو وہ اس کو

۱۔ اذاکان الدرع سابقاً لفظی ظہور قد میھا ازاء البوداؤد عن ام سلمۃ رحمہما اللہ وقواہ
 الشوکانی (مرعاۃ جلد ۱ ص ۵۰) {وصحہ الذہبی (المستدرک ج ۱۵)}

۲۔ عن ابی سلمۃ قال سألت انساً کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسبی فی نعلیہ قال نعم (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۳۹)
 ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلی احدکم فلا یضع نعلیہ عن یمنیہ ولا عن یسارہ فیکون
 عن یمین غیرہ الا ان لا یکون علی یسارہ احد ویضعہما بین رجلیہ (البوداؤد وسندہ صحیح۔
 مرعاۃ ج ۱ ص ۵۰) وفی روایۃ اولیصل فیہما ابوداؤد وسندہ صحیح۔ (التعلیقات ج ۱ ص ۲۳۹)

۴۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ اخذوا زینتکم عند کل مسجد (الاعراف - ۳۱)
 ۵۔ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن السدل فی الصلوٰۃ وان یغلی الرجل فاه (رواہ ابوداؤد
 وسندہ حسن۔ التعلیقات ج ۱ ص ۲۳۹ وصحہ الحاکم والذہبی۔ التعلیقات لاحمد شاکر علی الترمذی)

اس طرح اوڑھے کہ کندھے ڈھک جائیں یہ
جس لباس کو پہن کر صحبت کی ہو اس کو پہن کر صلوٰۃ
پڑھی جاسکتی ہے یہ اگر جماع کرتے وقت کپڑے میں نجاست لگ
جائے تو اسے دھو ڈالے عہ

فہرہ

جب صلوٰۃ پڑھنے کھڑا ہو تو اپنے سامنے پالان کی پھلی
لکڑی کے مثل (یعنی تقریباً ۳۰ سینٹی میٹر اونچی) کوئی چیز رکھ
لے تاکہ اگر کوئی سامنے سے نکلنا چاہے تو نکل جائے یہ
نیزہ، تیریا بر بھی بھی سامنے کاڑ سکتا ہے یہ

۱۔ لا یصلین احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقہ منہ شیء (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ
واللفظ لمسلم) ۲۔ عن معاویۃ انہ سأل ام حبیبۃ حل کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یصلی فی الثوب الذی یجامعانیہ فقالت نعم اذا لم یرفہ اذی (رواہ ابو داؤد و رجالہ ثقات۔ نیل
۱۰۰/۲ و سندہ صحیح) ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع احدکم بین یدیه مثل مؤخرۃ
الرجل فلیصل ولا یبال من مر وراء ذلک (صحیح مسلم عن طلحۃ) ۴۔ والعنصرۃ.... تنصب بالمصلۃ
بین یدیه فیصل الیہا (صحیح بخاری عن ابن عمر رض) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیستتر لصلاتہ
ولو بسہم (رواہ احمد عن سبرۃ و سندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۳ ص ۱۲۸) ۵۔ کنت اغسل الجنابۃ من ثوب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری ۱/۶۷)

اپنی سواری کو سامنے بٹھا کر بھی صلوٰۃ پڑھ سکتا ہے ۱؎
 امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے ۲؎
 مصلیٰ کے سامنے سے ہرگز نہ گزرے ۳؎
 اگر کوئی شخص مصلیٰ اور سترہ کے درمیان سے گزرنا چاہے
 تو مصلیٰ کو چاہیے کہ اُسے روک دے، اگر وہ نہ مانے تو اُس
 سے لڑے (لیکن سامنے سے نہ نکلنے دے) ۴؎
 مصلیٰ کے سامنے اگر کوئی شخص لیٹا ہوا ہو تو کوئی حرج
 نہیں ہے

- ۱؎ کان یعرض راحلۃ فیصلی الیہا (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمر رض)
 ۲؎ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی العنزة بالناس و رأیت الناس فالدواب یمرّون
 بین یدی العنزة (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی جحیفۃ رض)
 ۳؎ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو علم المؤمن یدی المصلی ماذا علیہ لکان ان یقف
 اربعین (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی جحیفۃ رض)
 ۴؎ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ضل احدکم الی شیء.... فاراد احدان یجازین یدیرہ
 فیدفعہ ذان الی فلیقاتک (صحیح بخاری عن ابی سعید رض)
 ۵؎ عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل وانا معترضة بینہ و بین القبلة (صحیح
 بخاری و صحیح مسلم)

سُترہ کو اپنے قریب رکھے یہ
 اگر سامنے رکھنے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو ایک خط ہی
 کھینچ لے یہ

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا عملت احکم الی سترۃ فلیکن منها (یا ما بوداؤد
 عن اسئل بن مسعود الحاکم ووافقه الذہبی (مرعاة جلد ۱ ص ۱۵۱) {
 ۲۔ ان لم یکن معک صفا فلیخط خطا (رواہ احمد و البیہقی و ابن جریر و ابن حبان و ابن
 خلیفہ ج ۳ ص ۱۵۱) و صحاح احمد و ابن ابی نعیم (بلوغ جز ۱ ص ۱۲۸)

تعدادِ رکعات

فجر :- ۲ سنت - ۲ فرض -

ظہر :- ۴ یا ۲ سنت - ۴ فرض - ۲ سنت -

۲ مستحب -

عصر :- ۲ یا ۴ مستحب - ۴ فرض -

۱۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا طلع الفجر صلی رکعتین (صحیح مسلم عن عائشہ)
قال ابن عمر حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.... رکعتین قبل الغداة
(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۲۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قبل الظهر اربعاً... یصلی رکعتین (بعد الظهر) (صحیح مسلم
عن عائشہ رض) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حافظ علی اربع رکعات قبل
الظهر و اربع بعدھا حرمة اللہ علی النار لبعاء احمد و ابو داؤد و النسائی و الترمذی
و محمّد الترمذی قال ابن عمر حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین قبل
الظهر و رکعتین بعد الظهر (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ امرأۃ صلی قبل العصر اربعاً لبعاء احمد و ابو
داؤد و الترمذی حسن الترمذی و طحاوی و خزیمہ و ابن حبان. مراۃ جلد ۲ ص ۱۵۱ کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قبل العصر رکعتین (ابو داؤد و سننہ حسن. التلطیف - ۱۵۱)

مغربی :- ۲ مستحب - ۳ فرض - ۲ سنت -

عشاء :- ۴ فرض - ۲ سنت - ۲ مستحب

جمعہ :- ۲ فرض - ۴ سنت -

عید :- ۲ فرض -

تہجد یا تراویح یا وتر :- ۱۲ یا ۱۰ یا اس سے کم (جفت تعداد میں) مستحب - سنت یعنی وتر

نوٹ: مستحب سے مراد وہ نوافل ہیں جن کا ذکر احادیث میں ملتا ہے اور جن کی عام نوافل سے زیادہ فضیلت ہے۔

۱۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بالناس المغرب ثم یقول فیصلی رکعتین (صحیح مسلم عن عائشہ رضی اللہ عنہا) کتا فصلی علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین بعد غروب الشمس قبل صلوۃ المغرب (صحیح مسلم عن انس رضی اللہ عنہ) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین کل اذانین صلاة... لمن شاء (صحیح بخاری عن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلیا قبل صلوۃ المغرب قال فی الثالثة لمن شاء (صحیح بخاری عن عبد اللہ المزنی) و زاد ابو داؤد "رکعتین" وسندہ صحیح۔ (فتح الباری جزء ۳ ص ۲۸۷)

۲۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بالناس العشاء... فیصلی رکعتین (صحیح مسلم عن عائشہ رضی اللہ عنہا) فصلی البقی صلی اللہ علیہ وسلم العشاء ثم جاء الی منزلہ فصلی اربع رکعات (صحیح بخاری عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم بعد الجمعة فصلوا اربعاً (بقیہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

متفرق مسائل

- (۱) دو صلاتوں (یعنی فرض اور سنت وغیرہ) کے درمیان فصل کرے۔ سلام پھیرتے ہی فوراً دوبارہ نیت نہ باندھے جب تک بات نہ کر لے یا اس جگہ سے ہٹ نہ جائے۔
- (۲) صبح کی سنتیں پڑھ کر تھوڑی دیر سیدھی کروٹ لیٹ جائے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیٹنے کا حکم دیا ہے۔

{ حاشیہ یقینہ گزشتہ صفحہ } (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ) ؓ عن عمر بن الخطاب قال صلوۃ السفر رکعتان وصلاة الاضطی رکعتان وصلاة الفطر رکعتان وصلاة الجمعة رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ ابن خزيمة - سندہ صحیح - قد روی من طریق اخری باسانید رجالها ثقات - نیل ۳۳۰ ورواہ البیہقی بسند صحیح عن عمر موقوفاً - بلوغ النبیین) ۴۳۰ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ اللیل مثنی مثنی فاذا اردت ان تنصرف فارکع رکعتی توتر لک اصلیت (صحیح بخاری باب اِجاء فی التمر)

حاشیہ صفحہ ۱۴۱ ؓ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا نوصل صلاة حتی تکلم او نخرج (صحیح مسلم کتاب الجمعة عن معاویہ رض)

۴۳۰ اذا صلی رکعتی الفجر یضطجع علی شقہ الايمن (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشہ رض) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم رکعتی الفجر فلیضطجع علی یمنہ (رواہ ابوداؤد والترمذی وندہ صحیح (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۴۱))

(۳) عصر کی ۴ رکعتیں جو فرض سے پہلے پڑھی جائیں اُن میں دو رکعت پر سلام پھیرنا چاہیئے۔

(۴) دن اور رات کے تمام نوافل اور سنتوں میں ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔

(۵) نوافل بیٹھ کر پڑھے جاسکتے ہیں لیکن ثواب آدھا ملے گا۔ اگر لیٹ کر پڑھے گا تو بیٹھ کر پڑھنے والے کے ثواب کا نصف ثواب ملے گا۔

(۶) مکہ معظمہ میں جمعہ کی نماز کے بعد آگے بڑھ کر ۲ رکعت پڑھے، پھر آگے بڑھ کر چار رکعت پڑھے۔

۱۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قبل العصر اربع رکعات یفصل بینہن بالتسليم (رواہ الترمذی والنسائی وحسنہ الترمذی والالبانی۔ التعلیقات جلد ۱ ص ۳۶۸)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوة اللیل والنہار متنتی متنتی (رواہ ابو داؤد عن ابن عمر صحیح بخاری۔ نیل جند ص ۶۷)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی قاعدۃ اقلہ نصف اجر القائم ومن صلی نامۃ اقلہ نصف اجر القاعد (صحیح بخاری باب صلاۃ القاعد)

۴۔ کان ابن عمر اذ صلی الجمعة بمكة تقدم فصلی رکعتین ثم يتقدم فیصلی اربعاً.... قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ (رواہ ابو داؤد وسندہ صحیح۔ التعلیقات ص ۳۶۴)

(۷) جب صبح کی صلوٰۃ کے لئے مسجد روانہ ہو تو یہ دُعا

پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ لِسَانِيْ
نُوْرًا وَّ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا
وَّ فِيْ عَصِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ لَحْيِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ
دَحْيِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ شَعْرِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ بَشْرِيْ
نُوْرًا وَّ عَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّ عَنْ يَسَارِيْ
نُوْرًا وَّ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّ تَحْتِيْ نُوْرًا وَّ اَمَامِيْ
نُوْرًا وَّ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ لِيْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ
فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَّ اعْظُمْ لِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ
اَعْطِنِيْ نُوْرًا

اے اللہ میرے دل کو نور سے معمور کر دے، میری زبان میں
نور کر دے، میری آنکھ میں نور کر دے، میرے کان میں نور

کر دے، میرے رگ و ریشہ میں نور کر دے، میرے گوشت میں
 نور کر دے، میرے خون میں نور کر دے، میرے بالوں میں
 نور کر دے، میری جلد میں نور کر دے، میرے داہنی طرف
 نور کر دے، میرے بائیں طرف نور کر دے، میرے اوپر
 نور کر دے، میرے نیچے نور کر دے، میرے آگے نور کر دے
 میرے پیچھے نور کر دے، میرے لئے نور کر دے، میرے
 نفس میں نور کر دے، میرے لئے نور کو بڑا کر دے، اے
 اللہ مجھے نور عطا فرما۔^۱

(۸) جمعہ کے فرضوں سے پہلے مستحب رکعات کی تعداد مقرر
 نہیں ہے صبح صادق کے بعد علاوہ فرض کے صرف دو سنت پڑھے^۲۔

۱۔ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوة وهو یقول اللہم اجعل فی قلبی
 نوراً (صحیح مسلم عن ابن عباسؓ)
 ۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غفل..... فغفل ما قدر له..... (صحیح
 مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) لا تعملوا بعد الفجر الا سجدتین (البوداد بن ماجہ، سندہ صحیح۔
 صحیح الجامع الصغیر ۵/۹۲)

مسنون قرأت

فجر

فرضوں میں:- سورہ 'ق' ۱۰۰۔ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۱۰۱۔

سورہ مؤمنون ۱۰۲۔ سورہ حجرات

تاسورہ بروج، دونوں رکعتوں میں سے ہر رکعت

میں پوری سورہ زلزال، سورہ طور، سورہ واقعہ

یس ۱۰۳، صفت ۱۰۴ فجر کی صلوٰۃ میں ۶۰ تا ۱۰۰

آیات کی تلاوت کی جائے ۱۰۵

۱۰۶ صحیح مسلم عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ صحیح مسلم عن عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ صحیح مسلم عن عبد اللہ

بن السائب رضی اللہ عنہ رواہ النسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ صحیح (مرعاۃ جلد ۱ ص ۶۱۹)

۱۰۷ رواہ ابوداؤد و سندہ صحیح (التعلیقات ۱/۲۳۳)۔

۱۰۸ صحیح بخاری عن ام سلمۃ باب طواف النساء و باب من صلی رکعتی الطواف خارجا من المسجد

۱۰۹ ابن خزيمة جلد ۱ ص ۲۶۵ و سندہ صحیح۔ ۱۱۰ رواہ احمد و سندہ صحیح۔ صلوٰۃ النبی

لللابانی ص ۲۳۱۔ ۱۱۱ رواہ ابویعلی و المقدسی فی المختارۃ۔ صلوٰۃ النبی للالبانی

ص ۱۰۸۔ ۱۱۲ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصبح.... و یقرأ فیہا ما بین السین الی

المائۃ (صحیح بخاری کتاب المواقیب)

جمعہ کے دن: اَلْحَمْدُ تَنْزِيلِ پہلی رکعت میں اور هَلْ

آتِی عَلَی الْاِنْسَانِ دوسری رکعت میں یہ

سفر میں: سُورَةُ الْفَلَقِ اور سُورَةُ النَّاسِ یہ

سنتوں میں: قُلْ يَٰٓاَيُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

یا

پہلی رکعت میں یہ آیت پڑھے :-

قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا

اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ

وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَا اُوْتِیَ

النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ وَ

وَنُحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ (البقرة - ۱۳۶)

۱۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی

۲۔ رواہ احمد و ابوداؤد و النسائی و سندھ صحیح - التعلیقات و

۳۔ صحیح مسلم -

اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھے :-
 فَلَمَّا أَحَسَّ عِيشِي مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ
 أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ
 اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝
 (آل عمران - ۵۲) ۱۰

ظہر

فرضوں میں :- وَاللَّيْلِ ۱۰، سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۲۰

۱۰ صحیح مسلم عن ابن عباس رض
 ۲۰ صحیح مسلم عن جابر بن سمرة رض
 ۳۰ صحیح مسلم عن جابر بن سمرة رض

بُرُوج و طَارِق ۛ

شَمْس و انْشِقَاق و غَاشِيَة ۛ

پہلی دو رکعتوں میں تقریباً تیس آیتیں
اور آخری دو میں تقریباً پندرہ پندرہ ۛ

عصر

فرضوں میں: بُرُوج و طَارِق ۛ، لَيْل و شَمْس ۛ

پہلی دو رکعتوں میں تقریباً پندرہ پندرہ آیتیں
اور آخری دو میں اس کا نصف ۛ

مغرب

فرضوں میں: طُور ۛ، وَالْمُرْسَلَت ۛ

ۛ رواہ ابوداؤد والترمذی وصحاح الترمذی
ۛ ابن خزیمہ وسند صحیح (ابن خزیمہ جلد اول ص ۲۵۷) ۛ صحیح مسلم عن ابی سعید ر.ہ.
ۛ رواہ ابوداؤد والترمذی وصحاح الترمذی ۛ ابن خزیمہ وسند صحیح (ابن خزیمہ جلد اول ص ۲۵۷)
ۛ صحیح مسلم عن ابی سعید ر.ہ ۛ صحیح بخاری وصحیح مسلم عن جریر بن مطعم ر.ہ.
ۛ صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ام الفضل ر.ہ.

اعراف (دو رکعتوں میں متفرق مقامات سے) ۱۷
 پہلی دو رکعتوں میں سورہ لَمْ یَكُنْ سے آخر
 قرآن مجید تک کی سورتیں ۱۸ سورہ محمد و سورہ تین ۱۹

عشاء

فرضوں میں: ۲۰ سورہ وَالشَّمْسُ، سورہ وَالضُّلُی، سورہ
 وَاللَّیْل، سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ
 الْأَعْلٰی ۲۱

پہلی دو رکعتوں میں سورہ بُرُوج سے سورہ
 لَمْ یَكُنْ تک کی سورتیں ۲۲ سورہ اِقْرَأْ ۲۳
 سورہ وَالَّتِیْن ۲۴ سورہ اِذَا السَّمَاءُ

۱۷ رواہ النسائی عن عائشة وسنده صحیح۔ (التعلیقات ۱/۲۶۸) ۱۸ رواہ النسائی عن ابی ہریرۃ ر
 وسنده صحیح (مرعاة جلد ۱ ص ۶۱۹) ۱۹ طبرانی والمقدسی وسنده صحیح۔ صلاة النبی للالبانی ص ۱۱۱
 ۲۰ احمد الطیالسی وسنده صحیح۔ صلاة النبی ص ۱۱۱ ۲۱ صحیح بخاری وصحیح مسلم عن جابر ر
 ۲۲ رواہ النسائی عن ابی ہریرۃ ر وسنده صحیح (مرعاة جلد ۱ ص ۶۱۹) ۲۳ صحیح مسلم عن جابر ر
 ۲۴ صحیح بخاری وصحیح مسلم عن البراء ر

اَلشَّقْتُ ۛ

جمعه

سُورَةُ جُمُعَةٍ اور سُورَةُ مَنَافِقُونَ ۛ يَا سُوْرَةُ
جُمُعَةٍ اور سُورَةُ هَلْ اَتَاكَ ۛ يَا
سَيِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰ اور هَلْ
اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۛ

عبد

سُورَةُ ق، وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ اور سُورَةُ
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ۛ يَا
سَيِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰ اور هَلْ
اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۛ

ۛ صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ رض
ۛ صحیح مسلم عن النعمان بن بشیر رض
ۛ صحیح مسلم کتاب الجمعة عن النعمان بن بشیر رض
ۛ صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض
ۛ صحیح مسلم کتاب العیدین عن ابی واقد رض

متفرق مسائل

کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے مقابلہ میں بلند آواز سے قرأت نہ کرے۔ اگر قرآن مجید یاد نہ ہو سکے تو اُتْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے۔ جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھے تو پڑھنے والا جواب میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے۔ اگر امام قرأت میں غلطی کرے تو مقتدی بتا دے۔

نوٹ :- قرأت کے باقی مسائل ”قیام“ کے عنوان کے تحت ص ۱۸۱ تا ص ۱۸۵ پر بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخبر بعضکم علی بعض بالقرآن فی رواہ مالک احمد عن البیاضی وسندہ صحیح ورواہ النسائی عن ابی سعید وسندہ صحیح (مرآۃ ج ۱ ص ۶۲۳)

۲۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قال سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (رواہ احمد وابوداؤد وسندہ صحیح۔ مرآۃ ج ۱ ص ۶۲۴)

۳۔ صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ فیہا فلبس علیہ فلما انصرفت قال لابی..... ما منعک (رواہ ابوداؤد بسند صحیح۔ صلاة النبی للالبانی ص ۱۳)

۴۔ فان کان معک قرآن فاقرأ والا فاحمد الله وکبره وھللہ ثم ارجع (رواہ الترمذی فی حدیث المسنی صلاتہ وسندہ صحیح۔ التعليقات ص ۲۵۳)

وہ اوقات جن میں صلوٰۃ پڑھنا منع ہے

- ① طلوعِ آفتاب کے وقت۔ ۱؎
- ② غروبِ آفتاب کے وقت۔ ۲؎
- ③ نصف النہار کے وقت۔ ۳؎
- ④ صلوٰۃ فجر کے بعد جب تک سورج بلند اور سفید نہ ہو جائے۔ ۴؎
- ⑤ صلوٰۃ عصر کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے۔ ۵؎

۱؎ دہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز احدکم فیصلی عند طلوع الشمس ولا عند غروبها (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی عمر) ۲؎ و عین یقوم قائم الظہیر (صحیح مسلم عن عقبہ بن عامر) ۳؎ و ۴؎ لا صلوٰۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس لا صلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس (صحیح بخاری) و ۵؎ و لا صلوٰۃ بعد صلوٰۃ العصر حتی تغرب الشمس ولا صلوٰۃ بعد صلوٰۃ الفجر حتی تطلع الشمس (صحیح مسلم) فلما ارتفعت الشمس و ابیاحت قام فصلی (صحیح بخاری باب الاذان بعد ذهاب الوقت)

متفرق مسائل

صبح کی سنتیں اگر جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے رہ جائیں تو وہ فرض کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہیں (بشرطیکہ طلوع آفتاب شروع نہ ہوا ہو)، اگر طلوع شروع ہو گیا ہو تو سویرے کے بلند اور سفید ہو جانے کے بعد پڑھے۔ اگر صلوٰۃ فجر کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے اور صلوٰۃ عصر کی ایک رکعت غروب آفتاب سے پہلے مل جائے تو ان صلاتوں کو پورا کر لے۔

نوٹ :- طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت

۱۔ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً یصلی بعد صلوٰۃ الصبح رکعتین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الصبح رکعتین فقال الرجل انی لم اکن صلیت الركعتین اللتین قبلہما فصلیتہما الان فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ ابن خزيمة عن قیس بن سعید (مرعاۃ ۲۶۸) ۲۔ من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلتہما بعد ما تطلع الشمس (رواہ الترمذی و مسند صحیح۔ نیل الاوطار جزء ۲ ص ۲۱) لا صلوٰۃ بعد الصبح حتی ترتفع الشمس (صحیح بخاری) ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادرك رکعة من الصبح قبل ان تطلع الشمس فقد ادرك الصبح..... (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض) و فی زیۃ البخاری فلیتم صلوٰۃ۔

صلوٰۃ اس لئے منع ہے کہ ان اوقات میں کفار سُورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور نصف النہار کے وقت اس لئے منع ہے کہ اس وقت جہنم کو دہکایا جاتا ہے۔

جماعت

مردوں کو جماعت سے صلوٰۃ ادا کرنا بہت ضروری ہے۔
تین آدمی جہاں کہیں بھی ہوں انہیں جماعت سے صلوٰۃ ادا کرنا چاہیے۔
بلکہ دو کو بھی جماعت سے صلوٰۃ ادا کرنا چاہیے۔

اگر اذان کی آواز آتی ہو تو ناپیدنا کو بھی جماعت سے صلوٰۃ

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جئنا یسجد لہما الکفار (صحیح مسلم عن عمرو بن عبسہ)
۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جئنا یسجد لہما جہنم (صحیح مسلم عن عمرو بن عبسہ)
۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لقد ہمت ان امر بقطب۔۔۔۔۔ ثم اختلف الی رجال (فذا
روایہم لایہمذون بصلوٰۃ) فارز علیہم یوتہم (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ بدوی مسلم نحوہ)
۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ثلاثۃ فی قریۃ ولا بدو لا نقام فیہم الصلوٰۃ الا استخوذ علیہم
الشیطان (رواہ ابوداؤد عن ابی الدرداء وسندہ صحیح۔ نیل الاوطار ج ۲ ص ۲)
۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذنا وایمانہم لیومکما اکبرکما (صحیح بخاری)

پڑھنے کیلئے آنا ضروری ہے یہ

عورتوں پر جماعت سے صلوٰۃ پڑھنا ضروری نہیں، لیکن
اگر وہ رات کو مسجد آنے کی اجازت مانگیں تو انہیں روکا
نہ جائے۔ البتہ ان کے گھر ان کے لئے مسجد سے بہتر ہیں۔
(یعنی گھر میں صلوٰۃ پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے) بلکہ گھر میں بھی
زیادہ سے زیادہ پوشیدہ جگہ صلوٰۃ پڑھنا بہتر ہے۔
اگر عورت مسجد آئے تو خوشنہول لگا کر ہرگز نہ آئے۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (لرعل اعلى) صل تسمع النداء بالصلوٰۃ قال نعم قال

واجب (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ستأذکم نساکم باللیل الی المسجد فاؤذوا لهن۔

(بیہق بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمر رض)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیو تھن خیر لھن (رواہ ابوداؤد و سندہ صحیح) تعلیقا

(۳۳۲)

۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ فی بیتک خیر لک من صلوٰۃ فی حجرک

و صلوٰۃ فی حجرک خیر لک من صلوٰۃ فی دارک و صلوٰۃ فی دارک خیر لک من

صلوٰۃ فی مسجد قومک (احمد عن ام حمید و سندہ حسن۔ مرعاۃ ۲/۲ دروی نحوہ الحاکم

عن ام سلمہ و سندہ صحیح ۲/۲ دروی نحوہ ابوداؤد عن ابن مسعود و سندہ صحیح) تعلیقات

۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شہدت اعداکن المسجد فلا تمس طیبا (صحیح مسلم)

اگر کوئی شخص مسجد میں ہوا اور اذان ہو جائے تو مسجد سے بغیر صلوٰۃ پڑھے نہ جائے۔ اگر مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ جماعت ہو چکی ہو تو دوسری جماعت کر لے۔ جماعت میں شامل ہونے کے لئے بھاگے نہیں وقار سے آئے۔ اگر قیام گاہ پر صلوٰۃ پڑھ چکا ہو پھر مسجد جائے وہاں جماعت ہو رہی ہو تو جماعت میں شامل ہو جائے، علیحدہ نہ بیٹھے۔ جماعت میں جتنے آدمی زیادہ ہوں گے اتنا ہی ثواب بھی بڑھتا چلا جائے گا۔ جب اقامت ہو جائے تو کوئی صلوٰۃ نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شامل ہو کر اسی صلوٰۃ کو ادا کرے جس کی اقامت ہوئی ہو۔

۱۔ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا كنتم في المسجد فنادي بالصلاة فلا يخرج احدكم حتى يصلي (رواه احمد عن ابی ہریرۃ وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ صفحہ ۲۸۹) خرج رجل من المسجد بعد ما اذن فيه فقال ابو ہریرۃ اما هذا فقد عصى ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم) ۲۔ جار رجل وقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الارجل تصدق علی هذا فیصلي مع فقام رجل فصلي مع (رواه ابوداؤد والترمذی وحسنہ الترمذی والمندری وصححہ الحاکم والذہبی (مرعاة جلد ۲ صفحہ ۱۳۲)۔

۳۔ اذا اقيمت الصلاة فلا تأتوا تسعون (صحیح بخاری) ۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صليتما في رحا لکما ثم اتیتما مسجد جماعة فصلیا معہم (رواه ابوداؤد عن یزید وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ صفحہ ۱۳۲) ۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الرجل مع الرجل اذکی من صلاته وحده و صلاته مع الرجلین اذکی.... (رواه احمد وابوداؤد والنسائی وصححہ ابن سکن والعقيلي وابن المدینی۔

۱۔ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا كنتم في المسجد فنادي بالصلاة فلا يخرج احدكم حتى يصلي (رواه احمد عن ابی ہریرۃ وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ صفحہ ۲۸۹) خرج رجل من المسجد بعد ما اذن فيه فقال ابو ہریرۃ اما هذا فقد عصى ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم) ۲۔ جار رجل وقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الارجل تصدق علی هذا فیصلي مع فقام رجل فصلي مع (رواه ابوداؤد والترمذی وحسنہ الترمذی والمندری وصححہ الحاکم والذہبی (مرعاة جلد ۲ صفحہ ۱۳۲)۔

جو شخص اذان کی آواز سُنے اور پھر بھی بغیر کسی عذر کے جماعت سے

صلوٰۃ نہ پڑھے تو اُس کی صلوٰۃ نہ ہوگی۔ اگر کوئی شخص صلوٰۃ شروع ہونے

کے بعد جماعت میں شامل ہو تو جس رکن میں امام ہو وہ بھی اسی رکن میں

اُس کے ساتھ شامل ہو جائے۔ جتنی رکعتیں رہ جائیں انہیں امام کے

سلام پھیرنے کے بعد ادا کرے۔ صرف عورتیں بھی اگر چاہیں تو جماعت

کر سکتی ہیں کسی بوڑھے مرد سے اذان دلوائیں، جو عورت امام بنے وہ

صف کے بیچ میں کھڑی ہو۔ آگے نہ کھڑی ہو یہ

له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سمع النداء فلم يجبه فلا صلاة الا من عذر (رواه الدارقطني و
ابن ماجه وسنده صحيح - مرعاة ٢/٨١) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعي هل تسمع النداء بالصلاة
فقال نعم قال فاجب (صحيح مسلم) له قال معاذ لا اراه على حال الا كنت عنهما قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان محاذ قد من لكم سنة كذلك فافعلوا (البوداود وسنده صحيح - التعليقات ٥/٣٥٩) عن
المغيرة قال تخلفت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وعبد الرحمن يصلي بهم فصلي مع الناس
ركعة الاخرة فلما سلم عبد الرحمن قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يقيم الصلاة (صحيح بخاري وصحيح مسلم) -
له فما اذركم فصلوا وما فاتكم فاتموا (صحيح بخاري)

که کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها (ای اُمّ ورقّة) فی بیتها وجعل لها مؤذنا يؤذن لها وامر بان تؤم اهل دارها قال عبد الرحمن انما رأيت مؤذنها شيخا كبيرا (رواه ابو داود وسنده صحيح). التعليق المعنی شرح دارقطنی ص ۱۵۵، وعن ربيعة قالت اتينا عائشة فقامت بينهن فی الصلوة المكتوبة (رواه الدارقطنی وعبد الرزاق وسنده صحيح) التعليق المعنی ص ۱۵۵.

صلوة ادا کرنے کا طریقہ

پہلی رکعت

”قیام“

جب صلوٰۃ ادا کرنے کھڑا ہو تو اپنی زینت کی چیزیں پہن لے، یعنی اچھا صاف ستھرا کابل لباس پہن لے۔^۱ پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے سیدھا بآداب کھڑا ہو جائے۔^۲ نہ آگے کی طرف جھکے نہ پیچھے کی طرف بلکہ حالت اعتدال میں رہے۔^۳

۱۔ قال اللہ تعالیٰ ”غدا زینتکم عند کل مسجد“ (الاعراف ۳۱) فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا صلی اللہ علیہ وسلم فلیلبس ثوبہ فان اللہ عز وجل احب ان یرى من یرى لہ (رواہ الطبرانی فی المعجم الاوسط حسن مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد اول ص ۵۵) ۲۔ فلو اذ وجہکم شطرہ (ابن ماجہ ۱۱۳۴) ۳۔ قیو اللہ فانتین (البقرہ ۱۱۳) ۴۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام فی الصلوٰۃ اعتدل قائماً (ابن ماجہ عن ابی حمید) رجالہ ثقات (تقریب) وسندہ صحیح حتی یقر کل عظم منہ فی موضع معتدلاً (ابوداؤد عن ابی حمید) رجالہ ثقات (تقریب) وسندہ صحیح

دونوں قدموں کو سیدھا اور برابر رکھے یہ

اگر فرض صلوٰۃ ہو تو اقامت کے یہ

پھر سر جھکائے اور نگاہیں نیچی کر لے یہ

پھر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ ہاتھ کندھوں کے

سامنے یا کانوں کے اوپر کے حصہ کے مقابل آجائیں یہ

اگر چادر اوڑھے ہوئے ہو تو ہاتھوں کو چادر سے باہر نکال

کر اٹھائے یہ

۱۔ صف القديمن.... من السنة (رواه ابو داود عن ابن الزبير وسنده حسن)

۲۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتم ثم كبر (ابو داود عن رفاعه) رجاله ثقات (تقریب) ورواه الترمذی وسنده صحيح (تعلیقات احمد شاكر على الترمذی) وصححه الالبانی فی تعلیقاته علی مشکوٰۃ ۲۵۳

۳۔ اذا نزلت الذين هم في صلوٰتهم فاصفون فطافا راسه (رواه الحاكم وصححه على شرط الشيخين ۱۲۲) ۲۹۲ نيل الاوطار جزء ۲ ص ۱۵۹

۴۔ لينتھین عن ذلك او تخطفن ابصارهم (صحیح بخاری)

۵۔ کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كبر رفع يديه حتى يحاذي بها فروع اذنيه (صحیح مسلم عن عائشہ)

کان يرفع يديه عند تكبیه (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمر)

۶۔ فلما اراد ان يركع اخرج يديه من الثوب ثم رفعهما (صحیح مسلم باب وضع يديه اليمنى على

اليسرى ۱، ۱/۱)

انگلیوں کو کھول دے، موڑے نہیں لے
 انگلیوں کو نہ بالکل ملائے اور نہ ان میں تفریق کرے^۱
 پھر اللہ اکبر کہے^۲

پھر سیدھے ہاتھ سے اُلٹے ہاتھ کو اس طرح پکڑے کہ
 سیدھے ہاتھ کا کچھ حصہ اُلٹے ہاتھ کی پشت کف پر ہو، کچھ
 پہنچے پر ہو اور کچھ کلائی پر یعنی سیدھے ہاتھ کو الٹی ذراع پر رکھ
 لے۔ اس طرح کرنے کے بعد ہاتھوں کو سینہ پر رکھ لے^۳

۱۔ اذ اکبر للصلوة نشر اصابعہ (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ) وصحیح احمد محمد شاکر وقال تابع یحییٰ
 بن یمان شایبہ وشایبہ ثقہ و یحییٰ ثقہ (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی)

۲۔ لم یفرج بین اصابعہ ولم یقیمتھا (صحیح ابن خزیمہ عن ابی ہریرۃ رض) وسند صحیح (صحیح ابن خزیمہ
 جزء ۱ ص ۲۳۳ و ۲۳۴)

۳۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام انی صلوۃ کثیر (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)
 ۴۔ اخذ شمالہ بيمينه (ابوداؤد عن وائل بن زید و صحیح) وفي رواية وضع يده اليمنى على ظهر كتفه اليسرى
 والرسخ والساعد (رواہ ابوداؤد و احمد عن وائل بن زید) وسند صحیح (التعلیقات ص ۲۳۹)

۵۔ صحیح ابن خزیمہ (تسبیح القاری شرح تسبیح بخاری ج ۳ ص ۸۲) کان البشاس یومردان ابن یسبح
 الرقل الی الیمین علی ذراعہ اليسری فی الصلوۃ (صحیح بخاری عن سهل)

۶۔ یضع یدہ علی صدرہ (رواہ احمد عن عطاء بن یدع عن ابن عباس) وسند حسن (صحیح ابن عبد البر) تعلیقات احمد محمد
 شاکر علی الترمذی باب جاء فی الانصراف) وحسنه الالبانی (التعلیقات ص ۲۵۲)

پھر یہ پڑھے :-

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
وَتَبَارَكَ أَسْمُكَ وَتَعَالَى
جَدُّكَ وَ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
كَبِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ أَكْبَرًا
اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا
أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
مِنْ هَمَزَةٍ وَ تَفْخَةٍ وَ نَفْسَةٍ

۱۔ ”ثم يكبر ثم عز وجل ومجده ثم يقرأ“ وفي رواية ”ثم يكبر ويحمد الله عز وجل ويثني عليه“
(ابوداؤد عن رفاعه رفاعه صحيح) وفي رواية عن رفاعه ”مجده“ (نسائي. وسنده صحيح) اناقام
من الليل كبرم يقول... ونفسه (ابوداؤد عن ابى سعيد) {بقية عشر من آية}

اے اللہ تو پاک ہے اور تو اپنی حمد کے ساتھ (تمام کمزوریوں
 سے منزہ ہے) تیرا نام بابرکت ہے، تیری بزرگی بلند ہے
 تیرے سوا کوئی حاکم و معبود نہیں۔ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں،
 اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں، اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں،
 اللہ سب بڑا ہے بزرگی والا، اللہ سب بڑا ہے بزرگی
 والا، اللہ سب بڑا ہے بزرگی والا۔

میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو سُننے والا جاننے والا
 ہے شیطان مردود سے، اُس کے خبط سے، اُس کے
 تکبر سے، اُس کی شعو و شاعری سے۔

پھر خفیہ آواز سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے۔

ماشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ [و سجدہ الالباق (التطبیقات ۱/۲۵۸) و صحاح احمد محمد شاكر فی تعلیقات علی
 الترمذی كان عمر بن الخطاب یحضر مجازاً الكلمات (صحیح مسلم) کا و عمر بن الخطاب یحضر مجازاً (دارقطنی) و سندہ
 صحیح
 ۱۔ قال انس بن مالك مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابی بكر بن عمر بن عثمان بن فلم
 اسمع احدا منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم (صحیح مسلم)

پھر سورہ فاتحہ پڑھے۔ جہری رکعتوں میں جہر سے اور
بستری رکعتوں میں خفیہ آواز سے، یعنی صبح کے فرض
کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب و عشاء کے فرض کی
پہلی دو رکعتوں میں جہر سے قرأت کرے۔ ان رکعات
کے علاوہ فرض صلوٰات کی تمام رکعتوں میں خفیہ آواز
سے قرأت کرے۔

سُنتوں اور نوافل میں خواہ بلند آواز سے قرأت
کرے خواہ خفیہ آواز سے۔

۱۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ
۲۔ عن عبد اللہ قال سمعت عائشہؓ کیف کان قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فقال کل
ذلک قد کان یفعل بہا اسر بالقراءة و بہا جہر (رواہ الترمذی صحیح فی الباب احادیث کثیرہ)

سُورَةُ فَاتِحَةٍ کے بعد جہری رکعتوں میں جہر سے اور ستری
 رکعتوں میں خفیہ آواز سے آمین کہے۔
 پھر کوئی دوسری سورت پڑھے، جہری رکعتوں میں جہر سے
 اور ستری رکعتوں میں خفیہ آواز سے۔
 اگر دوسری سورت کو ابتداء سے پڑھے تو اس سے پہلے
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خفیہ آواز سے پڑھے۔

۱۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ القرآن قال آمین ورفع بها صوته (ابوداؤد
 عن والیہ) صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقرأ
 القرآن ثم اقرأ بآشئت (رواہ احمد عن رفاعۃ - بلوغ ۲/۱۵۶) وری بخوة ابوداؤد و سنن
 صحیح (التعلیقات للالبانی علی الشکیۃ ۲/۲۵۲)

۲۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان رضی اللہ عنہما
 یتفتحون بالحمد لله رب العالمین لا یتکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول قراءۃ ولا فی
 آخرها (صحیح مسلم) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزلت علیّ آتفا سورة فقرأ بسم
 اللہ الرحمن الرحیم انا اعطیناک الکثرة فصل لربک وانعم ان شئتک هو الا بترہ
 (صحیح مسلم)

فجر اور ظہر کی پہلی رکعت میں قرأت کو طول دے۔
 دوسری رکعت میں نسبتاً کم قرأت کرے یہ
 فجر میں نسبتاً قرأت زیادہ کرے یہ
 ہر صلوٰۃ میں پہلی دو رکعتوں میں آخری دو رکعتوں کے
 مقابلہ میں زیادہ قرأت کرے یہ
 قرأت میں ہر حرف واضح ہو یہ
 قرأت کھینچ کھینچ کر کرے یہ
 قرآن مجید کو تریل کے ساتھ پڑھے، گھاس نہ کاٹے،

- ۱۰ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطول الركعة الاولى من الظہر ویقصر الثانية وكذلك
 فی الصبح (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی قتادۃ و اللفظ لمسلم)
- ۱۱ کان ابی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الظہر واللیل اذا نفضی و فی الصبح یخوذک فی الصبح
 اطول من ذلک (صحیح مسلم عن جابر بن سمرة ر)
- ۱۲ قال سعد اما انا فامد فی الاولین و اعذب فی الاخرین و لا آتو ما قد ریت بہ من صلوٰۃ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن جابر بن سمرة ر)
- ۱۳ قراءة مفترقة حرقاً (رواه الترمذی فی البواب فضائل قرآن عن أم سلمة و صحیح)
- ۱۴ سئل انس ر کیف كانت قراءة ابی صلی اللہ علیہ وسلم فقال كانت مدّاً (صحیح بخاری
 کتاب فضائل القرآن)

ہر آیت پر وقف کرے یہ قرأت خوش الحانی سے کرے۔ قرأت کے بعد دونوں ہاتھ اسی طرح اٹھائے جس طرح ابتداء میں اٹھائے تھے۔ اگر کپڑا اوڑھے ہوئے ہو تو رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نکالے۔

”رکوع“

پھر اللہ اکبر کے اور رکوع کرے۔ اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھے۔

۱۔ قال اللہ تبارک تعالیٰ ”ورتل القرآن ترتیلاً“ (سورۃ المزمل آکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقطع قرات آیت آیت) (رواہ احمد بن اُم سلمہ ورواہ الدارقطنی وقال اسنادہ صحیح ورواہ ثقات (دارقطنی ص ۱۱) وروی نحوه الترمذی فی ابواب القراءات وسندہ صحیح۔
مرآۃ ۳۴۲

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منامن لم یتغن بالقرآن (صحیح بخاری کتاب التوجید) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذمیر القرآن باصواتکم (رواہ احمد وابوداؤد والدارقطنی وسندہ صحیح۔ التعليقات ص ۶۴۳)

۳۔ اذا افتتح الصلوة رفع ید یمنی حتی یحاذی بہما منکبہ وقبل ان یرکع (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابن عمر واللفظ لمسلم) ثم اخرج ید یمنی من الثوب ثم دفعهما (صحیح مسلم ۱/۱۷۱)

۴۔ ثم یکبر صین یرکع (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ بن) ویضع راحتیہ علی کبیتیہ (رواہ ابوداؤد عن ابی حمید بن وسندہ صحیح)

آنکلیوں کو کشادہ کرے یہ اور ان کو پنڈلیوں پر رکھے یہ

پھر گھٹنوں کو ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے یہ
دونوں ہاتھوں کو کمان کے چلے کی طرح تان لے یہ
گھنیوں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھے یہ

سر کو نہ جھکائے نہ اٹھائے بلکہ پیٹھ کے برابر رکھے
رکوع میں اطمینان سے ٹھہر جائے یہاں تک کہ (مکر
وغیرہ) حالت اعتدال میں آجائے یہ

۱۔ فرج اصابع (صحیح ابن خزيمة عن دائل خبر رواته وسنده صحيح) نقلت اصابعه على ساقيه
وفي رواية فرج بين اصابعه (احمد عن ابن مسعود - رجاله ثقات - بلوغ ۱/۲۴۱) وسنده صحيح
۲۔ نقلت اصابعه على ساقيه (احمد عن ابن مسعود) وسنده صحيح
۳۔ وضع يديه على ركبتيه كأنه قابض عليهما (رواه ابو داود عن ابى حميد بن مسعود - صحيح)
امكن يديه من ركبتيه (صحیح بخاری عن ابی حمید بن مسعود) امرنا ان نفرب بالاكف على الركبتين
(صحیح مسلم ۱/۲۱۱)

۴۔ وتر يديه فتجاني عن جنبيه ثم يعتدل فلا ينصب رأسه ولا ينعنع (رواه ابو داود
عن ابی حمید بن مسعود - صحيح) لم يشخص رأسه بوضوءه لئلا يبين ذلك (صحیح مسلم عن عائشة) ثم
اركع حتى تظن رأكعا (صحیح بخاری عن ابی ہریرہ رض)

پیٹھ کو بالکل سیدھا اور تنہا ہوا رکھے۔
 پیٹھ کو اتنا ہموار کر لے کہ اگر پیٹھ پر پانی ڈالا جائے
 تو بے نہیں ہے۔

پھر رکوع میں کافی دیر تک سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ
 (پاک ہے میرا رب عظمت والا) پڑھتا رہے۔
 ”قومہ“

پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَ لَا
 [جو اللہ کی تعریف کرتا ہے اللہ اُس کی سن لیتا ہے]

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادد ظہرک (رواہ احمد و ابوداؤد عن رفاعۃ و سندہ صحیح۔ التحلیقات للابانی علی مشکوٰۃ ص ۲۶)

۲۔ عن ابی ہریرۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رکع لوصب علی ظہرہ ماء لا یستقر (رواہ الطبرانی فی الکبیر والادسطور رجالہ ثقات۔ مجمع الزوائد ص ۱۳۳ و سندہ حسن۔ بلوغ ص ۲۵۸ و روی نحوہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی سعید و سندہ حسن۔ بلوغ ص ۲۵۸)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما الركوع فعظموا فيه الرب عز وجل (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۹) ثم رکع فجعل يقول سبحان ربی العظیم (صحیح مسلم باب استحباب تطویل القراءة فی صلاة اللیل ص ۳۱۶) اذا قال سمیع اللہ لمن حمدہ قال حتی نقول قد ادرحم (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کان رکوعہ و سجودہ و بین السجدةین و اذا رفع رأسہ من الركوع قریباً من السواء (صحیح بخاری)

کہتا ہوا سر اٹھائے۔ اے اور سیدھا کھڑا ہو جائے، یہاں تک
کہ ریڑھ کی ہر ہڈی حالت اعتدال میں اپنی جگہ پر آجائے۔ اے
سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد یہ ثناء پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ

{اے اللہ، اے ہمارے رب تو ہی ہر قسم کی تعریف کا مستحق ہے}

یا رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ پڑھے۔ اور دونوں ہاتھ اسی

طرح اٹھائے جس طرح شروع صلوٰۃ میں اٹھائے تھے۔

کسر کو نہ آگے جھکائے نہ پیچھے جھکائے بلکہ حالت

۱۔ ثم يقول سمع الله من حمدة عین یرق صلیبہ (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ رض)
۲۔ اذا رفع رأسه استوی حتی یعود کل فکاً یسکانه (صحیح بخاری عن ابی عمیر رض) وقال رسول الله
صلی الله علیہ وسلم ثم ارفع حتی تعتدل قائماً (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ رض) وفي رواية حتی
تظلمن (رواه ابن ماجہ) وسند صحیح (نیل الاوطار ج ۲، ص ۲۳۳)

۳۔ کان ابی صلی الله علیہ وسلم اذا قال سمع الله من حمدة قال اللهم ربنا ذلك الحمد (صحیح بخاری)
عن ابی ہریرۃ باب ما يقول الامام ومن خلفه اذا رفع رأسه من الركوع) وفي رواية
ثم يقول ربنا ذلك الحمد (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ ص ۲۰۳)

اعتدال میں رکھے۔

کچھ دیر بعد ہاتھوں کو گرا دے اور اس حالت میں کافی دیر
اطمینان سے کھڑا رہے۔ اور یہ تناؤ پڑھے۔

مِلْءَ السَّمَوَاتِ مِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ
مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ الْحَمْدُ ، أَهْلَ
الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحْسَنُ مَا قَالَ
الْعَبْدُ وَكُنَّا لَكَ عَبْدُ
اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ
وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ
ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

۱۔ تم پر رفع رأسہ فقول سبح اللہ من حمدہ ثم یرفع یدہ حتی یحاذی بہما مسکبہ معتدلاً (رواہ ابوداؤد عن
ابی حمزہ وسندہ صحیح) اذ یرفع رأسہ من الركوع یرفع یدہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن مالک بن حویرث) ثم
فقال سبح اللہ حمد اللہ ربنا لک الحمد وفتح یدہ (ابوداؤد عن ابی حمزہ وسندہ صحیح)
۲۔ اذ قال سبح اللہ من حمدہ قام حتی نقول قد اودعہم (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن انس) ثم یکبث
تأما حتی یقع کل عظم فی موضعه ثم یهبط ساجداً (مصنف ابن ابی شیبہ عن ابی حمزہ وسندہ صحیح)
۳۔ صحیح مسلم باب ما یقول اذ یرفع رأسہ من الركوع عن ابی سعیدؓ۔ عمدہ فی نسختہ مسلم فی الاصل

{(یہ تعریف تیرے لئے ہے) آسمانوں اور زمین کو بھر کر اور اُس کے
بعد اُس چیز کو بھر کر جس کو تو بھرنا چاہے۔ اے ثناء و بزرگی والے
جو کچھ اس بندے نے کہا تو ہی اس کا حقدار ہے اور ہم سب
تیرے بندے ہیں۔ اے اللہ جو تو دے اُسے کوئی روکنے
والا نہیں اور جو تو روک لے اُسے کوئی دینے والا نہیں،
اور کسی بزرگ شخص کی بڑائی و بزرگی اُس کو تیرے ہاں
کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔}

”سجدہ“

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ کے لئے جھکے۔

۱۔ ثم یکتب من بیوی (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃؓ)

سجدہ میں پیشانی و ناک ، دونوں ہاتھ ، دونوں گھٹنے
اور دونوں پیر کے پنجے زمین پر ٹکائے۔

ہتھیلیاں اور انگلیاں نہ سمیٹے بلکہ اُن کو پھیلا دے، انگلیوں کو ملا لے، کمر کو بلند رکھے۔ انگلیاں قبلہ رخ رکھے۔

سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے۔
دونوں گھنٹیوں کو بلند رکھے۔ بغلوں کو کھلا رکھے۔

ہاتھوں، کلائیوں اور بازوؤں کو اتنا کشادہ رکھے کہ
بکری کا بچہ اُن کے نیچے سے نکل سکے۔

امرت ان اسجد على سبعة اعظم على الجبهة واشار بيده على انفه واليدين والركبتين واطراف
 القدمين (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عباس) فامكن انفه وجبهته (رواه ابو داود عن ابی حمزة
 بسنده صحيح) لا صلوة لمن لا يمس انفه الارض ما يمس الجبين (في مسبق ج ٢ ص ١٢٠) دارقطني ١٣١
 وطبرانی كبير طبرانی اوسط عن ابن عباس: رجاله موثقون وصحة الحاكم (المستدرک ج ١ ص ١٢١)
 في نفسه فانتصب على كفيه (رواه ابو داود عن ابی حمزة وسنده صحيح) بسط كفيه ورفع
 عجيزته (رواه احمد عن المسدد) وسنده جيد (بلوغ الاماني ج ١ ص ١٢١) اذا سجد
 ضم اصابعه (رواه ابن خزيمة وسنده صحيح صلاة النبي ص ١٢١) في سجدين كفيه (صحیح مسلم عن وائل)
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قضه كشك ارفع مرفقيك (صحیح مسلم عن البراء) في فرج بين يديه حتى يبدو
 بياض البطية (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبد الله بن مالك) في لاشات بكرة ان تمر بين يديه (وفي
 رواية ابی داود تحت يديه) لمرت (صحیح مسلم عن ميمونة رضى) وسند ابی داود صحيح (التعليقا

پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھے یعنی پیٹھ میں بالکل خم نہ ہو۔
پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھے اور رانوں کے درمیان
بکھڑا فاصلہ رکھے۔

بازوؤں کو پیٹ اور پہلوؤں سے علیحدہ رکھے۔
قدموں کو کھڑا رکھے۔ ایڑیوں کو ہلکے سے پیر کی
انگلیوں کو موڑ کر قبلہ رو کر لے۔
اٹھینان سے سجدہ کرے۔ پھر کئی مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

۱۔ لا تجزئ صلیۃ الرجل حتی یقیم ظہرہ فی الركوع والتجود (رواہ ابوداؤد عن ابی مسعود واسنادہ صحیح
(نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۱۲) {

۲۔ فرج بین فخذیہ غیر حامل بطنہ علی شیء من فخذیہ (رواہ ابوداؤد عن ابی حمید۔ وسندہ حسن)

۳۔ ولا تقابضهما (صحیح بخاری عن ابی حمید) فتح حفصہ عن بطنہ (احمد عن ابی حمید) کوئی روایت
الترمذی بخاری عن ابی حمید (صحیح الترمذی)

۴۔ وهما منصوبتان (صحیح مسلم عن عائشہ) امر بوضع الیدین ونصب القدین (سند صحیح۔
الحاکم ۱/۲۴۱)

۵۔ فوجدتہ ساجداً راساً عقبیہ (صحیح ابن خزیمہ جزء ۳ ص ۳۲۸ و بہیقی جلد ۲ ص ۱۱۶) اسنادہ صحیح
(صحیح ابن خزیمہ جزء ۳ ص ۳۲۸)

۶۔ واستقبل باطرات اصابع رجلیہ القبلة۔ (صحیح بخاری عن ابی حمید)

۷۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اسجد حتی تطأین ساجداً (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ)

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَا

اللہ! اے ہمارے رب تو پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ (بے عیب) ہے اے

اللہ مجھے بخش دے! ”جلسہ“

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اپنا سر اٹھائے یہ اور اُلٹے پیر کو

بچھا کر اُس پر سیدھا بیٹھ جائے، یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی

جگہ پر آجائے۔ سیدھے ہاتھ کو سیدھے گھٹنے پر رکھے اور

اُلٹے ہاتھ کو اُلٹے گھٹنے پر رکھے۔

ہاتھ کا کچھ حصہ ران پر بھی ہو سکے۔

۱۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یكثر ان يقول في ركوعه وسجوده سبحانك إلّا (صحیح بخاری و صحیح مسلم) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما أَسْجُدُ فَاَجْتَدُ دَانِي الدَّعَاءِ (صحیح مسلم باب النسي من قراءة القرآن في الركوع ۱۹۹) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فأكثروا الدعاء (صحیح مسلم باب ما يقال في الركوع) ثم يسجد يقعد بين السجدين حتى تقول قدامهم (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کان رکوعه وسجوده وبين السجدين وإذا رفع رأسه من الركوع قريبا من السواء (صحیح بخاری)

۲۔ ثم يكرهين رفع رأسه (صحیح بخاری و صحیح مسلم من ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما) يعني رجل اليسرى ويقعد عليهما وفي رواية حتى جمع كل عظم في موضعه وفي رواية قبل بصر اليمنى على قبلته ووضع كفه اليمنى على ركبته اليمنى وكفه اليسرى على ركبته اليسرى (رواه ابو داود عن ابی حمزة و سند صحيح) ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما يكفي احدكم ان يضع يده على فخذه (صحیح مسلم من جابر بن سمرة) ووضع كفه اليمنى على فخذه اليمنى

وضع كفه اليسرى على فخذه اليسرى (صحیح مسلم من ابن عمر)

اُٹے ہاتھ کو اُٹے گھٹنے پر پھیلا کر اُسے پکڑ لے یہ
 سیدھے پیر کو کھڑا کر لے یہ اور اُس کی پشت کو قبلہ
 کی طرف کر لے یہ سیدھے پیر کی انگلیوں کو موڑ کر قبلہ رو
 کر لے یہ

سیدھے ہاتھ کی گھنی کو تٹا ہوا رکھے۔ سیدھے ہاتھ کے
 انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر اس طرح رکھے کہ انگوٹھا انگشت
 شہادت کی جڑ کے قریب ہو، اور انگوٹھے اور بیچ کی انگلی
 سے حلقہ بن جائے، انگشت شہادت کو بلند کر کے

۱۔ وضع..... یہ دایسر ای علی رکتہ باسطا علیہا (صحیح مسلم عن ابن عمرؓ) یطعم کفہ الیسری رکتہ
 (صحیح مسلم عن ابن زبیرؓ)

۲۔ کان یفرش رجل الیسری ویصیب رجل الیمنی (صحیح مسلم عن عائشہؓ) و فی رایہ نصب قدم الاخری
 (رواہ ابوداؤد عن ابی حمزہ وسندہ صحیح)

۳۔ اقبل بصدرا الیمنی علی قبلتہ (رواہ ابوداؤد عن ابی حمزہ وسندہ صحیح)

۴۔ من سنۃ الصلوۃ ان تصیب القدم الیمنی استقبالہ بما بینہما القبۃ والجلوس علی الیسر
 (رواہ النسائی عن ابن عمرؓ وسندہ صحیح۔ صلوۃ النبی ﷺ للالبانی ص ۱۶)

۵۔ و صد مرتبۃ الایمن علی فخذہ الیمنی (رواہ ابوداؤد عن وائلؓ و رجال ثقات) و اسنادہ صحیح (ابن
 خزیمہ جزء ۱ ص ۳۵۲ والتعلیقات للالبانی علی مشکوٰۃ ۱/۲۸۷)

(توحید کا) اشارہ کرے، بیچ کی انگلی، چھوٹی انگلی اور
اُس کے برابر والی انگلی کو موڑے۔

انگشت شہادت میں خفیف سا خم دے دے اور
اُس کا رُخ قبلہ کی طرف رکھے یہ اور دُعاء کے وقت
اُسے ہلاتا رہے یہ کبھی کبھی انگلی کو ساکن کر دے یہ
اپنی نظر انگشت شہادت سے آگے نہ لیجائے یہ

۱۔ عقد ثلاثہ و خمین و اشارہ بالسبابة و فی روایۃ قبض اصابعہ کلہا (صحیح مسلم عن ابن عمر)
وضع الایہام علی الوسطی و قبض علی اصابعہ ثم سجد (رواہ احمد عن وائل بن حجر ۳ ص ۳۱۸ و سندہ
جید) (بلوغ الامانی جزء ۳ ص ۱۱۱) و روی نحوہ ابو داؤد۔ وضع الایہام علی اصبعہ الوسطی
(صحیح مسلم عن ابن الزبیر)

۲۔ قد احتاجا شیعنا (رواہ النسائی عن حمیر بن ورجالہ ثقات) و روی احمد نحوہ و سندہ جید
(بلوغ الامانی جزء ۲ ص ۳۳)

۳۔ اشارہ باصبعہ الی الایہام الی القبلة (رواہ ابن خزیمہ عن ابن عمر و سندہ صحیح
(ابن خزیمہ جزء ۱ ص ۲۵۵))

۴۔ یحکم کہاید عوبہا (رواہ احمد و النسائی عن وائل و سندہ جید۔ بلوغ الامانی جزء ۳ ص ۱۳۸) و سندہ
صحیح (صحیح ابن خزیمہ جزء ۱ ص ۲۵۴)

۵۔ یشیر باصبعہ انا دعا ولا یحکم ولا یجوز بصرہ (اشارتہ (رواہ ابو داؤد عن ابن الزبیر و سندہ
صحیح (مرعاۃ جلد اول ص ۳۱۹))

اس جلسہ میں اطمینان سے بیٹھے اور کافی دیر تک
بیٹھا رہے۔

رکوع، قومیہ، سجدہ اور جلسہ میں ٹھہرنے کا وقت
تقریباً برابر ہوئے۔ اس جلسہ میں یہ دعاء پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ
وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَارْقُعْنِيْ

{اے اللہ میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، میری (حالت کی)

اصلاح فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت پر چلا، مجھے رزق

عطا د فرما اور مجھے بندی عطا د فرما}

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ارفع حتى تطنن جالساً (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃؓ)

۲۔ یقعد بن السجدین حتی نقول قدا ویم (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن انسؓ)

۳۔ کان رکوع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و سجودہ و بین السجدتین اذا رفع رأسہ من الرکوع.....

قریناً من السجود (صحیح بخاری عن البراءؓ)

۴۔ رواد ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ بخلافه الا انما منقصة و زیادة.....

(تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی) رجالہ ثقات (شرح ابن ماجہ للتندی۔ ابن ماجہ

جلد اول صفحہ ۲۹) صحاح الجامع والنہی المستدرک جزو اول صفحہ ۲۶۲ و صفحہ ۲۶۱۔

”دوسرا سجدہ“

پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے سجدہ کی طرح دوسرا سجدہ کرے یہ
”جلسۂ استراحت“

دوسرا سجدہ کرنے کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا سر اٹھائے
 اور اسی طرح اطمینان سے سیدھا بیٹھ جائے جس طرح
 پہلے سجدہ کے بعد بیٹھا تھا، یہاں تک کہ ہر بڑی حالت
 اعتدال میں اپنی جگہ پر آجائے یہ

دوسری رکعت

پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکائے یہ پھر گھٹنے اٹھانے

۱۔ ثم یکبر عین السجود (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)
 ۲۔ ثم یکبر عین یرفع رأسہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)
 ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اسجد حتى تطمئن ساجد ثم یرفع حتى تطمئن جالساً ثم اسجد حتى تطمئن
 ساجداً ثم ارفع حتى تطمئن جالساً (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ) اذا کان فی وتر من صلاتہ لم
 ینہض حتی یستوی قاعداً (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن مالک) ثم یقول اللہ اکبر و یرفع وثنی رجلاً یسر فی قیئعہ
 علیہا ثم یعتدل حتی یجمع کل عظم الی موضعه (رواہ ابو داؤد عن ابی حمید و فی روایۃ الترمذی
 ثم یضع و سندہ صحیح) ثم اعتمد علی الارض ثم قام (صحیح بخاری عن مالک بن حویرث)

سے پہلے ہاتھوں کو زمین سے اٹھالے۔ اور سیدھا کھڑا
 ہو جائے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ادا
 کرے۔ البتہ اس رکعت میں کھڑے ہوتے ہی سورۃ
 فاتحہ شروع کر دے۔

قَعْدَةُ أُولَى

جب دوسری رکعت کا دوسرا سجدہ کر چکے تو اسی طرح بیٹھ
 جائے جس طرح جلسہ میں بیٹھا تھا۔ یہ
 سیدھا بیٹھ جانے کے بعد انگشت شہادت سے اسی
 طرح اشارہ کرے جس طرح جلسہ میں کیا تھا، اور اُس کو

۱۔ اِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ كَبْتِهِ رَدَاهُ ابُو دَاوُدَ وَالتَّسَالِي عَنْ وَاُلِّ بْنِ صَوَالِحٍ كَمِ وَالذَّحَبِيُّ (۲۷۶)
 وَاِبْنُ جَابَانَ (الْمَحَاشِي بِالْجَدِيدَةِ عَلَى النَّسَائِيِّ)
 ۲۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَرْفَعُ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ فِي صَلَاتِهِ كَمَا (صَحِيحُ بَخَارِي
 كِتَابُ الْاِيْمَانِ وَالتَّنْذِيرِ عَنْ ابِي هُرَيْرَةَ) ثُمَّ لَيُصْنَعُ فِي الْاٰخِرَةِ مِثْلُ ذَلِكَ (رَدَاهُ ابُو دَاوُدَ عَنْ ابِي
 حَمِيْدٍ وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ)

۳۔ كَانِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَهَضَ مِنْ (فِي رِوَايَةٍ ابْنِ عَوَانَةَ "فِي") الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ
 اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَكُنْ (صَحِيحٌ مُسْلِمٌ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ)
 ۴۔ اِذَا جَلَسَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيَمْنَى (صَحِيحُ بَخَارِي عَنْ ابْنِ حَمِيْدٍ)

دُعَاء کے وقت حرکت دیتا رہے بلکہ لیکن مسلسل حرکت نہ دے۔ نگاہ انگشت شہادت سے آگے نہ لیجائے۔
اس قعدہ میں خفی آواز سے تشہد (یعنی التَّحِيَّات) پڑھے۔
تشہد کے الفاظ یہ ہیں :-

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَاحَةُ
اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ۔ أَشْهَدُ أَنْ

۱۔ اذّا قعد فی التشہد.... اشار بالسبابة وفي رواية اذا جلس في الصلوة.... رفع اصبعه ليمني
التي تلي الابهام فدعا بها (صحیح مسلم عن ابن عمر) بحرف کما يدعوا بها (رواه النسائي عن وائل بن عمر
جید۔ بلوغ الاماني ج ۳ ص ۱۳۸) سندہ صحیح (صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۳۵۴)

۲۔ یشیر باصبعه اذا دعا ولا یحرکها ولا یجاذز بصره اشارته (ابوداؤد عن ابن زبیر وسندہ صحیح
(مرعاة جلد اول ص ۶۶۹) {

۳۔ من السنة ان یخفی التشہد (رواه ابوداؤد عن ابن مسعود وسندہ صحیح (مرعاة جلد اول ص ۶۶۹)
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی کل کعتین التَّحِيَّاتِ (صحیح مسلم عن عائشة الصَّدِيقِ)
وفي حسان الاصول ابوالجوزي وسبع من عائشة (مرعاة جلد اول ص ۵۳۱)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

{ تمام عبادتیں، صلاتیں اور پاکیزہ کلمات اللہ کے لئے ہیں۔
اے نبی آپ پر سلام ہو، آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت
نازل ہو۔ سلام ہم پر بھی ہو اور اللہ کے تمام صالح بندوں
پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عالم و معبود نہیں سوائے
اللہ کے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمدؐ، اللہ کے
بندے اور اس کے رسول ہیں }

اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرنا ہو تو ابتداء ہی سے
بائیں کولے پر بیٹھے اور تشہد کے بعد درود و دعاء پڑھ کر
سلام پھیر دے (اس کا مفصل بیان قعدہ اخیرہ کے عنوان

۱۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۲۔ اذا جلس في الركعة الأخيرة قدم رجله اليسرى..... وقعد على مقعدته (صحیح
بخاری عن ابی حمید عن) قعد متورکاً علی شقہ الایسر (ابوداؤد عن ابی حمید و منہ صحیح)

کے تحت آگے آ رہا ہے) اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرنا نہ ہو تو تشہد کے بعد اُسی طریقہ سے کھڑا ہو جائے جس طریقہ سے کہ پہلی رکعت کے بعد کھڑا ہوا تھا۔

تیسری رکعت

اللہ اکبر کہتا ہوا تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔
سیدھا کھڑا ہونے کے بعد دونوں ہاتھ اُسی طرح اٹھائے جس طرح شروع صلوٰۃ میں اٹھائے تھے یہ
پھر تیسری رکعت بھی اُسی طریقہ سے پڑھے جس طریقہ سے دوسری رکعت پڑھی تھی۔

۱۔ ان کان فی وسط الشلاۃ منفس حین یفرغ من تشہدہ {ریضہ احمدی عن ابن مسعودؓ ورجالہ یقولون (بلوغ ۳) سند صحیح} ۲۔ ثم یأمر من یقر من الجلس فی الثانیین (صحیح بخاری صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ) ۳۔ اذا قام من رکعتین کبر و رفع یدیه مشی یأذی بہما منکبہ کما کبر عند افتتاح الصلوۃ (ابو داؤد عن ابی حمزہ و سند صحیح) اذا قام من الرکعتین رفع یدیه (صحیح بخاری عن ابن عمرؓ) و فی الباب عن علیؓ عند ابی داؤد۔ صحیح احمد و الترمذی

اس رکعت میں قرأت آہستہ کرے۔ سورہ فاتحہ بھی پڑھے اور دوسری سورت بھی یہ

جب تیسری رکعت کے دونوں سجدے کرچکے تو اسی طرح بیٹھ جائے جس طرح پہلی رکعت میں بیٹھا تھا۔ سیدھا بیٹھنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔

اگر تیسری رکعت پر سلام پھیرنا ہو تو بائیں کولے پر بیٹھے، الٹا پاؤں بچھا کر اس پر نہ بیٹھے۔ پھر قشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

۱۔ ”ثم يصنع ذلك في كل بقية صلوة“ (ابوداؤد عن ابی حمید وسندہ صحیح) ”اقرأ القرآن وبما شاء الله ان تقرأ“ (رواه ابوداؤد عن رفاعہ بن وروی احمد بن حنبلہ۔ بلوغ الاماني ج ۲ ص ۱۵۶) وسندہ صحیح۔ فی روایۃ ابی داؤد ”وصف الصلوة فکذا اربع رکعات“ (وسندہ صحیح) ”حزرتا قیامہ فی الرکتین الاولیین من المظہر ودر ثلاثین آیۃ وحزرتا قیامہ فی الاخریین قدر النصف من ثلاث“ (صحیح مسلم عن ابی سعید) ۲۔ اذا کان فی وتر من صلوة لم ینمض حتی یستوی قاعاً (صحیح بخاری عن مالک بن حویرث) ۳۔ اذا جلس فی الرکعة الآخرة قدم رجلاً یسرے۔ نصب الاخری وقعد علی مقعدته (صحیح بخاری عن ابی حمید) قعد متورفاً علی شق الايسر (ابوداؤد عن ابی حمید وسندہ صحیح)

چوتھی رکعت

اگر چار رکعت کی صلوٰۃ ہو تو تیسری رکعت کے دونوں
سجدے کرنے کے بعد اُلٹے پیر پر اطمینان سے بیٹھ جائے۔
پھر اُسی طریقہ سے کھڑا ہو جائے جس طریقہ سے پہلی
رکعت کے بعد کھڑا ہوا تھا۔ پھر اس رکعت کو اُسی طریقہ
سے پڑھے جس طریقہ سے تیسری رکعت پڑھی تھی یہ

قعدہ اخیرہ

جب چوتھی رکعت کے دونوں سجدے کر چکے تو بطور
توڑک کے سیدھا بیٹھ جائے۔ یعنی بایاں کو لہذا زمین پر
ٹکائے، اُلٹے پیر کو باہر نکال کر دونوں پیروں کو ایک

لے "ثم یسنع ذلک فی کل بقیۃ صلوٰۃ" (رواہ ابوداؤد عن ابی حمزہ وسندہ صحیح) ومن
الصلوٰۃ ھکذا اربع رکعات" (رواہ ابوداؤد عن رفاعہ وسندہ صحیح) "عزنا قیامہ
فی الاخرین قدر النصف من ذلک" (صحیح مسلم عن ابی سعید)

طرف کر لے، سیدھے پیر کو کھڑا رکھے (اگر پہلی، دوسری یا تیسری رکعت میں سلام پھیرنا ہو تو بیٹھنے کی کیفیت یہی ہوگی) ۱۷

ہاتھوں کی، انگلیوں کی اور نگاہ کی کیفیت وہی رہے گی جو جلسہ کے عنوان کے تحت بیان کی جا چکی ہے۔ انگشت شہادت سے اشارہ اور حرکت کی کیفیت بھی وہی ہوگی جو تعدہ اولیٰ کے عنوان کے تحت بیان کی جا چکی ہے۔ ۱۸

۱۷ "اذا كانت السجدة التي فيها التسليم آخر رجلة اليسرى وقعد متوركاً على شقة الالتر (ابوداؤد عن ابی حمید وسندہ صحیح)" "اذا جلس في الركعة الأخيرة قدم رجلة اليسرى ونصب الأخرى وقعد على مقعدته" (صحیح بخاری عن ابی حمیدؓ)
 ۱۸ "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قعد في التشهد..... عقد ثلاثه وخمسين و اشار باستبابة (صحیح مسلم عن ابن عمرؓ)" "اذا جلس في الصلوة وضع كفه اليمنى على فخذه اليمنى وقبض اصابعه كلها و اشار بانه بعد الحق تلى الابهاام" (صحیح مسلم عن ابن عمرؓ)" "ولا يجاوز بصره اشارته" (ابوداؤد عن ابن الزبيرؓ وسندہ صحیح مرعاة جلد ۲ ص ۴۸)

پھر التَّحِيَّات پڑھے (التَّحِيَّات کے الفاظ پہلے گزر چکے ہیں)

پھر یہ پڑھے :-

أَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ وَآخَسَنُ
الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

{ سب سے بہتر کلام، اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہتر
طریقہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے }

پھر یہ درود شریف پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى

۱۔ "وكان يقول في كل ركعتين التحية" {صحیح مسلم عن عائشة رضی اللہ عنہا} وفي جامع الاصول
ابن الجوزي "سمع من عائشة" (مرعاة جلد اول ص ۵۳) {

۲۔ "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في صلواته بعد التشهد احسن الكلام...
..... عليه وسلم في نساء عن جابر بن عبد الله (سنة صحيح) ورجال الثقات (مرعاة جلد اول
ص ۵۳) {

اَلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
 اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اَلِ اِبْرٰهِيْمَ
 اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
 اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى
 اَلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
 اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اَلِ اِبْرٰهِيْمَ
 اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد پر رحمت نازل
 فرما، جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم
 پر نازل فرمائی تھی، بیشک تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔

۱۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "واخّذ اللہ ابراہیم خلیلہ" عن کعب
 بن عجرۃ رضی عنہ عن ابی مسعودؓ اقبل رجل فقال یا رسول اللہ..... کیف نصلی علیک اذا
 نحن صلینا فی صلاتنا فصمت ثم قال قولوا اللّٰهم صل..... الخ (رواہ ابن خزمیہ
 واسنادہ حسن وصحہ الحاکم لابن خزمیہ جزء ۱ ص ۲۵۱)

اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد پر برکت نازل
 فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم
 پر نازل فرمائی تھی۔ بیشک تو تعریف والا، بزرگی والا ہے؟
 پھر یہ دُعا پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ
 جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَدْرِ وَمِنْ
 فِتْنَةِ الْمَحْجَبِ وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ
 فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ

اے اللہ میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں دوزخ کے
 عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت

اے اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تشهد احدکم فليستعذ بالله من اربع
 يقول اللهم..... الخ (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی) و فی روایۃ اذا
 فرغ احدکم من التشہد الآخر فليستعوذ بالله من اربع (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)
 وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ احدکم من التشہد الآخر فليستعوذ من اربع
 (رواہ احمد و سننہ صحیح۔ بلوغ الامانی جز ۴ ص ۲۹)

کے فتنہ سے اور مسیح و جال کے فتنہ کے شر سے
اس دُعاء کے بعد اپنے لئے جو دُعاء چاہے مانگے یہ
پھر سیدھی طرف مُنہ کرے، حتیٰ کہ پیچھے والوں کو دایاں
رخسار نظر آنے لگے۔ پھر اپنے پاس والے کی طرف متوجہ
ہو کر کہے:-

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
پھر اسی طرح بائیں طرف مُنہ کر کے کہے:-
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
دونوں طرف صرف السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
بھی کہہ سکتا ہے۔

۱۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا تشهد أحدكم فليستعوذ بالله من الشيطان الرجيم... ثم يدعو لنفسه بآية
(رواه النسائي عن أبي هريرة قال سألت (تقریباً) ومحمد بن النوفلي (الموطأ الاماني جزء ۴ ص ۲۹))
۲۔ كان يسمي عن يمينه السلام عليكم ورحمة الله وحشياً يري بياض خده اليمين وعن يساره السلام عليكم
ورحمة الله وحشياً يري بياض خده اليسار (رواه النسائي وابو داود والترمذي عن ابن مسعود ومحمد بن الترمذي)
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سلم أحدكم فليستغث إلى صاحبه (بقية الحديث برصحة آتية)

صلوٰۃ فرض کے بعد بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے یہ

سلام پھرتے ہی اللہ اکبر کے یہ
پھرتین مرتبہ استغفر اللہ کے یہ اور یہ سنائیں

{بقية حاشیه صفحہ گزشتہ} (صحیح مسلم عن جابر بن سمرہ) وعن فاضل قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم فكان يسلم عن يمينه السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وعن شماله السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، في رواه ابوداؤد ونحوه الحافظ (نيل الاوطار جزء ٢ ص ٢٥٢)

۱۷ حدیث السلام منہ (۱) ابوداؤد عن ابی ہریرۃ۔ صحیح الترمذی و صحیح احمد محمد شاہ فی تعلیق قائم علی الترمذی {

٥٢ رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتبة: كان على عهد النبي صلى الله عليه وسلم (صح بخاري كتاب الصلاة من ابن عباس)

۴۳ كنت اعز انقضاء صلاة النبي صلى الله عليه وسلم بالحكبير (صح بخاري كتاب الصلاة عن ابن عباس)

پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ
تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

{اے اللہ تو سلام ہے۔ سلامتی تیری ہی طرف سے ہے۔

جلال و عزت والے تو بابرکت ہے}

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطٍ
لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ
مِنْكَ الْجَدُّ

۱۔ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ من عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
۲۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم عن مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

{ اللہ اکیلے کے علاوہ کوئی الہ نہیں، اُس کا کوئی شریک
نہیں۔ اُسی کی بادشاہت ہے اور اُسی کیلئے تعریف ہے
اور وہ ہر چیز پرستار ہے۔

اے اللہ جو تودے اُسے کوئی روکنے والا نہیں، جو تو روک
لے اُسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی بزرگ شخص کی بزرگی
اُس کو تیرے ہاں فائدہ نہیں پہنچا سکتی {
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ
الْيَعْنَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الشَّانُ
الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ

لَهُ الدِّينَ وَتُوكِّرُهُ الْكَافِرُونَ

{ اللہ اکیلے کے سوا کوئی الہ نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں
بادشاہت اُسی کی ہے، ہر قسم کی تعریف اُسی کے لئے ہے اور وہ

ہر چیز پر قادر ہے۔

نہ کسی میں نیکی کرنے کی قوت ہے اور نہ بُرائی سے بچنے کی طاقت
مگر اللہ کی توفیق سے۔ کوئی الہ نہیں سوائے اللہ کے، ہم کسی کی عبادت
نہیں کرتے سوائے اُس کے، نعمت اُسی کی ہے بغض اُسی کا ہے، اور اچھی
تعریف اُسی کے لئے ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، ہم
خالص اُسی کا دین ماننے والے ہیں خواہ کافروں کو ناگوار ہی
کیوں نہ گزرے!

اگر چاہے تو مندرجہ ذیل اذکار کا بھی ورد کرے :-

۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ، ۳۳ مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ

۱۔ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ عن ابن الزبیر رضی اللہ عنہ۔

۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے یا

۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللہ، ۳۳ مرتبہ الْحَمْدُ لِلّٰہ

۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے یا یہ پڑھے:-

۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللہ، ۳۳ مرتبہ الْحَمْدُ لِلّٰہ

۳۳ مرتبہ اللہ اکبر، پھر ایک مرتبہ:-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

{ نہیں کوئی معبود سوا اللہ اکیلے کے، اس کا کوئی شریک

نہیں، اُسی کی بادشاہت ہے اور ہر قسم کی تعریف اُسی کیلئے ہے

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے }

جو شخص اسے پڑھے اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اگرچہ

وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

۱۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما ۳ صحیح مسلم کتاب الصلوۃ
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ
مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ
بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ

{اے اللہ میں بزدلی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اور میں بُخل
سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اور میں نکمگی عمر سے تیری پناہ طلب کرتا
ہوں۔ اور دنیا کے فتنہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں}
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ
النّٰسِ

آیۃ الکرسی اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

۱۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات و کتاب الجہاد۔
۲۔ عن عقبۃ بن عامر قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقرأ بالمعوذات فی دبر کل صلوة
{رواہ احمد والبداء والنسائی وکتبت عنہ المنذری (مرعاۃ ۱/۳۷) وصحیحہ الحاکم والنسائی
(المستدرک ۲/۲۵۳)} ۳۔ رواہ النسائی فی الکبری عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ وصحیحہ ابن حبان و
المنذری (مرعاۃ جلد ۱ ص ۴۲) ۴۔ رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ وسندہ جید (مرعاۃ
جلد ۱ ص ۴۸)

رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

اے میرے رب مجھے اُس دن اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے

بندوں کو (دوبارہ) زندہ کرے گا

تسبیح و تہلیل وغیرہ کا شمار سیدھے ہاتھ کی انگلیوں
کے ذریعہ کرے گا

نوٹ :- فرض نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا اجتماعی طور پر دعا
کرنا بدعت ہے۔

۱۔ صحیح مسلم عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب استحباب یحییٰ الامام جلد اول ص ۲۸۱
۲۔ عن یسیرۃ قال لما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعقدن بالانامل فان من سئل
مستنطقاً (رواہ احمد والترمذی والبوداؤنی وصحیح السیوطی (نیل الاوطار ج ۱ ص ۱۶)
وعن ابن عمر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقعد تسبیحاً بيمينه (رواہ البوداؤنی
کتاب الصلوۃ باب التسبیح بالحصى ۱/۲۷۲ وسندہ صحیح) التعليقات للالبانی علی مشکوٰۃ
{۱۱۳}

امام اور مقتدی کی صلوٰۃ میں فرق

امام اور مقتدی کی صلوٰۃ میں معمولی سا فرق ہے جو ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

مقتدی کسی بھی رکن کو امام سے پہلے ادا نہ کرے بلکہ ہر کام کو امام کے بعد کرے لیکن اتنا بعد میں بھی نہ کرے کہ امام اور مقتدی کے افعال میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ جب امام اللہ اکبر کہے تو مقتدی بھی اللہ اکبر کہے۔ جب وہ رکوع کرے تو مقتدی بھی رکوع کرے پھر اسی طرح تمام ارکان کو ادا کرے۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبادروا الامام (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ باب انتہی عن مبادرۃ الامام بالتکبیر وغیرہ)
۲۔ انما الامام لیؤتم بہ فلا تختلفوا علیہ فاذا کبر فکبروا واذ رکع فارکعوا (صحیح مسلم باب اتمام المأموم بالامام عن ابی ہریرۃ رض)

امام کے افعال سے کاربیل مطابقت رکھے۔ حتیٰ کہ اگر امام کھڑے ہو کر صلوٰۃ ادا کرے تو مقتدی بھی کھڑے ہو کر صلوٰۃ ادا کرے اور اگر امام بیٹھ کر صلوٰۃ ادا کرے تو مقتدی بھی بیٹھ کر صلوٰۃ ادا کرے خواہ مقتدی کو بیٹھ کر صلوٰۃ ادا کرنے کا عذر ہو یا نہ ہو۔

جب امام رکوع میں پہنچ جائے تو مقتدی رکوع کرے۔ اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت مقتدی اُس وقت ٹھکے جب امام سجدہ میں پہنچ جائے۔

جب امام وَلَا الضَّالِّین کہہ کر امین کہے تو مقتدی

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی قائماً فاعلموا قیاماً، واذا صلی جالساً فصلوا جلوساً (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن انسؓ)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر و رکع فکبروا و اذ رکعوا فان الامام یرکع قبلکم و یرفع قبلکم فتلك بتلك (صحیح مسلم باب التثنية فی الصلوٰۃ عن ابی موسیٰؓ)

۳۔ عن البراءؓ قال لم یمن احد منا ظہرہ حتی یقع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجداً (صحیح بخاری باب منی یسجد من خلف الامام) و فی رواية مسلم حتی یضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہتہ علی الارض (صحیح مسلم باب متابعتہ الامام)

بھی آئین کے، مقتدی امام سے پہلے آئین نہ کہے یہ
مقتدی بھی بلند آواز سے آئین کہے یہ لیکن قرات
بلند آواز سے نہ کرے یہ

جب امام بلند آواز سے قرات کرے تو مقتدی کچھ نہ
پڑھے۔ خاموشی سے سنتا رہے یہ

امام کو چاہیے کہ دو سکتے کرے۔ ایک تکبیر تحریر کے
بعد اور دوسرا قرات ختم کرنے کے بعد رکوع سے پہلے یہ

(رداء ابو داؤد والترمذی و محمد بن عبد شاکر فی تصنیف علی الترمذی)

۱۰ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام غیر المغنوب علیہم ولا الشائین ففتوا
آمین (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ باب جہ المأموم بالشائین وصحیح مسلم باب التسمیع) وقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امن الامام فأمنوا (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)
۱۱ عن عطاء قال ادکت مائتین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طحا المسجد اذا
قال الامام ولا الرضائین سمعت ام رجبہ بآمین لرداء البیہقی وکت علیہ لما نظر (فتح الباری
جلد ۲ صفحہ ۴۱) عن نعیم قال صلیت دراء ابی ہریرۃ..... فقال آمین فقال الناس آمین
(رداء الناسانی ۱/۵۱۰ وسندہ صحیح نیل ۱/۱۶۹)

۱۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم قرا غلفی..... قد علمت ان بعضکم خالجید ما (صحیح مسلم
باب فی المأموم من جہہ بالقراءة) کہ قال اللہ تعالیٰ واذا قرأ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا قرأ فاستمعوا (صحیح مسلم باب التثبت فی السلوۃ عن ابی موسیٰ)
۱۳ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسکت سکتین اذا استفتح واذا فرغ من القراءة کلمت

مقتدی ہر حالت میں سورہ فاتحہ پڑھے لیکن جس رکعت میں امام بلند آواز سے قرأت کرے اُس میں مقتدی سورہ فاتحہ امام کے سکناات میں پڑھے۔ ایسی حالت میں مقتدی کوئی دوسری سورت بالکل نہ پڑھے، البتہ جس رکعت میں امام بلند آواز سے قرأت نہ کرے اُس میں مقتدی سورہ فاتحہ کے علاوہ اگر کوئی دوسری سورت پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو مقتدی
اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے یا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لا تقرأوا بشيء من القرآن اذا جهرت الایام القرآن فانه لا صلوة لم یقرأ بها (رواه ابو داؤد والدارقطنی وقال الدارقطنی رجال کلهم ثقات وحسن الدارقطنی جزء اول ص ۱۲) یقرءون خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انصت فاذا قرأ لم یقرءوا اذا انصت قرؤا (رواه البیہقی فی کتاب القراءة ص ۶۹ و صحیحہ ص ۵۵) ان السلف (ای اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم) کان اذا ام احدہم الناس کبر ثم انصت حتی یظن ان من خلفہ قد قرأ فاتحۃ الکتاب (جزء القراءة للامام البخاری ص ۶۲) زدناہ ثقات وسندہ حسن ۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہے۔ لیکن امام سمیع اللہ من حمدہ کے ساتھ اللہم ربنا وک الحمد یا ربنا وک الحمد بھی کہے اور اتنی آواز سے کہ مقتدی سن لیں یہ

نوٹ:- مقتدی کو سمیع اللہ من حمدہ نہیں کہنا چاہیے جو حدیث

اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے وہ بقول امام دارقطنی محفوظ نہیں

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ”لیرصح فی ذلک شیء“ اس

سلسلہ میں کچھ بھی صحیح نہیں (فتح الباری جز ۲، ص ۲۲۵ و ۲۲۶)

بعد میں آنے والے کو امام کے ساتھ اسی حالت میں شامل

ہو جانا چاہیے جس حالت میں امام ہو۔ جو رکعت رہ جائے اُسے

امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کر لے یہ

{حاشیہ بقیہ مکتبہ گزشتہ} صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الامام سمیع اللہ من حمدہ فتقولوا اللہم ربنا وک الحمد (صحیح بخاری باب فضل اللہم ربنا وک الحمد من ابی ہریرۃ۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال سمیع اللہ من حمدہ فتقولوا ربنا وک الحمد (صحیح بخاری من عائشۃ و انسؓ باب ما جعل اللہ من یومہ صحیح مسلم عن انسؓ باب تمام المأموم بالامام)

۲۔ اذ قال سمیع اللہ من حمدہ قال اللہم ربنا وک الحمد (صحیح بخاری باب یقول الامام ومن خلفہ اذ رفع رأسہ من الركوع من ابی ہریرۃ ؓ) ۳۔ اور ک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ رکعتین

(خاف عبد الرحمن) فلما سلم عبد الرحمن قام یتیم صلوتہ (صحیح مسلم باب تقدیم الجماعة من یصلی بہم)

مرد اور عورت کی صلوٰۃ میں فرق

مرد اور عورت کی صلوٰۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔
حضرت مالک بن حویرثؓ اور اُن کی قوم کے لوگ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس
جانے لگے تو آپؐ نے اُن سے فرمایا تھا:-

”واپس جاؤ اور اپنے اہل و عیال میں قیام
کرو اور اُن کو تعلیم دو۔ اور انہیں حکم دو کہ وہ
اس اس طریقہ سے فلاں فلاں وقت صلوٰۃ ادا

۱۔ عورتوں کے سجدہ کے بارے میں مراسیل ابی داؤد میں ایک روایت ہے: یہ مرسل ہونیکی
وہ سے ناقابل حجت ہے۔ عورتوں کے سینہ تک ہاتھ اٹھانے کے سلسلہ میں طبرانی میں جو روایت
حضرت وائلؓ سے مروی ہے اُس میں ایک راویہ مجہول ہے۔
۲۔ اقیرافیسیم و علموم (مصحیح بخاری باب الاذان للمساقرین)۔

کریں۔ اور صلوٰۃ اسی طریقہ سے پڑھنا جس طریقہ سے
تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔“

اس موقع پر آپ نے اُن لوگوں کو عورتوں کی صلوٰۃ کا کوئی
علیحدہ طریقہ تعلیم نہیں کیا، اگر کیا ہوتا تو حضرت مالک رضی
ضرور اس کی بھی تبلیغ کرتے جس طرح وہ اور باتوں کی تبلیغ
کیا کرتے تھے۔

صلوٰۃ میں بھول واقع ہونا

جب صلوٰۃ میں کسی قسم کی بھول ہو جائے تو سلام کے
بعد دو سجدے کرے، یہ سجدے ہر قسم کی زیادتی اور کمی کے لئے کافی ہیں۔

۱۔ صلوٰۃ کذا فی میں کنا، صلوٰۃ کذا فی میں کنا (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ)
۲۔ صلوٰۃ کما رأیتمونی اُصلی (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الاذان للمسافرین)
۳۔ اذانسی احدکم فلیسجد سجدتین (صحیح مسلم باب السہو فی الصلوٰۃ عن ابن مسعودؓ) نکل سو سجدتان
بعد ما یسلم (رواہ ابو داؤد وابن ماجہ عن ثوبانؓ وسندہ صحیح (یلوغ الامانی جزء ۲ ص ۱۵۶) ثم یسلم
ثم یسجد سجدتین (صحیح بخاری باب قول اللہ تعالیٰ "واستخذوا من مقام ابراہیم مصلی")
عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدتا السہو فی الصلوٰۃ تجزئان
من کل زیارة ونقصان (رواہ ابو یعلیٰ والبیہقی عن عائشة الصدیقة۔ سندہ حسن۔
صحیح الجامع الصغیر للالبانی جزء اول ص ۶۸)

اگر رکعات کی تعداد میں بھول ہو جائے تو شک کو چھوڑ دے اور یقین پر اعتماد کرے (مثلاً تین اور چار میں شک ہو تو چوتھی کو شمار نہ کرے اس لئے کہ وہ مشکوک ہے۔ تین پر یقین ہے، لہذا ایک رکعت اور پڑھے)

پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے (اس صورت میں سجدوں سے پہلے سلام نہ پھیرے) لے

جب سو کے سجدے کرے تو اللہ اکبر کہے اور اپنے سجدوں کے مثل یا اُن سے بھی زیادہ طویل سجدہ کرے، پھر سر اٹھائے اور اللہ اکبر کہے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے سجدہ کے مثل سجدہ کرے، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے لے سو کے سجدے سلام کے بعد کرے یا سلام سے

لے نلیطرح الشک دلیلین علی ما استیقن ثم لیجد سجدتین قبل ان یسلم (صحیح مسلم عن ابی سعید)
 ۲۷ ثم یسلم ثم یبر فسجد مثل سجودہ ادا طول ثم رفع رأسہ فکبر ثم وضع رأسہ فکبر سجد مثل سجودہ ادا طول
 ثم رفع رأسہ فکبر (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)

پہلے ہر حال میں ان سجدوں کے بعد سلام پھیرے یہ
 اگر قعدہ اولی بھول جائے اور سیدھا کھڑا ہو جائے تو
 پھر نہ بیٹھے بلکہ کھڑا ہے، پھر آخر میں سو کے سجدے کرے۔
 اگر امام بھولے تو اس کو یاد دلانے کے لئے مرد سبحان اللہ
 کہیں اور عورتیں ہاتھ پر ہاتھ ماریں۔

اگر امام قرأت میں بھلا دیا جائے تو مقتدی اسے یاد دلا دے۔
 نوٹ: سجدہ سو سے پہلے صرف ایک سلام پھیرنے کا کوئی ثبوت
 نہیں۔

۱۔ ثم سلم ثم سجد سجدتي ايهو ثم سلم (صحیح مسلم عن عمران) کبر قبل التسليم فسجد سجدتين وصوت بس
 ثم سلم (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبد اللہ بن یحیٰ بن زبیر) (۲)
 ۲۔ قام مغيرة ولم يجلس فاستخ من خلفه فاشار اليهم ان قوموا بنا..... قال هكنا صنع بنار رسول الله
 صلى الله عليه وسلم (رواه ابو داود والترمذي وصححه الترمذي - نيل الاوطار جزء ۳ ص ۱۰)
 ۳۔ من نأبشني في صلوة فليبع فانما تصفيق للنساء (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن سهل بن سعد)
 ۴۔ صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة فقرأ فيها فلبس عليه فلما انصرف قال لأبي....
 ما منعك (رواه ابو داود ۱۴۸۸ وسنده صحيح - صلاة النبي للالباني ص ۱۳) وزاد ابن حبان
 ان تفتحا على درجال ثقات (نيل ۲۶۹) وفي الباب عن مسود (جزء القراءة للبخاري ص ۱۸)
 وسنده حسن وعن انس كنا نفتح على الأئمة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وسنده صحيح المستدرك
 (۲۶۹)

اگر بھول سے کوئی رکعت رہ جائے اور امام سلام
پھیرنے کے بعد مسجد سے نکل جائے تو اسے چاہیئے کہ
واپس مسجد میں آئے اور دوبارہ اقامت کسوا کر بھولی
ہوئی رکعت ادا کرے۔

۱۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی یوما فلم وقد بقیت من الصلوۃ رکعتہ فادرکہ
رجل فقال نیت من الصلوۃ رکعتہ فدخل المسجد وامر بلا اقامۃ الصلوۃ فصلی
للناس رکعتہ (رداۃ النسا فی کتاب الاذان ۷/۱ ورواہ الحاکم وسندہ صحیح۔
المستدرک ۳۲۳/۱)

صلوة الجمعة

صلوة الجمعة ہر مسلم پر جماعت کے ساتھ فرض ہے، سوائے غلام، عورت، بچہ اور مریض کے یہ

جمعہ کی صلوٰۃ کے لئے بہتر ہے کہ بہت سویرے پیدل چلتا ہوا مسجد آجائے اور امام کے قریب جگہ حاصل کرے یہ جب امام منبر پر بیٹھ جائے اور اذان دی جائے تو پھر کسی کاروبار میں مشغول نہ ہو، بلکہ فوراً مسجد کی طرف روانہ ہو جائے۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعة حق واجب على كل مسلم في جماعة الا على اربعة علة مملوك امرأة او صبي او مريض (رواه الحاكم عن ابی موسیٰ وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ ص ۲۸۹ ورواه ابوداؤد عن طارق)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بکروا بتکرؤشی ولم یرکب دنا من الائمہ.... (رواہ ابوداؤد وغیرہ عن ابی موسیٰ وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ ص ۲۹۴) ادنوا من الائمہ (حاکم جلد ۲ ص ۲۸۹) ۳۔ قال اللہ تبارک تعالیٰ "اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسعوا لی ذکر اللہ وذروا البیع" (سورة الجمعة)

جمعہ کے دن ضرور نہائے، مسواک کرے اور اگر میتر ہو تو خوشبو بھی لگائے، سر میں تیل ڈالے، بہترین لباس پہنے اور اچھی طرح وضوء کر کے مسجد کو روانہ ہو۔
 مسجد پہنچ کر لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے نہ بڑھے، نہ دو آدمیوں کے درمیان تفریق کرے (یعنی نہ گردنیں پھلانگے اور نہ دو آدمیوں کے درمیان گھس کر کھڑا ہو)۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم وان لیتم وان
 یبس علیہ ان وجد (صحیح بخاری عن ابی سعید)
 ۲۔ ویدھن من دھنہ (صحیح بخاری عن سلمان)
 ۳۔ ولبس من احسن ثیابہ (رواہ ابو داؤد و احمد عن ابی ہریرۃ و سندہ صحیح۔
 مرعاة جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)
 ۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء ثم اتی الجمعة.....
 (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رحمہ)
 ۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "فلم یخط أعناق الناس" (رواہ ابو داؤد
 عن ابی ہریرۃ رحمہ و سندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)
 ۶۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "فلا یفرق بین اثنين" (صحیح بخاری عن سلمان)

مسجد پہنچ کر (دو رکعت تحیۃ المسجد کے علاوہ) جتنے نفل

چاہے پڑھے

تحیۃ المسجد پڑھنی ضروری ہے، اس کو کسی حال میں نہ
چھوڑے، اگر خطبہ شروع ہو گیا ہو تب بھی تحیۃ المسجد پڑھ کر

بیٹھے لیکن ہلکی پڑھے

پھر جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش ہو کر توجہ
کے ساتھ خطبہ سنے

دوران خطبہ کسی سے بات نہ کرے۔ بلکہ کسی بات
کرنے والے سے یہ بھی نہ کہے کہ ”چپ رہو“

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”ثم یصلی ما یتبہ“ (صحیح بخاری عن سلمان) فصلی ما
قدرا (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) ۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء احدکم
یوم الجمعة والامام یخطب فلیسمع کعبتین ولیتجاوز فیہما (صحیح مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ وروی البخاری
نحوہ فی بابا ما فی التطوع منہ) ۳۔ ثم ینصت اذا تکلم الامام (صحیح بخاری عن
سلمان) فاستمع وانصت (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)
۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قلت لصاحبک یوم الجمعة انصت والامام یخطب
فقد لغت (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

بات کرنے والے کا جمعہ ضائع ہو جاتا ہے۔
 کنکری وغیرہ کو ہاتھ نہ لگائے۔ یہ نہ کسی کام میں مشغول ہو۔
 جب امام منبر پر آکر بیٹھ جائے تو مؤذن مسجد کے دروازہ پر
 امام کے سامنے کھڑے ہو کر اذان دے۔

نوٹ:- اس اذان سے پہلے کوئی اور اذان مسنون نہیں ہے۔
 امام کو چاہیے کہ کھڑے ہو کر دو خطبے دے۔ ان خطبوں میں
 قرآن مجید کی تلاوت کرے اور لوگوں کو نصیحت کرے، دونوں
 خطبوں کے درمیان بیٹھ جائے۔ یہ خطبے مختصر دے لیکن تفریط

۱۔ قال رجل لابن کعب متى انزلت هذه.... فاشار اليه ان اسكت فلما انصرفوا قال
 ابی یس لک من صلاتک ایوم.... فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق ابی (روا
 احمد وابن ماجہ وسندہ صحیح - بوزج ۱۱۱)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "من مس الحصى فقد لغا" (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رض)
 ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ولم یلغ" (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی عن اوس بن
 وسندہ صحیح - معاۃ ۲۶ ص ۲۹) ۴۔ کان النداء یوم الجمعة اول اذا جلس الامام علی المنبر
 (تج بکلی) ۵۔ فی ذلک کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی باب المسجد (ابوداؤد وسندہ صحیح)
 ۶۔ کانت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبتان یجلس بینہما یقرأ القرآن ویذکر الناس (صحیح مسلم عن ابن عمر رض)

سے بچتے ہوئے یہ ہر خطبہ کی ابتداء حمد و ثنا سے کرے۔
 خطبہ میں آواز کو بلند کرے۔ ہر جمعہ کو خطبہ میں سورۃ ق تلاوت
 کرے۔ خطبہ میں دونوں ہاتھ نہ ہلائے، صرف ایک ہاتھ کی انگشت
 شہادت سے اشارہ کرے۔ خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا یا کمان
 لے لے۔

امام کے منبر سے اترتے ہی اقامت کی جائے یہ
 پھر امام کو چاہیے کہ زوال ہوتے ہی دو رکعت صلوٰۃ
 پڑھائے، صلوٰۃ کو طول دے لیکن افراط سے بچتے ہوئے۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتمروا الخطبۃ (صحیح مسلم عن جابر بن جبر)۔
 ۲۔ وعدۃ موتہ (صحیح مسلم عن جابر)۔ ۳۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ اکل بیتہ علی المنبر
 افا خطب الناس (صحیح مسلم عن ام مہنام)۔ ۴۔ ما یرید علی ان یقول بیدہ کلذا و اشار باجمہ
 السبعۃ (صحیح مسلم عن عمارۃ)۔ ۵۔ فقام متوکل علی عصا او قوس فحمد اللہ و اشنی علیہ (رواہ
 ابوداؤد عن الحکم بن حزن سندہ حسن۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۳۲)۔ ۶۔ کان بلالؓ یشیء یشیء یشیء یشیء
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ احمد و النسائی و مسکت علیہ الحافظ۔ فتح بہم و سند حسن)
 ۷۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلیلوا الصلوٰۃ (صحیح مسلم عن عمار)۔ ۸۔ کان صلوٰۃ قصدا (صحیح
 مسلم عن جابر بن سمیرہ)۔ ۹۔ کان لنبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الجمعة من قبل الشمس (صحیح بخاری
 من مسند)۔ ۱۰۔ و من عمر قال..... صلوٰۃ الجمعة رکعتان..... تمام من غیر قصر علی لسان محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم (رواہ احمد و النسائی و رجالہ رجال الصحیح۔ نیل امّ)۔ ۱۱۔ و رواہ البیہقی بسند صحیح عن عمر
 موقوفاً۔ یوغ ۱۲۔ عمو کان یخطب الناس کمد اللہ و یشنی علیہ (صحیح مسلم)

جمعہ کی صلوٰۃ میں مندرجہ ذیل سورتیں پڑھی جائیں:-

① سُورۃ الجمعۃ اور سُورۃ المنافقون ۱۰۰ یا

② سُورۃ الاعلیٰ اور سُورۃ الغاشیۃ ۱۰۰ یا

③ سُورۃ الجمعۃ اور سُورۃ الغاشیۃ ۱۰۰

صلوٰۃ الجمعۃ کے بعد چار رکعت دو سلام سے پڑھے۔

متفرق مسائل | اگر جمعہ کے دن (مسجد میں) اونگھ آئے تو جبکہ بدل دے۔

بہتر ہے کہ جن کپڑوں میں روزانہ کام کاج کرتا ہے ان کے علاوہ دو

کپڑے جمعہ کیلئے علیحدہ رکھے۔ شب جمعہ کو عبادت کیلئے خاص نہ کرے۔

۱۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بہما (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ ر)

۲۔ کان یقرأ سورۃ الجمعۃ وحل اشک حدیث الغاشیۃ (صحیح مسلم عن النعمان) کان یقرأ

بسم اسم وحل اتاک (صحیح مسلم) صلوٰۃ اللیل والنہار غنی مثنی (ابوداؤد، سند صحیح)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم بعد الجمعۃ فصلوا اربعاً (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے احدکم ان وجد ان یثنی ثوبین لیوم الجمعۃ سوی

ثوبی ہنئۃ (رواہ ابوداؤد عن یوسف بن عبد اللہ بن سلام وسند صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۹۹)

وروی نحوہ ابن عبد البر فی التہذیب عن عائشۃ وسند صحیح۔ مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۹۹) صحیح مسلم

عنه قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نعت احدکم یوم الجمعۃ فلیتھول من مجلسہ ذلک

(رواہ احمد والترمذی وسندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۳۳۹)

صلوة الخوف

صلوة الخوف کی ایک رکعت فرض ہے۔ یہ
صلوة الخوف کی دو رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ یہ
صلوة الخوف سے پہلے اذان دی جائے۔ یہ
صلوة الخوف پڑھنے کی مختلف صورتیں ہیں۔

① پہلی صورت :- اسلامی فوج کے داو حصے کر دئے
جائیں۔ ایک حصہ امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور دوسرا
حصہ دشمن کے مقابلہ پر ہے۔ امام اپنے ساتھ کھڑے ہونے
والوں کو ایک رکعت پڑھائے۔ دوسری رکعت کی ابتداء
میں یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور وہ لوگ جو

۱۔ فرض اللہ الصلوة علی لسان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم..... فی الخوف رکعة (صحیح مسلم علی بن عباس)
۲۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمر و غیرہ
۳۔ فتاویٰ بالصلوة (صحیح مسلم عن جابر رض)

اب تک دشمن کے مقابلہ میں صف آراء تھے امام کے پیچھے آکر کھڑے ہو جائیں۔ اب امام اُن لوگوں کو ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے، پھر ہر ایک مجاہد ایک رکعت اور تنہا ادا کر لے۔

② دوسری صورت :- اسلامی فوج کے دو حصے کرے جائیں۔ ایک حصہ امام کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرنے کھڑا ہو جائے اور دوسرا حصہ دشمن کا مقابلہ کرتا رہے۔ امام اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھا کر کھڑا ہے مقتدی ایک رکعت اور علیحدہ علیحدہ پڑھ لیں۔ پھر دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں۔ اب وہ لوگ جو دشمن

لے قامت طائفۃ معہ واقبلت طائفۃ علی العدو و رکع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بمن معہ و سجد سجدین ثم انصرفوا مکان الطائفۃ انتم لم تفعل فجاہوا فرکع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بہم رکعة و سجد سجدین ثم سلم فقام کل واحد منهم فرکع لنفسہ رکعة
و سجد سجدین (صحیح بخاری عن ابن عمرؓ)

کے مقابلہ میں تھے امام کے پیچھے آکر کھڑے ہو جائیں۔ امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھا کر بیٹھ جائے اور یہ لوگ ایک رکعت علیحدہ علیحدہ پڑھ لیں۔ پھر امام ان کے ساتھ سلام پھیرے۔^۱

③ تیسری صورت :- اسلامی فوج کے دو حصے کئے جائیں۔ ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں رہے۔ دوسرے حصہ کو امام دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے۔ پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور وہ لوگ جو دشمن کے مقابلہ میں تھے آجائیں۔ اب امام اُن کو بھی دو رکعت پڑھائے اور سلام پھیر دے۔ اس صورت میں امام کی چار

۱۔ ان طائفتہ صفت معہ وطائفتہ وجاہ العدو فصلت بالقی معہ رکعت ثلثت قائما و اتوا
لأنفسهم ثم انصرفوا فاضفوا وجاہ العدو وجاہت الطائفتہ الاخری فصلت بهم الرکعتہ الثانیة
من صلواتہ ثم ثلثت جالسا و اتوا لأنفسهم ثم سلم بهم (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن صالح بن خواتم
عن سلمة مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

رکعت ہوں گی اور باقی سب کی دو دو۔ لے

مغرب کی صلوٰۃ اسی صورت سے پڑھی جائے۔ امام کی
چھ رکعتیں ہوں گی اور باقی سب کی تین تین۔ لے

④ چوتھی صورت :- دشمن قبیلہ کی طرف ہو تو پوری

اسلامی فوج دو صفوں میں کھڑی ہو جائے، امام قیام
کرے سب قیام کریں۔ امام رکوع کرے، سب رکوع
کریں۔ امام سر اٹھائے، سب سر اٹھائیں۔ پھر امام سجدہ

لے فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطائفہ رکعتیں ثم تأخر وأصله بالطائفہ الاخری
رکعتیں فكانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع رکعات وللقوم رکعتان..... (صحیح مسلم
عن جابر بن عبد اللہ) فصل بطائفہ رکعتیں ثم سلم ثم جاء طائفہ اخرى فصل بهم رکعتیں ثم سلم
في رواه البيهقي في شرح السنه والنسائي عن جابر بن عبد اللہ وروى احمد نحوه - بلوغ ۱۱۳ د سند
صحیح) وروى ابن حزم عن ابی بکر بن محمد - وروى احمد وابوداؤد والنسائي عن ابی بکر بن محمد
بسنن لا بأس به (بلوغ الاماني جزء ۱ ص ۲۱)

لے صلی بالقوم في الخون صلوٰۃ المغرب ثلاث رکعات ثم انصرف وجاء الاخرون فصل بهم ثلاث
رکعات (رواه الدارقطني والحاكم عن ابی بکر بن محمد والحاكم على شرط الشيخين واتفقوا في النهي.
مرعاة جلد ۲ ص ۲۱۹ والمستند جزء اول ص ۲۲۴)

کے اور اس کے ساتھ صرف اگلی صف سجدہ کرتے پچھلی صف دشمن کے مقابلہ میں کھڑی ہے۔ پھر جب پہلی صف کھڑی ہو جائے تو دوسری صف سجدہ کرے۔ دونوں سجدوں کے بعد پچھلی صف آگے آجائے اور اگلی صف پیچھے چلی جائے، پھر پہلی رکعت کی طرح پہلے اگلی صف سجدہ کرے، پھر جب یہ لوگ کھڑے ہو جائیں تو پچھلی صف سجدہ میں چلی جائے، جب یہ لوگ سجدہ کر لیں تو سب بیٹھ جائیں اور امام کے ساتھ سب سلام پھیریں۔

⑤ پانچویں صورت :- اسلامی فوج کے دو حصے کئے

صلی بنارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.... فصنفنا خلفہ صفین والعدو بیننا و بینہ القبلة فکبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکبرنا جمیعاً ثم رکت و رکعنا جمیعاً ثم رکت ایز و رکعنا جمیعاً ثم انحدربا السجود والصف الذی یلیہ قام الصف المؤمنون فلما قفوا السجود قام الصف الذی یرید انحدرا الصف المؤمنون بالسجود ثم قاموا ثم تقدم الصف المؤمنون و تاخر المقدم.... ثم سلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسلمنا جمیعاً فلما رایت فلما سجدا الصف الثاني ثم جلسوا جمیعاً لا یخرج مسلم عن جابذة

جائیں، ایک حصّہ دشمن کے مقابلہ میں رہے اور ایک حصّہ کو امام ایک رکعت پڑھائے۔ یہ حصّہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے اور دوسرا اگر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ اس صورت میں امام کی دو رکعتیں ہوں گی اور مقتدیوں کی ایک ایک رکعت رہے۔

⑥ چھٹی صورت :- اسلامی فوج کی دو جماعتیں کر دی جائیں، ایک جماعت امام کے پیچھے قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جائے، دوسری جماعت قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے دشمن کے مقابل کھڑی رہے۔ امام تکبیر کہے۔ دونوں جماعتیں

۱۔ صف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس خلفه صفین صف خلفه وصفا موازی العد ونصلی بالذین خلفه رکعت ثم انصرف فحوّلوا وجاءوا لک فکف فکف بهم رکعت ولم یقفوا رکعت (رواہ النسائی عن ابن عباسؓ ورجالہ ثقات وصحاح ابن حبان وغیرہ) (نیل جزرہ ص ۲۴۳) وصحاح الحاکم والذہبی (المستدرک ۱/۱۳۱) اوقال حذیفہؓ "فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوّلوا رکعت وبنو لاء رکعت ولم یقفوا (رواہ ابو داؤد والنسائی ورجالہ رجال الصحیح) (نیل جزرہ ص ۲۴۳) وصحاح الحاکم والذہبی (المستدرک ۱/۱۳۱) ورواہ النسائی والترمذی نحوہ عن ابی ہریرۃ وصحاح الترمذی (بلوغ جزرہ ص ۱۲۱)

تکبیر کہیں، پھر امام رکوع کرے اور سجدے کرے تو قریب والی
 جماعت رکوع کرے اور سجدے کرے۔ دوسری جماعت بدستور
 دشمن کے مقابل کھڑی ہے۔ پھر جب امام کھڑا ہو جائے تو یہ
 جماعت بھی کھڑی ہو جائے اور اب یہ دشمن کے مقابل کھڑی
 ہو جائے اور وہ جماعت جو دشمن کے مقابل تھی اُن کے مقام پر
 آجلے۔ امام کھڑا ہے اور یہ جماعت رکوع اور سجدے کر کے
 کھڑی ہو جائے۔ پھر امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے۔
 امام رکوع اور سجدے کرے تو یہ بھی رکوع و سجدے کریں۔
 اور وہ لوگ جو دشمن کے مقابل کھڑے ہیں بدستور کھڑے رہیں۔
 پھر امام اور قریب والی جماعت سجدے کر کے بیٹھ جائے اور
 وہ لوگ جو دشمن کے مقابل تھے اگلی جماعت کے پیچھے آکر رکوع اور سجدے
 کریں اور بیٹھ جائیں۔ پھر امام سلام پھیرے اور دونوں جماعتیں
 سلام پھیریں۔ لے

{حوالہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں}

⑤ ساتویں صورت :- اسلامی فوج کو دو جماعتوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک جماعت امام کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرنے کھڑی ہو جائے اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل کھڑی رہے۔ امام پہلی جماعت کے ساتھ قیام کرے، رکوع کرے اور ایک سجدہ کرے، پھر امام بیٹھ جائے اور مقتدی بیٹھنے کے بعد دوسرا سجدہ کریں، پھر یہ لوگ کھڑے ہو کر پیچھے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت آکر امام کے پیچھے صف بنالے، پھر یہ لوگ قیام اور رکوع تنہا کریں، پھر امام اپنا دوسرا سجدہ ان لوگوں کے ساتھ کرے۔ پھر امام

{حاشیہ گذشتہ صفحہ} اے قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصلوٰۃ العصر وقامت معه طائفۃ وطائفۃ آخری مقابلۃ العدو، ظہور ہم الی القبلة ثم رکع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکعة مو الطائفۃ التي تليهم سجد وسجدت فقام وقامت فذهبوا الی العدو واقبلت الطائفۃ التي كانت مقابلۃ العدو فركعوا وسجدوا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم كما هو ثم قاموا فركع وركعوا معه وسجدوا معه ثم اقبلت الطائفۃ التي كانت تقابل العدو فركعوا وسجدوا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم ومن تبعه فسلموا جميعا (رواه احمد وابوداؤد والنسائي وشمس الدين ابو داود وشمس الدين)

کھڑا ہو جائے اور یہ لوگ اپنا دوسرا سجدہ کریں ، پھر
دونوں جماعتیں امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑی ہو جائیں۔
پھر امام جلدی جلدی اُس رکعت کو ان سب کے ساتھ
ادا کرے اور سب کے ساتھ سلام پھیرے یہ

۸ آٹھویں صورت :- جب جماعت کرنا ناممکن
ہو جائے تو سواری پر یا پیدل چلتے پھرتے ، بھاگتے دوڑتے
انفرادی طور پر سر کے اشارے سے صلوٰۃ ادا کرے یہ



۱۔ فصیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس سعدین ثم مکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حالاً وسجداً لانفسہم السجدة الثانية فاقبلت الطائفة الاخرى ثم سجد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السجدة الثانية فوجه وامرهم قام وسجدوا لانفسہم السجدة الثانية
ثم قامت الطائفتان جميعاً ثم سلم فسلموا (رواہ احمد وابوداؤد عن عائشة ورواہ
صحیح - بلوغ الامانی جزء ۱ ص ۲۶)

۲۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ فان خفتهم فربحاً لا اؤذونکنا (بقرہ ۲۳۹) وقد صلی عبد اللہ بنی انش
على عمدا بنی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یبکی ویصل یومی ایما (رواہ احمد وابوداؤد وسندہ
حسن - نیل جز ۲ ص ۲۶۲) وقال صلی اللہ علیہ وسلم انما هو التکبیر الاشارة بالراس (بیہقی و
سندہ صحیح - صلاة النبی للناسم الذی الابانی ص ۶۴)

متفرق مسائل

(۱) پہلی جماعت جو امام کے ساتھ صلوٰۃ ادا کرے وہ اپنے ہتھیار پہنے رہے۔ جب دوسری جماعت امام کے پیچھے صلوٰۃ ادا کرے تو وہ بھی اپنا دفاعی سامان اور ہتھیار پہنے رہے۔

(۲) بارش اور بیماری کے عذر سے ہتھیار اتارنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن دفاعی سامان پھر بھی پہنے رہنا چاہیے۔

(۳) جب صلوٰۃ ختم ہو جائے تو بھی کھڑے، بیٹھے، اور

۱۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ "واذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معك وليأخذوا اسلحتهم فاذا سجدوا فليكنوا من وراءكم ولتأت طائفة اخری لم یصلوا فلیصلوا معك ولیأخذوا حذرهم واسلحتهم" [نساء- ۱۰۲]

۲۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ "ولا جناح علیکم ان کان بکم اذی من مطر او كنتم مرضی ان ترضعوا اسلحتکم وخذوا حذرکم" [نساء- ۱۰۲]

کروٹوں پر لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے، یعنی
کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کو نہ بھولے۔

سجدۂ شکر

جب کوئی خوشی کی خبر سنے تو سجدۂ شکر ادا کرے۔

۱۔ قال اللہ عز وجل "فاذا قضيت الصلوة فاذكروا اللہ قیماً و تعوذاً قلی جنوبکم ۛ
(نساء - ۱۰۳)

۲۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء امر سروراً و یسر بہ غر ساجداً شاکراً للہ تعالیٰ
(رواہ ابوداؤد و الترمذی و سندہ حسن - التعلیقات ۱/۲۶۴)

صلوة العیدین

عید کے دن نہلے اور اچھا لباس پہنے، عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے قبل چند طاق کھجوریں کھائے یہ اور اگر صدقہ فطر ابھی تک ادا نہ کیا ہو تو عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دے یہ صدقہ فطر مساکین میں سے بچے، بڑے، مرد، عورت، آزاد، غلام ہر ایک کی طرف سے ایک صاع (یعنی تقریباً ۲ ۱/۲ کلو گرام) طعام ادا کرے یہ

۱۔ وجہ مندرجہ من استبرق تباع فی السوق فقال یا رسول اللہ اتبع هذه فتجمل بها للعید وللوفد فقال هذه لباس من لا خلاق له (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمر رض) سال رجل یلیا ۲۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یفد ویوم الفطر حتی یأکل تمرات (صحیح بخاری عن انس رض) ویأکل من و ترأ (رواہ احمد عن انس رض) سکت علیہ الحافظ فی فتح الباری و سندہ حسن ۳۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افتر بزاكاة الفطر ان تؤدی قبل خروج الناس الی الصلاة (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمر رض) ۴۔ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زكاة الفطر صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر علی العبد و الحر و الذکر و الانثی و الصغیر و الکبیر من المساکین (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمر رض) عن ابی سعید کنا نخرج فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیم افطر صاعاً من طعام (صحیح بخاری) ادوا صاعاً من طعام فی الفطر (بیہقی۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر جزء اول ص ۱۸۱)

نوٹ :- طعام سے مراد وہ چیز یا غلہ ہے جو عام طور پر کھانے میں استعمال ہوتا ہو۔

عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ جانے سے قبل کچھ نہ کھائے۔
صلوۃ العید کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیئے۔

صلوۃ العید میں عورتوں کو بھی شریک ہونا ضروری ہے۔
اگر بعض عورتیں اذیتِ ماہانہ کی وجہ سے صلوۃ نہ پڑھ سکیں
تو علیحدہ بیٹھ جائیں اور لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں
کہتی رہیں، اُن کی دُعاؤں کے ساتھ دُعا ئیں مانگتی رہیں
اور عید کے دن کی خیر و برکت اور طہارت (وپاکیزگی) کی

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول ما نبدا بہ فی یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع
فننم (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن البراء) کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... لا یطعم یوم
الاضحیٰ حتی یصلی (رواہ الترمذی و احمد و صحابہ ابن القطان و ابن حبان و الذہبی۔ مرعاة
جلد ۲ صفحہ ۳۳، المستدرک ۴۹۴ و ج ۱۱۹ و سندہ صحیح۔ التعليقات للالبانی ۱/۴۴)
۲۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلی (صحیح بخاری و صحیح
مسلم عن ابی سعید رضی)

امیدوار رہیں۔ اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ
 ہو تب بھی عید گاہ ضرور جائے البتہ کسی ساتھ والی عورت کو
 چاہیے کہ اپنی چادر میں اُسے بھی چھپالے یہ
 عورتیں زیور پہن کر عید گاہ جاسکتی ہیں یہ
 عید کی صلوٰۃ دو رکعت فرض ہے یہ

صلوٰۃ عید کا وقت تقریباً وہی ہے جو صلوٰۃ الضحیٰ (یعنی اشراق)

۱۔ عن امّ عطیہؓ قالت امرنا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ان یمخرج الخبیض یوم العیدین ذوات
 الخد در فی شہدن جماعۃ المسامین ودعوتہم وتعتزل الخبیض عن مصلاتہن قالت امراۃ یا
 رسول اللہ اصدنا لیس لہا جلیبا قال لتلبسہا صا صبتہا من جلیبا بہا (صحیح بخاری
 صحیح مسلم) وفی روایۃ شہدن الخیر (صحیح بخاری) وفی روایۃ یکبرن تکبیرہم ویعدون بدعائہم
 ویرحبک برکۃ فلک الیوم وظلرتہ (صحیح بخاری) وفی روایۃ حتی یمخرج البکر من خدرھا (صحیح بخاری)
 ۲۔ عن (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بان صدقۃ قال ابن عباسؓ فرأیتہن یوین الی
 اذانہن وحلو قمن یدفن الی بذاک (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
 ۳۔ قال اللہ تعالیٰ ولتکبروا للہ علی ما صدکم (بقرۃ۔ ۱۸۵) فصل لربک وانحر (کوثر۔ ۲) صلی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر کعبین (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عباسؓ) امرہم...
 ان یقعدوا الی مصلاتہم (رواہ ابو داؤد والنسائی وسندہ صحیح۔ مرآۃ جلد ۲ ص ۳۳۶) عن عمرؓ
 قال صلوٰۃ الاضحیٰ رکعتان وکسلوۃ الفطر رکعتان..... تمام غیبہ قصر علی لسان محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم (رواہ احمد والنسائی ورجالہ رجال الصحیح۔ نیل جردۃ ص ۱۴۲) ورواہ ابن خزیمہ وسندہ صحیح۔
 ابن خزیمہ ج ۲ ص ۲۴۲ ورواہ البیہقی بسند صحیح عن عمر موقوفاً۔ بلوغ ۷ ج ۱)

کا ہے۔ جب عید گاہ کے لئے روانہ ہو تو راستہ میں بلند آواز سے تکبیر پڑھتا ہے۔ عید کی صلوٰۃ سے پہلے کوئی صلوٰۃ ہے اور نہ عید کی صلوٰۃ کے بعد کوئی صلوٰۃ ہے۔

صلوٰۃ عید سے پہلے نہ اذان دی جائے نہ اقامت ہے۔ عید کی صلوٰۃ کو طول دے لیکن افراط سے بچتے ہوئے۔ عید کی صلوٰۃ میں بارہ تکبیریں زائد کی جائیں۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد مسلسل سات تکبیریں کی جائیں۔ دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے ہی قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کی

۱۔ عن عبد اللہ بن بسر انہ خرج مع الناس يوم عيد فذكر ابطار الامام وقال انا كنا قد فرغنا ساعتنا هذه وذلك حين اتبع (رواه ابو داؤد ورجالہ ثقات نیل ج ۳ ص ۲۳۸ و سندہ صحیح)
 ۲۔ لم یصل قبلهما ولا بعدهما (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی عباس)
 ۳۔ صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العیدین بغیر اذان ولا اقامۃ (صحیح مسلم عن جابر بن سمرہ)
 ۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلیوا الصلوۃ (صحیح مسلم عن عمار بن کانت صلوۃ قصدا) (صحیح مسلم عن جابر بن سمرہ)
 ۵۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج فی العیدین راغلا صوته بالتہلیل والتکبیر (رواہ البیہقی و تواترہ علیہ ابانی۔ الاحادیث الصحیحة حدیث نمبر ۱۷۰) کان ابن عمر یتکبیر (رواہ البیہقی و صحیحہ نیل ۲۴۵)۔ نوٹ :- تکبیر کے الفاظ صلوٰۃ کے حاشیہ

جائیں۔ ہر تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں۔

پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ "ق" پڑھی

جائے اور دوسری رکعت میں سورہ "قر" یا

پہلی رکعت میں سورہ "اعلے" پڑھی جائے اور دوسری

رکعت میں سورہ "غاشیہ"۔ اگر عید جمعہ کے روز ہو تو دونوں

صلوۃ العید کے بعد امام اپنی جائے صلوۃ پر کھڑے ہو کر خطبہ دے۔

۱۔ قال ابی صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر العید فی الاوئی خمس فی الاخرة والقراءة بعد ما کتبتھا لرواہ
ابوداؤد عن عبد اللہ بن عمرو وقال البخاری سندہ صحیح ومحمد علی وقال العراقی اسنادہ صالح (مرقاۃ
جلد ۲ ص ۳۹) و فی الباب عن عائشہ عند احمد و ابی داؤد عن عبد الرحمن بن عوف عنہ
البرز عن ابی ہریرۃ عند احمد ۲۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفعہ فی کل کبیرۃ
قبل الزکوة (ابوداؤد والدارقطنی عن عبد اللہ بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسندہ
صحیح۔ ۳۔ صحیح مسلم عن ابی ہاشم۔ ۴۔ صحیح مسلم کتاب الجمعة عن النعمان بن بشیر
۵۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یؤخرہ و عمرہ یصلون قبل الخطبۃ (صحیح بخاری و صحیح مسلم
عن ابن عمر) فصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم خطب (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عباس)
قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر فصل فی قیامہ بالصلوۃ ثم خطب فلما فرغ نزل
(صحیح بخاری عن جابر بن عبد اللہ) فیصرف فی الناس قائمًا فی مصلاہ (ابن حبان بکتب عن الحافظ فتح
عمرہ کیونکہ رکوع پہلے ہاتھ باندھنا سنت ہے لہذا تکبیرات نہ داند کہ بعد ہاتھ باندھ لینے
چاہئیں۔ ۶۔ اذا اجتمع عید الجمعة فی یوم واحد یقرأ بکھا ایضاً فی الصلوۃین (صحیح
مسلم کتاب الجمعة)

بی اعلیٰ اور غاشیہ پڑھے

خطبہ مختصر دے لیکن تفریط سے بچتے ہوئے یہ
 لوگوں کو چاہیے کہ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھیں، امام
 انہیں نصیحت کرے، حکم دے اور جوابم باتیں ہوں وہ بتائے
 مثلاً جہاد وغیرہ کی تیاری کا حکم دے یہ
 اگر عورتوں نے خطبہ نہیں سنا، ہو تو ان کے قریب جا کر انہیں
 بھی وعظ و نصیحت کرے مرد اب بھی بیٹھے رہیں، کھڑے نہ ہوں۔
 خطبہ کے وقت امام کو چاہیے کہ اپنے ہاتھیں عصا یا
 کمان لے لے۔ خطبہ میں تشہد کے بعد کوئی سورت پڑھے اور دعا کرے یہ
 جب عید گاہ سے واپس ہو تو راستہ بدل دے، دوسرے

۱۔ اقصر واخطبہ (صحیح مسلم عن عمار) کانت خطبۃ قصداً (صحیح مسلم عن جابر بن کمرہ) ۲۔
 ۳۔ والناس علی صفوفہم فی عظم و یومئذ یأمرهم ان کان یرید ان یقطع بعثاً تطعوا یا مریضی و امر بہم ان
 بخاری و صحیح مسلم عن ابی سعید ۴۔

۵۔ ثم أتى النساء فوعظهن (صحیح بخاری و صحیح مسلم) فرأى انه لم يسمع النساء (صحیح بخاری کتاب
 الزکوۃ و صحیح مسلم عن ابن عباس) ۶۔ اعطى قسداً و عفا فأتى عائلاً علیہ فهدا لہ و اثنی علیہ (رواد احمد
 بروغ ۱۵۳) ۷۔ مسندہ صحیح۔ مراۃ جلد ۲ ص ۲۳۳) ۸۔ قال ابن عباس ثم أتى النظر الى النبي صلى
 الله عليه وسلم حين يكلم الرجال بيده ثم اقبل يشقهم حتى جاء النساء (صحیح بخاری و صحیح مسلم و اللفظ
 لمسلم) ۹۔ ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يوم الفطر و يوم الاضحي يخطب على راحلته بعد الصلوة قال
 يتشهد ثم يقرأ سورة من القرآن، يدعوه دعوات (مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص ۲۸۶) ۱۰۔ مسندہ صحیح

راستہ سے گھر آئے۔ ۱۔

نوٹ: عید گاہ سے واپسی پر تکبیر پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ سے واپس آنے کے بعد

قربانی کرے۔ ۲۔

اگر صلوٰۃ العید سے پہلے قربانی کر لی تو صلوٰۃ العید کے

بعد دوسری قربانی کرے۔ ۳۔

قربانی تین دن ہو سکتی ہے: ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن ہرگز روزہ نہ رکھے۔ ۴۔

اگر رویت ہلال کی خبر اتنی دیر میں پہنچے کہ عید کی صلوٰۃ کا

وقت نکل جائے تو دوسرے دن عید کی صلوٰۃ ادا کرے

۱۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا كان يوم عید خالف الشترقی (صحیح بخاری) ۲۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اول ما بدأ فی یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع فننحر (صحیح بخاری و صحیح مسلم) ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذبح قبل الصلوة فلیذبح مکاتبا اخری (صحیح بخاری و صحیح مسلم) ۴۔ قال اللہ تعالیٰ: ویزکر واسم اللہ فی ایام ملومات علی ما ذکرتم من بھیمۃ الانعام (الحج ۲۸) بعض صحابہ مثلا ابن عمر (رضی اللہ عنہما) ابن عباس، ابو ہریرہ و انس رضی اللہ عنہم نے کہا ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں: ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ (مرعاۃ المصاب ۲۶) ۵۔ بھی انہی صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الفطر والنحر (صحیح بخاری و

لیکن روزہ فوراً افطار کر دے۔

عید کے ایام میں بچیاں دف بجا کر اچھے اشعار گاسکتی ہیں۔
عید کے دن جنگی کھیلوں کا مظاہرہ کرے۔ عید کے دن
جب کسی سے ملاقات ہو تو یہ کہے :-

تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ۔ اگر جمعہ کے دن عید ہو تو
جمعہ کی صلوٰۃ ضروری نہیں ہے۔

(نوٹ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی صلوٰۃ کبھی مسجد
میں نہیں پڑھی، بارش کی وجہ سے صلوٰۃ العید مسجد میں پڑھنے کی
حدیث منکر ہے، اس کا ایک راوی مجہول ہے)۔

لے ان رکبا جاء والی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشہد دن انہم راوا اللیل بالاس قارحم ان یفطروا
واذا أصبحوا ان یفطروا الی مصلاہم (ابوداؤد و نسائی۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات ۴۵۵/۱)
لے عند عائشہ بنت جابر بن عبد اللہ بن جعفر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
دعما (صحیح بخاری و صحیح مسلم) و فی روایت دعما یا ابابکر فانہما ایام عید (صحیح بخاری)
لے حم (الحبشہ) یلعبون فی المسجد فزجرهم عنہم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعما (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
لے کان احباب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا التفتوا یوم العید یقول بعضهم لبعض تقبل اللہ منا و منک
(قال الحافظ روینا فی المحامیات باسناد حسن۔ فتح ۲/۹۸)۔ لے صلی العید ثم رخص فی الجمعة (ابوداؤد
۱/۱۱۰، صحیح ابن الدینی و الحاکم و الذہبی۔ سیل ۲/۲۳۹)۔ لے مرعاة ۲/۲۲۵

عید کا خطبہ سن کر گھر چلے۔

نوٹ :- بغیر خطبہ سننے گھر واپس جانے کی اجازت جس حدیث میں ہے وہ ضعیف ہے۔

ذوالحجہ کی پہلی تاریخ سے ۱۳ تاریخ تک تکبیر، تہلیل و تحمید کثرت سے کرے۔

۱۔ والناس علی صغوفهم (صحیح بخاری و صحیح مسلم) مجلس الرجال بیدہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
۲۔ مراۃ ۲/۳۴۹

۳۔ اکثر فایض من التہلیل والتکبیر والتحمید (احمد سندہ جید۔ بلوغ ۶/۱۶۸) ایام التشریق
ایام اکل و شرب و ذکر اللہ (صحیح مسلم) بعض صحابیوں سے تکبیر کے یہ الفاظ ثابت
ہیں :-

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر (ابن ابی شیبہ)۔

قربانی کے مسائل

قربانی ایسے جانور کی کرے جس کے نیچے کی طرف دو بڑے دانت نکل آئے ہوں۔ اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو پھر بھیڑ کا ایک سال کا بچہ قربان کرے۔ قربانی کا جانور بے عیب ہو، اس میں کسی قسم کا نقص نہ ہو،

لَا تَذْكُوا الْأَمْثَلَةَ إِلَّا أَنْ يَسُرَّ عَلَيْكُمْ فَتَذْكُوا جِزْعَةً مِنَ الْفَنَاءِ (صحیح مسلم)

تمام اعضاء پوسے ہوں۔ بیمار نہ ہو، بہت دُبلانہ ہو۔ جس شخص کو قربانی کرنی ہو وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد قربانی کرنے تک بال، ناخن اور جلد پوسے رواں وغیرہ نہ کترے البتہ جس شخص کو قربانی نہ کرنی ہو وہ کتر سکتا ہے۔

جس شخص کو قربانی کرنے کی وسعت نہ ہو وہ عید کے دن بال کترے، مونچھوں کے بالوں کو بست کرے، زیر ناف بال مُونڈے اور ناخن کترے تو اُس کو بھی قربانی کا ثواب مل جائے گا۔ یہ قربانی اپنے ہاتھ سے کرے۔

۱۔ عن علیٰ ابنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستشف العین.... (رواہ الترمذی ابو داؤد والنسائی وصحیح الترمذی والمنذری وابن حبان والذہبی۔ مرعاة جلد ۲ ص ۲۵۹)

۲۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل ما ذای تقی من الضحایا فقال اربعًا.... (رواہ مالک احمد وابوداؤد وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ ص ۲۶۱)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا غلت العشر و اراد احدکم ان یضحي فلا یس من شعره وبشره شیئا فی روائہ فلا یأخذ من شعره ولا من اظفاره شیئا حتی یضحي (صحیح مسلم عن ام سلمہ) ۴۔ خذ من شعرك اظفارك تقص شارک وتخلی عانک فذلک تمام الصحیثک عند اللہ (رواہ ابو داؤد والنسائی وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ ص ۲۶۸)

۵۔ ذبحہا بیدہ (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن انس)

سوائے اونٹ کے تمام جانوروں کو لٹا کر ذبح کرے یہ
اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرے یہ نحر کرتے وقت اونٹ کا
ایک بایاں پیر باندھ دے یہ

ذبح یا نحر کرتے وقت جانور کا منہ قبلہ کی طرف کر لے پھر
مندرجہ ذیل دُعاء پڑھ کر ذبح کرے یا نحر کرے:-

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ قَطَرَ
السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ عَلَیْهِ
اِبْرَهِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا اَنَا

۱۔ اخذ ملکبش فاصبحہ ثم ذبحہ (صحیح مسلم و مسند احمد عن عائشہ) نعمی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یکبشیں..... فرأیتہ واضعاً قدمی علی صفا محما (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن انس رضی
عہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہما علی رجل قد اندخ بدتمہ نحر حافقال ابعثنا قیاماً مقیتہ سنتہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۲۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یخرون البدنۃ معقولة البیہی قائمۃ علی البقی من قوائمہا
(نہاد الوداؤد عن جابر رضی اللہ عنہ) (سکت عن المنذی فی رجالہ رجال الیمح نیل جزمہ ص ۵۰۱)
۳۔ فلما وجھا قال ائی وجھت..... (رواہ احمد والوداؤد وابن ماجہ وسندہ لا بأس بہ) (مرقاۃ
المفاتیح جلد ۲ ص ۲۵۵) "علی ملۃ ابراہیم" اور "انا من المسلمین" صرف الوداؤد میں ہے،
"حنیفا" کے بعد "مسلماً" عنہ مسند احمد میں ہے۔ (بلوغ ۱۳۶) وسندہ صحیح (المستدرک ص ۶۶)

مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي
وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا
مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ مِنْكَ وَكَفَّ
عَنْ..... بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
(خالی جگہ اپنا نام لے)

میں نے اپنا منہ اُس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں
کو اور زمین کو پیدا کیا (ایسی حالت میں کہ میں) ابراہیم
علیہ السلام کی ملت پر ہوں جو ایک اللہ کے ماننے والے
مسلم تھے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بیشک میری صلوٰۃ
میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو
رب العالمین ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی بات کا
حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمین میں سے ہوں۔ اے اللہ (یہ جانوں)

تیری طرف سے (ملا) ہے اور تیرے ہی لئے (فلاں) کی
طرف سے (قربان کیا جا رہا) ہے، اللہ کے نام کے ساتھ (ذبح
کرتا ہوں) اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

ہر صاحبِ وسعت پر قربانی ضروری ہے یہ (قربانی کیلئے
نصاب کی شرط خود ساختہ ہے، قرآن و حدیث سے ثابت نہیں)
ایک گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے یہ
گائے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں یہ
قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے اور دوسروں
کو بھی کھلائے یہ

۱۔ فصل لربك و انحر (المکثر) ان اول ما نبدا من يومنا هذا ان نصلی ثم نرجع فنحرم من خل
فقد اصاب مستنار (صحیح بخاری) ۱۰۰۰ کان الرسل فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضی
بالشاة عنه وعن اهل بيته (ترمذی، سندہ صحیح - مرعاۃ ۲۴۲) ۱۰۰۰ کان الرسل فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضی
ان اللہ علیہ وسلم ان یشرک فی الابل والبقرة کل سبعة منافی بدنة (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔
۱۰۰۰ کان الرسل فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضی فیأکلون ویطعمون (رواہ
الترمذی و صحیح)۔

مُتَفَرِّق مَسَائِل

قربانی کی کھالیں اور جھول وغیرہ خیرات کر دے یہ
قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے یہ

سُورَج گِرمین اور چاند گِرمین کی صلوٰۃ

جب سُورَج گِرمین یا چاند گِرمین ہو تو اللہ تعالیٰ سے خوب
دُورے، گھبرائے، اللہ کے ذکر، دُعاء اور استغفار میں
مشغول ہو جائے یہ

جب تک گِرمین باقی رہے اللہ سے دُعاء کرتا رہے،

۱۔ عن علی قال ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم..... ان تصدق بنحو نماز و جلوس و جلوس و جلوس
(صحیح بخاری و صحیح مسلم) ۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخر و انما تائم تصدقوا بما
بقی فلما کان بعد ذلک قالوا یا رسول اللہ ان الناس یخذون الا سقیۃ من غنایا ہم یمکنون
فیہ الودک فقال وما ذاک؟ قالوا نخصت ان توکل لھوم الاضاحی بعد ثلاث فقال انما
نیمشکم من اجل التافۃ فکلوا و اخر و تصدقوا (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشہ)
۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ما یتیم شیئاً من ذلک فافزعوا الی ذکرہ و دُعاء و استغفار
(صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی موسیٰ)

اللہ اکبر کہتا رہے، صلوٰۃ پڑھتا رہے۔
 اس موقع پر اللہ کے نام پر کچھ صدقہ بھی دے۔
 سورج گرہن ہو تو غلام بھی آزاد کرے۔
 جب سورج گرہن یا چاند گرہن ہو تو ایک منادی
 کو مستتر کیا جائے کہ وہ اس طرح اعلان کرے
 ”الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ“^۱

پھر امام کو چاہیے کہ دو رکعت صلوٰۃ
 پڑھائے۔ ہر رکعت میں دو رکوع کرے اور
 دو سجدے کرے۔^۲

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأيتم ذلك فادعوا اللہ وکبتوا واصلوا
 وقصدوا (صحیح بخاری و صحیح مسلم من عائشہ رض)

۲۔ امر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعقاة فی کسوف الشمس (صحیح بخاری عن عائشہ رض)
 ۳۔ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منادیا ”الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ“ (صحیح مسلم
 من عائشہ رض وروی البخاری فی صحیحہ بخوہ عن ابن عمر رض)

۴۔ فصلی اربع رکعات فی رکعتین و اربع سجات (صحیح بخاری و
 صحیح مسلم من عائشہ رض)

دوسرے قراءت کرے یہ پہلا رکوع کرنے کے بعد
 سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ
 کہہ کر پھر قراءت شروع کر دے یہ

اس صلوٰۃ میں قیام بھی طویل ہوں۔ رکوع بھی طویل
 ہوں اور سجدے بھی طویل ہوں۔ لیکن دوسرا قیام پہلے
 قیام سے کم ہو، دوسرا رکوع پہلے رکوع سے کم ہو۔ دوسری
 رکعت میں بھی یہی کیفیت ہے، البتہ پہلی رکعت کے مقابلہ
 میں قیام اور رکوع کم طویل ہوں۔

۱۔ جہرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الخسوف بقراءتہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشہ)
 ۲۔ قال سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولك الحمد ثم يعاد القراءة فی صلوٰۃ الکسوف (صحیح بخاری
 عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۳۔ قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامًا طویلًا..... رکع رکوعًا طویلًا ثم رفع فقام قیامًا
 طویلًا وهو دون القیام (الاول ثم رکع رکوعًا طویلًا وهو دون الركوع الاول ثم رفع ثم سجد
 ثم قام فقام قیامًا طویلًا وهو دون القیام الاول ثم رکع رکوعًا طویلًا وهو دون الركوع
 الاول..... (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی عباس رضی اللہ عنہما) فصلی باطل
 قیام و رکوع و سجد (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

صلوٰۃ کے بعد جب گرہن ختم ہو جائے تو امام خطبہ دے
اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد یہ کلمات کہے :-

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ بَشِكْ سُورَجِ اور چاند اللہ کی

آيَاتِ مِنَ آيَاتِ اللّٰهِ نشانیوں میں سرود و نشانیاں ہیں

لَا يَخْسِفَانِ لَمَوْتٍ أَحَدٍ کسی کی موت پیدائش کی وجہ سے

وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنْ ان میں گرہن نہیں لگتا بلکہ ان نشانیوں

يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهُ کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو ڈلاتا ہے

گرہن کی صلوٰۃ میں ہر رکعت میں تین تین رکوع بھی
کئے جاسکتے ہیں۔ چار چار رکوع بھی کئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ تدا نجلت الشمس فخطب الناس فحمد الله واشتفى عليه ثم قال ان الشمس
..... (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۲۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن يخوف (صحیح بخاری و صحیح مسلم
عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۳۔ فصلى بالناس ست ركعات اربع سجرات (صحیح مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
۴۔ صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حين كسفت الشمس ثمان ركعات في اربع سجرات (صحیح مسلم
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

اگر دو رکعت پڑھنے کے بعد بھی گرہن باقی رہے
تو پھر دو دو رکعت کر کے مزید صلوٰۃ پڑھتا رہے یہاں تک
کہ گرہن جاتا رہے۔ ۱۔

صلوٰۃ الاستسقاء

صلوٰۃ الاستسقاء اُس صلوٰۃ کو کہتے ہیں جو بارش طلب
کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

صلوٰۃ الاستسقاء عید کی طرح عید گاہ میں پڑھی جاتی
ہے۔ ۲۔

امام کو چاہیے کہ صلوٰۃ الاستسقاء کا دن مقرر کر کے

۱۔ فجعل یصلیٰ رکعتین رکعتین ویأل عنہما حتیٰ انجلت الشمس (رواہ ابوداؤد عن النعمان
وصحیح النووی وابن حزم وابن عبد البر مرعاة جلد ۳ صفحہ ۳۸۴)
۲۔ خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالناس الی المصلیٰ یتسقی فیصلیٰ بہم رکعتین (صحیح بخاری
وصحیح مسلم عن عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پہلے سے لوگوں کو مطلع کر دے یہ

عید گاہ میں منبر رکھوا دیا جائے، پھر علی الصبح قرص
آفتاب کے نمودار ہوتے ہی عید گاہ روانہ ہو جائے یہ
جب صلوٰۃ الاستسقاء کے لئے گھر سے روانہ ہو تو زینت
کا لباس نہ پہنے، چادر اوڑھ کر بڑی عاجزی و انکساری
کے ساتھ تضرع و زاری کرتا ہوا عید گاہ روانہ ہو
راستہ میں آہستہ آہستہ چلے یہ

امام عید گاہ پہنچ کر منبر پر بیٹھ جائے اور اللہ تعالیٰ کی

۱۔ وعالیٰ یوم النحر جون فیہ (رواہ ابوداؤد عن عائشہ وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ ص ۳۹۸)

۲۔ قائم منبر فوضع لہ فی المصلی..... فخرج عین بما حاجب شمس (رواہ ابوداؤد عن عائشہ بنحو سندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ ص ۳۹۸)

۳۔ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاستسقاء متبذلاً متواضعاً متخشعاً متضرعاً (رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی عن ابن عباس ومحمد الترمذی والبعوانہ وابن حبان۔

مرعاة جلد ۲ ص ۳۹۹) رفع یدیه وحول رواہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبد اللہ بن زید)

۴۔ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متخشعاً متضرعاً متواضعاً متبذلاً متضرعاً (رواہ احمد عن ابن عباس وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جز ۲ ص ۲۳۵)

تکبیر اور حمد و ثناء بیان کرے یہ پھر اس طرح خطاب کرے :-

اِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدَبَ دِيَارِكُمْ وَ
اسْتِيْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ اِثَانِ نَّوْمَانِهِ
عَنْكُمْ وَقَدْ اَمَرَكُمْ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ
اَنْ تَدْعُوْهُ وَوَعَدَكُمْ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ لَكُمْ۔

تم نے اپنے شہروں میں قحط سالی اور بارش میں دیر ہونے کی شکایت
کی اور تحقیق اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اس سے دُعا کرو اور اُس نے
تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دُعا قبول فرمائے گا۔

پھر یہ پڑھے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ
الرَّحِيْمُ ۝ مُلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ لَا اِلٰهَ

۱۔ فقہ علی المنبر لکچر و محاورہ (رداء الہدایہ عن عائشہؓ و سند صحیح۔ مرعاۃ جلد ۳ ص ۱۶۹)

إِلَّا اللَّهُ، يَفْعَلْ مَا يُرِيدُ، اللَّهُمَّ
 أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ
 الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا
 الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا
 قُوَّةً وَبَلَاءً لِيَا خَيْرِ

ہر قسم کی تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے جو رحمن اور رحیم ہے
 اور جو انصاف کے دن کا مالک ہے نہیں کوئی حاکم و معبود سوائے
 اللہ کے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ تو اللہ ہے نہیں
 کوئی معبود و کارساز سوا تیرے، تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں ہم پر
 بارش نازل فرما اور اس کو ہمارے لئے قوت کا اور بھلائی تک

پہنچنے کا سبب بنا۔

۱۔ ثم قال انکم شکوتم.... (رواہ ابو داؤد عن عائشہؓ وسندہ صحیح۔ مرآۃ جلد ۱ ص ۱۶۹)
 نوٹ:- خط کشیدہ لفظ "انت" ابن حبان میں ہے، ابو داؤد میں نہیں ہے۔

پھر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اتنے بلند کرے کہ بغلیں کھل جائیں، ہاتھ چہرہ کے سامنے آجائیں۔

ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کر لے اور دُعا کرتا رہے۔ پھر لوگوں کی طرف پیٹھ کر لے، قبلہ کی طرف منہ کر لے اور چادر کو پلٹ لے یعنی دامن دامن بائیں کندھے پر ڈال لے اور بایاں دامن دلہنے کندھے پر ڈال لے اور اندر کا حصہ باہر کر لے پھر منبر پر ہی کھڑے کھڑے دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگے گا۔

۱۔ ثم قال الحمد لله رب العالمين.... ثم رفع يديه.... حتى بدأ بياض البطية (رواه ابو داود وعن عائشة بن مسعود صحيح - مرعاة جلد ۲ ص ۳۹۹) قام فدعا الله قائما (صحيح بخاری عن عبد الله بن زيد)

۲۔ رافعا يديه قبل وجهه (رواه ابو داود عن عمير بن مسعود صحيح - مرعاة جلد ۲ ص ۳۹۶)
 ۳۔ ان النبي صلى الله عليه وسلم استسقى فاشار بظهر كفيه الى السماء (صحيح مسلم عن انس بن مالك)
 ۴۔ ثم حول الى الناس ظهره وقلب رداءه وهو رافع يديه (رواه ابو داود عن عائشة بن مسعود صحيح - مرعاة جلد ۲ ص ۳۹۹) قلبها على عاتقه (رواه ابو داود عن عبد الله بن زيد وسنده صحيح - مرعاة جلد ۲ ص ۳۹۵) وعن عمير بن انس رضي الله عنه صلى الله عليه وسلم يستسقى عندا حجار الزيت.... قائما يدعو (رواه ابو داود وسنده صحيح - مرعاة جلد ۲ ص ۳۹۶) فقام فدعا الله قائما ثم توجه قبل القبلة وحول رداءه (صحيح بخاری عن عبد الله بن زيد) وحول رداءه فقلبه ظهر البطن (احمد - بلوغ جزء ۶ ص ۲۴۵ وسنده صحيح)

مقتدی بھی اسی طرح چادر کو پلٹ لیں (اور پھر دُعا کریں)۔
پھر بڑی دیر تک امام عاجزی کے ساتھ دُعا مانگتا ہے۔
اور تکبیر پڑھتا ہے۔

دُعا اس طرح کرے :-

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ
وَالْاَشْجُرَ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ
الْمَيِّتَ

اے اللہ اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو پانی پلا۔ اپنی رحمت

کو پھیلا دے اور اپنی مردہ زمین کو زندہ کر دے

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيثًا مُّرِيْعًا

۱۔ وحول الناس معہ (رواہ احمد عن عبد اللہ بن زیدؓ واستشید بہ الحافظ۔ بلوغ الامانی

جزر ۶ ص ۲۴۵ وسندہ حسن۔ فتح الباری ۳/۲۰۰)

۲۔ لم یزل فی الدعاء والنضرع والتکبیر صلیٰ رکعتین (رواہ الترمذی عن ابن عباسؓ ومحمّد

ص ۳۵ کان النبی صلیٰ اللہ علیہ وسلم اذا استسقی قال اللّٰهم..... (رواہ ابو داؤد وسندہ

صحیح۔ مرعاة جلد ۲ ص ۳۹۷ و بلوغ جز ۶ ص ۲۴۸)

مَرِيْعًا تَارِفًا غَيْرَ ضَائِرٍ عَاجِلًا غَيْرَ أَجَلٍ

اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے پانی پلا جو ہماری فریاد رسی کا سبب ہو
جس کا انجام اچھا ہو جس سے ارزائی ہو جائے، جو نفع پہنچانے والی ہو
نقصان پہنچانے والی نہ ہو، جلدی آنے والی ہو دیر میں آنے والی نہ ہو۔
پھر لوگوں کی طرف مُنہ کرے اور منبر سے اتر کر عید کی صلوٰۃ
کی طرح یعنی بارہ زائد تکبیروں کے ساتھ (دو رکعت صلوٰۃ پڑھائے۔
اس صلوٰۃ کے لئے نہ اذان دی جائے نہ اقامت کی جائے۔
ان دونوں رکعتوں میں جہر سے قرأت کرے۔

۱۔ رواہ ابوداؤد عن جابرؓ وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۳ ص ۳۹۷
۲۔ ثم قبل علی الناس ونزل فصلی رکعتین (رواہ ابوداؤد عن عائشہؓ وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۳ ص ۳۹۸)
فصلی رکعتین کما فیصلی العید (رواہ احمد والنسائی والترمذی عن ابن عباسؓ وسندہ صحیح۔
بلوغ ۲۳۷ و نیل ۲۳۶) فتوجه الی القبلة یدعو وحول رداءۃ ثم صلی رکعتین (صحیح بخاری)
۳۔ فصلی بنا رکعتین بلا اذان ولا اقامۃ (رواہ احمد عن ابی ہریرۃؓ وردائہ ثقات (نیل
الاوطار ج ۲ ص ۲۷) بلوغ ۲۳۷ وسندہ صحیح {
۴۔ فصلی بہم رکعتین وجہر فیہما بالقراءة (صحیح بخاری عن عبداللہ بن زیدؓ)

صلوٰۃ کے بعد امام خطبہ دے رہے
جب بارش ہو تو اس طرح دُعا کرے :-

اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا تَافِعًا

اے اللہ نفع بخش بارش برسا

سجدہ تلاوت

جب سجدہ کی آیت پڑھے تو سجدہ کرے اور سجدہ میں تین دفعہ

یہ دعا پڑھے :- سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ

وَسَمِعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللهُ

اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ترجمہ :- میرے چہرے نے اس ہستی

کو سجدہ کیا جس ہستی نے اپنی قدرت اور قوت سے چہرہ کو بنایا، اس

کے کان بنائے اور اسکی آنکھیں بنائیں، بابرکت ہے اللہ جو سب

سے بہتر بنانے والا ہے۔

داخرہ ابن مسکن و محمد و قتال فی آخرہ ثلاثاً۔ برعاً بی۔

۱۔ فصلے بنار کعتین.... ثم خطبنا (رواہ احمد عن ابی ہریرۃؓ بلوغۃ ۳۳۳ و سندہ صحیح)

۲۔ صحیح بخاری ۳۷۷ کان یقول فی سجود القرآن باللیل سجد و جہی.... (حاکم، سندہ صحیح ۳۳۳)

تہجد یا قیام رمضان کی عموماً گیارہ رکعت پڑھے اگر چاہے تو
کبھی ۳ رکعت پڑھے اور اگر چاہے تو کبھی گیارہ سے کم بھی پڑھ سکتا ہے۔
حتیٰ کہ اگر ایک رکعت پڑھنا چاہے تو ایک ہی رکعت پڑھ لے۔

قیامِ رمضان جماعت سے ادا کیا جاسکتا ہے^۱
جب تہجد یا قیامِ رمضان شروع کرے تو پہلے دو^۲ ملکی رکعتیں

[illegible]

پڑھے۔ اے پھر دو طویل رکعتیں پڑھے، پھر ان دو سے ہلکی
 دو طویل رکعتیں پڑھے، پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پڑھے،
 اسی طرح ہر دو رکعت اپنے ماقبل دو رکعت سے ہلکی ہوں،
 پھر وتر پڑھے۔ قرأت نہ بہت بلند آواز سے کرے اور نہ بالکل خفیہ
 آواز سے، اگر کچھ آیتیں کسی سورت کی اور کچھ کسی اور سورت کی پڑھے تو
 بھی جائز ہے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتا ہے اور آخر میں ایک
 رکعت وتر پڑھے۔ رات کی صلوٰۃ میں وتر بالکل آخر میں ہونا چاہیے،
 وتر کے بعد کوئی صلوٰۃ نہیں پڑھنی چاہیے۔ یہ
 تہجد کا سب سے بہتر وقت یہ ہے کہ آدھی رات تک

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام احدکم من اللیل فلیفتح الصلوٰۃ برکعتین
 خفیفَتین (صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ ر)۔
 ۲۔ فصلی رکعتین خفیفَتین ثم فصلی رکعتین طویلَتین ثم فصلی رکعتین وھما دون اللتین قبلہما
 ثم اوتر (صحیح مسلم عن ابن عباس ر)۔ ۳۔ یسلم بین کل رکعتین ویوتر بواحدۃ (صحیح مسلم عن
 عائشہ ر)۔ ۴۔ اجعلوا آخر صلوٰۃکم باللیل و ترا (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔ ۵۔ قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر ارفع من صوتک شیئا و قال نعم اخفض من صوتک شیئا (رواہ ابو داؤد و
 سندہ صحیح۔ التعلیقات ۱/۴۸) قال لبلال قد سمعتک یا بلال وانت تقرأ من هذه السورة ومن هذه
 السورة.... کلکم قاصاب (رواہ ابو داؤد ۱۹۵۱ و سندہ صحیح)

سوئے، پھر اٹھ کر تہائی رات قیام کرے، پھر رات کا چھٹا حصہ سو جائے۔ اگر رات کو کچھ دیر صلوٰۃ پڑھے پھر سو جائے، پھر اٹھے صلوٰۃ پڑھے اور سو جائے، پھر اٹھے اور صلوٰۃ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔ عیسہ تہجد اگر شروع رات میں یا رات کے نصف میں پڑھ لے تو بھی جائز ہے۔

جس کو آخر رات میں نہ اٹھنے کا اندیشہ ہو وہ اول وقت یعنی عشاء کے بعد ہی وتر پڑھ لے ورنہ آخر رات میں پڑھے۔ اگر صلوٰۃ اللیل پڑھتے پڑھتے نیند آنے لگے تو سو جائے جب نیند کا غلبہ جاتا ہے تو پھر اٹھ کر صلوٰۃ پڑھے۔

- ۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الصلوٰۃ الی اللہ صلوٰۃ داؤد.... کان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثہ وینام سدسہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عبد اللہ بن عمروؓ)
- ۲۔ من کل اللیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اول اللیل ووسطہ وآخرہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشہؓ) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی ما بین ان یفرغ من صلوٰۃ العشاء الی الفجر احدى عشرة رکعة (صحیح مسلم عن عائشہؓ)
- ۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خاف ان لا یقوم من اخر اللیل فلیوتر اولہ ومن طمع ان یقوم اخرہ فلیوتر اخر اللیل (صحیح مسلم عن جابرؓ)
- ۴۔ اذ انعس احدکم وہو یصلی فلیرقد حتی یذهب عنہ النوم (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشہؓ)
- ۵۔ فصلی رکعتین.... فنام.... ثم فعل ذلک ثلاث مرات (صحیح مسلم عن ابن عباسؓ)

اگر تہجد یا تہجد کی کچھ رکعتیں نیند کی وجہ سے فوت ہو جائیں
تو فجر اور ظہر کے مابین پورا کر لے یہ

وتر کا وقت صلوٰۃ العشاء کے بعد سے طلوع صبح صادق
تک رہتا ہے یہ

عشاء کے بعد بھی وتر ایک رکعت پڑھا جاسکتا ہے یہ
وتر کی آخری رکعت میں یہ دعاء پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِیْمَنْ هَدَيْتَ
وَعَاْفِنِیْ فِیْمَنْ عَاْفَيْتَ وَتَوَلَّیْنِیْ
فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِّیْ فِیْمَا

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن حزبه او عن شیء منہ فقرأہ فیما بین صلوٰۃ الفجر
صلوٰۃ الظهر کتب لہ کما نقرأہ من اللیل (صحیح مسلم عن عمرہ)
۲۔ من کل لیل قدا وتر من اقل لیل..... فانتہی وترہ الی السحر (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن عائشہ)
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زادکم صلوٰۃ وہی الوتر فصلوہا بین صلوٰۃ العشاء الی صلوٰۃ
الفجر (رواہ احمد بن ابی بصرہ و سندہ صحیح۔ بلوغ جزد ۲۸) وترہ قبل ان یصلو لایحکم
۳۔ کان یروئہ بن مکتہ والمدینۃ لصلی العشاء رکعتیں ثم قام ففعل رکعتہ وترہا..... ثم قال ما اوت.....
ان اقرا ما قرأہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ النسائی و سندہ صحیح بسلاۃ النبی لابانی ص ۱۳۳)

أَعْطَيْتَ وَقِيئِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ
فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَىٰ عَلَيْكَ
إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ قَالَيْتَ وَلَا
يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكَ كُتُّ رَبَّنَا
وَتَعَالَيْتَ

اے اللہ مجھے ہدایت دے اُن لوگوں میں جن کو تو نے ہدایت دی
مجھے عافیت دے اُن لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی، مجھ
کو دوست بنا اُن لوگوں میں جن کو تو نے دوست بنایا، جو
کچھ تو نے مجھے دیا ہے اُس میں برکت عطا فرما اور مجھے
اُس چیز کے شر سے بچا جو تو نے مقدر کر دی ہے، اس لئے
کہ تو حکم کرتا ہے، تجھ پر کوئی حکم نہیں چلا سکتا، جس کو تو
دوست رکھے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا اور جس سے تو دشمنی

۱۔ رواہ الترمذی باب ما ورد عن حسن بن سند صحیح (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۱۱) واللفظ لابی داؤد۔
۲۔ امام کو یہ دعاء جمع کے صیغوں میں پڑھنی چاہیئے۔ دعاء کے الفاظ ص ۵۵ پر دئے ہوئے ہیں۔

رکھے وہ عزت نہیں پاسکتا، اسے ہمارے رب تو بابرکت ہے، بلند و بالا ہے۔
 مذکورہ بالا دعاء خواہ رکوع سے پہلے پڑھے، خواہ رکوع کے
 بعد۔ عہ اس دعاء کے بجائے وہ دعاء بھی پڑھی جاسکتی ہے
 جو ص ۳۰۵ تا ص ۳۰۷ پر دی ہوئی ہے۔

وتر کا سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ یہ تہنار پڑھے:-

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

تمام کمزوریوں اور عیبوں سے منزہ ہے وہ بادشاہ جو

پاکیزگیوں والا ہے۔

اور تیسری مرتبہ آواز کو بلند کرے اور کہنے لے

۱۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر فی قنوت قبل الركوع (رواہ ابن ماجہ و ترمذی و صحیح
 مسلم و ابی داؤد و اللابانی - مرعۃ جلد ۲ ص ۲۱۳) و لہ شواہد کثیرۃ منہا ان ابن مسعود
 و اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یقننون فی الوتر قبل الركوع (رواہ ابن ابی شیبہ و بیہق
 و علقمہ و سند حسن - مرعۃ جلد ۲ ص ۲۱۴) ۲۔ عن الحسن قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فی وتری اذا نعت ما سوی ولم یبق الا التمجید (رواہ الحاکم و محمد شاہ - مرعۃ جلد ۲ ص ۲۱۵)
 ۳۔ قال عند فراغہ سبحان الملک القدوس ثلاث مرات طیل فی آخرہن (رواہ الفسائی عن ابی بن کعب سندہ
 صحیح - مرعۃ جلد ۲ ص ۲۱۶) کان یقول اذا سلم سبحان الملک القدوس ثلاثا و یرفع (بقیہ برغماندہ)
 عہ ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھے کیونکہ قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے (ص ۳۰۷)

اگر وتر پڑھنا بھول جائے یا وتر کا وقت سوتے میں
نکل جائے تو جب یاد آئے (یا جب جاگے) پڑھ لے۔
تین رکعت وتر ایک سلام سے نہ پڑھے۔

اگر تین رکعت وتر پڑھنے ہوں تو اس طرح پڑھے کہ
دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے پھر ایک رکعت وتر پڑھے۔
ان دو رکعتوں میں جو وتر سے پہلے پڑھے، سورہ سَبِّحِ
اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی اور سورہ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ

{ماشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ} صورتہ بالذاتیہ۔ (رواہ النسائی عن عبد الرحمن بن ابی ہریرۃ صحیح - مرعاۃ ج ۲ ص ۲۱۳)
۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا أصبح احدکم ولم یوتر فلیوتر (رواہ الحاکم وصحیح نیل
جزء ۲ ص ۲۱) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبح فیوتر (رواہ احمد عن عائشہ و سندہ
حسن - نیل جزء ۲ ص ۲۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن وتره او نسیه فلیصل
اذا ذکره (رواہ ابوداؤد عن ابی سعید و سندہ صحیح - مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۱۶)
۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا توتروا بثلاث اوترعاجم خمس او سبع ولا تشبهوا بصلاة المنز
(رواہ الدارقطنی و سندہ صحیح - نیل جزء ۲ ص ۲۱)
۳۔ عن ابن عمر عن ابنه کان فیصل بن شفعہ و وترہ بتسلیمۃ و اخبر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یفعله (رواہ الطحاوی و سندہ قوی - نیل الاوطار جزء ۲ ص ۲۹) و فی رواۃ البخاری
ان ابن عمر کان یسلم بین الرکعتین و الرکعة فی الوتر۔

نوٹ :- ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا ابن مسعود سے ثابت ہے : انہ کان یقرآ فی آخر رکعة
من الوتر قل هو اللہ احد ثم یرفع یدیه فیقنت قبل الركوع - سندہ صحیح جزء رفع الیدین ص ۲۸
(رواہ الطبرانی ۲۸۳/۹)

کی تلاوت کرے اور وتر میں سورہ قل ہو اللہ احد، سورہ قل أعوذ برب الفلق اور سورہ قل أعوذ برب الناس پڑھے یعنی تینوں سورتیں ایک ہی رکعت میں پڑھے یا وتر میں سورہ نسا کی تین آیتیں تلاوت کرے یا وتر میں صرف سورہ قل ہو اللہ احد پڑھے۔

پانچ رکعت، سات رکعت اور جب پانچ رکعت نو رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ وتر پڑھے تو (التحیات کے لئے) کسی رکعت میں نہ بیٹھے سوائے پانچویں رکعت کے۔

۱۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الركعتین اللتین یوتر بعد ما یسبح اسم ربک الاعلیٰ وقل یا ایہا الکافرون ویقرأ فی الوتر بقل هو اللہ احد وقل أعوذ برب الفلق وقل أعوذ برب الناس (رواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک ۱/۳۰۰۔ التعلیقات ۳/۴۶) صلی ابو موسیٰ الاشعری با صحابہ..... فصل العشاء رکعتین ثم قام فقرأ مائة آية من سورة النساء فی رکعة..... فقال ما الوتر..... ان اصنع مثل ما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ احمد والنسائی وسندہ جید (لبوغ الامانی جزء ۲ صفحہ ۲۳) وسندہ صحیح (مسألة النبی للعلامة محمد ناصر الدین الالبانی ص ۱۲۳) {

۲۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات کان یقرأ..... فی الثلثة بقل هو اللہ احد (رواہ النسائی عن ابی و سندہ صحیح۔ مرآة ۲/۳۱۱) ۳۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر..... خمس لا یجلس فی شیء الا فی آخرها (صحیح مسلم باب صلاة الیل)

جب سات رکعت وتر پڑھے تو چھٹی پر بیٹھے، پھر ساتویں

رکعت پر بیٹھے۔

جب نو رکعت وتر پڑھے تو آٹھویں رکعت پر بیٹھے، اللہ

تعالیٰ کا ذکر کرے، اس کی حمد کرے، اُس سے دُعاء مانگے، پھر

گھڑا ہو جائے اور نویں رکعت پڑھے۔ نویں رکعت پڑھ کر

بیٹھ جائے، اللہ کا ذکر کرے، اُس کی حمد کرے، اس سے

دُعاء مانگے، پھر سلام پھیرے۔

نوٹ :- اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ، سات اور نو رکعت

وتر پڑھنا بھی ثابت ہے اور اس کی اجازت بھی ہے لیکن ایک رکعت وتر

پڑھنا بہتر ہے، آپ نے اسی کا حکم دیا ہے۔

۱۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبع رکعات لا یقع الا فی السابعة ثم ینہض ولا یسلم فیصلی

التابعة ثم یسلم تسلیماً (نسائی کیف الوتر سبع۔ رجالہ ثقات وسندہ صحیح)

۲۔ (کان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی تسع رکعات لا یجلس فیہا الا فی الثامنة فیزکر اللہ ویکبرہ

ویدعو ثم ینہض ولا یسلم ثم یقوم فیصلی التاسعة ثم یقع فیزکر اللہ ویکبرہ ویدعو ثم یسلم تسلیماً

(صحیح مسلم باب جامع صلوۃ اللیل)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ اللیل مشئی مشئی فاذا اردت ان تنصرف فارکع رکعة وترک

صلوة الضحیٰ

ضحیٰ کے معنی ہیں ارتفاع النهار، یعنی دن چڑھنے سے
اس کو اشراق بھی کہتے ہیں۔

سورج کے بلند اور صاف و چمکدار ہونے کے بعد جو
صلوۃ پڑھی جاتی ہے اُسے صلوۃ الضحیٰ کہتے ہیں۔ اس کا
افضل وقت وہ ہے جس وقت دھوپ کی تیزی سے
اونٹوں کے بچے گرم ہو جائیں۔

صلوۃ الضحیٰ کی دو رکعتیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، چار
بھی اور آٹھ بھی۔

۱۔ قاموس (مرآۃ جلد ۲ ص ۲۳۹) ۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الاوابین
حین ترمض الفصال (صحیح مسلم عن زید بن ارقم) ۳۔ عن ابی ذرینہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یصبح علی کل سلامی من احکم صدقۃ ویکبر فی من ذلک کما ان یرکعہما من الضحیٰ
(صحیح مسلم) ۴۔ عن معاویۃ سأل عائشۃ کم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ الضحیٰ
قالت اربع رکعات ویزید ما شاء اللہ (صحیح مسلم) ۵۔ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بقیہ برکت اللہ)

ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا چاہیے۔
 صلوٰۃ الفتحے مستحب ہے۔
 جب تک سورج بلند نہ ہو جائے صلوٰۃ الفتحے نہ پڑھنی

چاہیے۔ صلوٰۃ الوضوء

صلوٰۃ الوضوء کو عام طور پر تجتبیۃ الوضوء کہتے ہیں۔
 صلوٰۃ الوضوء وہ صلوٰۃ ہے جو ہر وضوء کے بعد وضوء
 کرتے ہی پڑھی جائے۔

{ماشیہ صفر گذشتہ} ثمانی رکعات... وذلک فضی (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ام ہانیؓ)
 ۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللیل والنہار مثنی مثنی (رواہ ابوداؤد ۱۶۸
 و صحیح البخاری - نیل جزر ۲ ص ۶)
 ۲۔ عن موزق قال قلت لابن عمرؓ تصلی الفتحۃ قال لا.... قلت فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
 لا انا (صحیح بخاری)
 ۳۔ عن سیدنا امامی صلوٰۃ الفتحۃ حین طلعت الشمس فباب ابو بکرؓ علی ذلک نہانی فم قال
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تصلوا حتی ترتفع الشمس (رواہ احمد و سندہ
 حید (بلوغ جزر ۵ ص ۲) ۴۔ قال بلالؓ (فی خضرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) ان لم
 تطہر طہوراً فی ساعۃ من لیل ولا نہار الا صلیت بذلک الطہور ما کتب لی ان امی (صحیح بخاری)

اس صلوٰۃ کی دو رکعتیں مستحب ہیں

صلوٰۃ الاستخارۃ

استخارہ کے معنی ہیں ”(اللہ تعالیٰ سے) خیر طلب کرنا“
یعنی جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے
اس طرح دعاء کرنا کہ ”اے اللہ اگر یہ کام میرے لئے اچھا
ہے تو اس میں مجھے خیر و برکت عطا فرما اور اگر میرے لئے
برائے تو اس کے شر سے مجھے بچا کر وہ کام کرائے جس میں
خیر و برکت ہو۔“

جب استخارہ کرنا ہو تو دو رکعت پڑھے پھر یہ دعاء پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ

۱۔ قال بلال ما اصابني حديث قط الا توضأت عنده ورأيت ان بشد على ركعتين قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم بها (اي بها سبع خشعات - بلال امام في الجنة) رواه الترمذي عن بريدة
وسنده صحيح - مرعاة جلد ۲ ص ۲۵

وَاسْتَغْفِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاسْأَلُكَ
 مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا
 أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ
 الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ
 أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي
 وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَأَقْدِرْهُ
 لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَ
 إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ
 شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ
 أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي
 عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ
 ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ ۖ

اے اللہ، میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے خیر طلب کرتا

۱۔ صحیح بخاری عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہوں، تیری قدرت کے ساتھ تجھ سے قدرت طلب کرنا ہوں اور تیرے فضلِ عظیم کا تجھ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے، میں قدرت نہیں رکھتا، تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا اور تو تمام غیبیوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین، میری معاش اور میرے کام کے انجام کے لحاظ سے میرے لئے بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر فرما دے۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین، میری معاش اور میرے کام کے انجام کے لحاظ سے میرے لئے بُرا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے، پھر جہاں کہیں سے بھی ہو میرے لئے خیر کو مقدر فرما دے، پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔

نوٹ: کہا جاتا ہے کہ خواب میں اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی یہ بات حدیث سے ثابت نہیں۔

صلوة التَّوْبَةِ

جب کوئی گناہ ہو جائے تو پاک ہو کر دو رکعت پڑھے، پھر اللہ سے مغفرت مانگے یہ

صلوة الهم والغم

جب کسی کام کا فکر ہو یا غم ہو تو دو رکعت صلوٰۃ پڑھے یہ

صلوة التسبیح

صلوة التسبیح کی چار رکعت ہیں۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ

سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یذنب ذنبا ثم یقوم فیتطہر ثم یصلی ثم یتغفر اللہ الا غفر اللہ لہ (رواہ الترمذی وابن ماجہ عن ابی بکریم وسندہ صحیح وثی رداۃ ابی ناؤد وابن ماجہ یصلی رکعتین۔ مرعاۃ ۹/۲۴۴ وسندہ صحیح)
تہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزب امر صلی (رواہ ابوداؤد و احمد عن عذیقہ وسندہ صحیح اوسن۔ مرعاۃ جلد ۳ صفحہ ۲۵)

اور کوئی دوسری سورت پڑھنے کے بعد سُبْحَانَ اللَّهِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
۱۵ بار پڑھے۔ پھر رُکوع کرے اور رُکوع میں ۱۰ بار
ان کلمات کو پڑھے۔ پھر رُکوع سے اٹھ کر ۱۰ مرتبہ
پڑھے۔ پھر پہلے سجدہ میں ۱۰ مرتبہ پڑھے۔ پھر
بیٹھ جائے اور ۱۰ مرتبہ ان کلمات کو پڑھے، پھر دوسرے
سجدہ میں ۱۰ مرتبہ پڑھے۔ پھر دوسرے سجدہ کے بعد
بیٹھ جائے اور ۱۰ مرتبہ ان کلمات کو پڑھے۔

نوٹ:- اس صلوٰۃ کو پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

صَلَاةُ الْمَسَافِرِ

سفر میں چار رکعت فرض کے بجائے دو رکعت

۱۔ رعاہ ابوداؤد ابن ماجہ عن ابن عباسؓ وكذلك روى ابوداؤد عن الانصاری وعن
عبد الله بن عمرؓ وسند حسن وفي الباب عن فضيل بن عباسؓ وعبد الله بن عمرؓ ومثل ابن
ابن طالب جعفر وعبد الله بن جعفر وابن ابي رافع واُم سلمةؓ رعاہ جلد ۲ ص ۲۵۲ و ۲۵۳

پڑھے یہ لیکن مغرب کی صلوٰۃ تین ہی رکعت پڑھی جائے۔^۲

مسافر اگر مقیم کے پیچھے صلوٰۃ ادا کرے تو چار رکعت ادا کرے۔^۳

سفر میں وتر اور صبح کی دو سنتوں کا پڑھنا بہتر ہے۔

دوسری سنتوں کو بھی اگر چاہے تو پڑھ لے۔^۴

سفر میں اگر کہیں مقیم ہو جائے تو بھی چار رکعت فرض

کے بجائے دو رکعت ہی پڑھے۔^۵

سفر میں چار رکعت کے بجائے دو رکعت ہی فرض

۱۔ عن انس قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم من المدينة الى مكة فكان يصلي ركعتين ركعتين حتى رجعنا الى المدينة (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

۲۔ صحیح مسلم باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم وباب الافاضة من عرفات الى المزدلفة، قال عبد الله بن عمر رأيت النبي صلى الله عليه وسلم اذا اعجله السير فوتر المغرب فيصليها ثلاثاً (صحیح بخاری باب تسمى المغرب ثلاثاً في السفر)

۳۔ قال موسى كنامع ابن عباس قلت انا اذا كنا معكم صلينا اربعاً واذا رجعنا الى دحانا صلينا ركعتين قال تلك سنة ابى القاسم صلى الله عليه وسلم (احمد ۲۱۶ - سنن صحيح - ادوار الغيل للالباني جلد ۲)

۴۔ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر على راحلته (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمر) صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين ثم صلى الغداة (صحیح مسلم عن ابى قتادة)

قال البراء بن سائر مع النبي صلى الله عليه وسلم فما رأيت ترك ركعتين قبل الظهر (رواه احمد والوادود والترمذی وحسنه البخاری برامة ج ۲ ص ۲۷۷) لم اره يسبح في السفر (صحیح بخاری عن

۵۔ اقام النبي صلى الله عليه وسلم تسعة عشر يقصر..... (صحیح بخاری عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه)

ہیں یہ چار رکعت نہ پڑھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں کبھی چار رکعت نہیں پڑھیں یہ سفر میں ”ظہر اور عصر“ اور ”مغرب اور عشاء“ کو ملا کر پڑھ سکتے ہیں یہ

سفر میں اگر کہیں مقیم ہو جائے تب بھی ان صلاتوں کو جمع کیا جاسکتا ہے یہ

ظہر اور عصر کو جمع کرنا ہو تو ظہر کے وقت ظہر اور عصر دونوں ملا کر پڑھ لی جائیں، یا عصر کے وقت ظہر اور عصر

سہ عن عائشةؓ قالت فرضت الصلوة رکعتین ثم..... ففرضت اربعاً وترکت صلوۃ السفر علی الفریفة الاولی (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

سہ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزید فی السفر علی رکعتین (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمرؓ قالے عنہما)

سہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین صلوۃ الظہر والعصر اذا کان علی ظہر سیر و یجمع بین المغرب والعشاء (صحیح بخاری من ابن عباس رض)

سہ وہ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (من قبیۃ) بالاجرة الی البطماء فتوضأ فصرّی الظہر رکعتین والعصر رکعتین (صحیح مسلم باب منزلة المصلی من الی حیفة رض۔ وروی البخاری نحوه فی الجواب السترة)

ملا کر پڑھ لی جائیں۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کو جمع کیا جاسکتا ہے۔

نوٹ :- اگر پہلی صلوٰۃ کے وقت دوسری صلوٰۃ کو جمع کیا جائے تو اسے جمع تقدیم کہتے ہیں اور اگر دوسری صلوٰۃ کے وقت پہلی کو جمع کیا جائے تو اسے جمع تاخیر کہتے ہیں۔
جب سفر کی مسافت تین (عربی) میل (یعنی نو ہزار گز) ہو تو قصر کرنا چاہیے۔

نوٹ :- نو ہزار گز پانچ (پاکستانی) میل یا آٹھ کلومیٹر سے کچھ زائد ہوتے ہیں۔

۱۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوة تبوک فاذا زاغت الشمس قبل ان یرتکل جمع بین النظر والعصر وان ارتکل قبل ان تزلیغ الشمس اخر النظر حتی ینزل للعصر فی المغرب مثل ذلک (رواہ ابوداؤد والترمذی عن معاذ وسندہ حسن۔ مرعاة جلد ۳ ص ۲۶۷)
۲۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج مسیرة ثلاثة امیال او ثلاثة فراسخ صلی کعبین (صحیح مسلم عن انس) قال ابن عمر تقصر الصلوٰۃ فی مسیرة ثلاثة امیال (ابن ابی شیبہ۔ سندہ صحیح۔ ارواء الغلیل للالبانی جز ۳ ص ۱۸)

فرض کے علاوہ تمام صلاتیں سواری پر پڑھی جاسکتی ہیں۔
 ان صلاتوں میں رکوع و سجود کے لئے سر سے اشارہ کر لے۔
 رکوع کے مقابلہ میں سجدہ کیلئے سر کو نیا وہ جھکائے۔
 جب سواری پر صلوٰۃ شروع کرے تو تکبیر تحریمیہ کے وقت
 قبلہ کی طرف منہ کر لے، اس کے بعد پھر کسی طرف بھی منہ ہو
 صلوٰۃ پڑھتا رہے۔ یہ کشتی میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ ادا کرے بشرطیکہ
 غرق ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

نوٹ :- مسافر کے لئے قرآن و حدیث میں ایسی کئی مدت مقرر نہیں کہ
 اس مدت سے زیادہ کہیں ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو قصر نہ کرے۔

۱۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی السفر علی راحلۃ حیث تو جہت بہ یومی ایام صلوٰۃ
 اللیل الا الفرائض و یترعلی راحلۃ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمرؓ) وایۃ البخاری یومی بلاسہ۔
 ۲۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجعل السجود اخص من الركوع (رواہ ابو داؤد و الترمذی
 و صحیح التذی مرعاة جلد ۳ ص ۲۶۹)

۳۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر و اراد ان یتطوع استقبل القبلة بنائتہ فکثر
 ثم صلی حیث وجہ رکابہ (رواہ ابو داؤد عن انسؓ و سندہ صحیح۔ مرعاة ج ۳ ص ۲۶۹) کان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی السفر علی راحلۃ حیث تو جہت بہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابن عمرؓ)
 ۴۔ صل قائما الا ان تنحان الفرق (حاکم عن ابن عمرؓ۔ سندہ صحیح۔ صحیح الجامع الصغیر لابانی ج ۲ ص ۲۰۸)

صَلَاةُ السَّفَرِ

جب سفر سے واپس آئے تو گھر جانے سے پہلے مسجد میں
جا کر دو رکعت صلوٰۃ ادا کرے۔ ۱۷

صَلَاةُ الْمَرِيضِ

مریض اگر کھڑے ہو کر صلوٰۃ نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے،
اگر بیٹھ کر نہ پڑھ سکے تو کروٹ پر لیٹ کر صلوٰۃ ادا کرے۔ ۱۸

۱۷ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یقدم من سفر الا نہائاً فی الفتح فاذا قدم بدأ بالمسجد فصلی
فیہ رکعتین ثم جلس فیہ (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن کعبہ)
۱۸ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صل قائماً فان لم تستطع فعاثاً فان لم تستطع
فعلی جنب (صحیح بخاری والنسائی عن عمر بن الخطاب)

رکوع و سجود اشارہ سے کرے۔ سجدہ میں نسبت
رکوع کے زیادہ جھکے، کوئی اونچی چیز رکھ کر اُس پر
سجدہ نہ کرے یہ

اگر بڑھا پے کی وجہ سے کسی ستون وغیرہ کا سہارا
لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے

نوٹ :- استحاضہ کی بیماری میں صلوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ ص ۱۰۹ پر
ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رِيضًا فَرَأَاهُ يَصَلِّي عَلَى رِسَاوَةٍ فَاخَذَهَا فَرَفَعَهَا بِهَا وَاخَذَ عَوْدًا
يَصَلِّي عَلَيْهِ فَاخَذَهُ فَرَفَعَهُ بِهَا وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهَا سَتَطْعَمُ
رَأْسَ الْفَادِمِ إِيْمَاءً وَاجْعَلْ سَجْدَكَ خَفْضًا مِنْ رُكُوعِكَ (رواه البزار و البیهقی فی المعرفة عن
جابر بن عبد اللہ قویٰ نیل جزء ۳ ص ۱۶۵) و ردی الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر و سندہ
صحیح (مسلسلۃ الاحادیث الصحیۃ جلد اول جزء ۳ ص ۳۲)

۲۔ ولما سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ركعة ركعتين في ركعة واحدة يعتمدها عليه (رواه
ابن داود و سندہ صحیح۔ صلاة النبي لئام الدين الباب ۱ ص ۶۹)

صلوة الجنائزہ

صلوة الجنائزہ جنازہ گاہ میں ادا کی جائے۔
میت کو اپنے اور قبلہ کے درمیان میں رکھے اگر میت
مرد کی ہو تو امام اُس کے سر کے مقابل کھڑا ہوئے اور
اگر عورت کی میت ہو تو امام اُس کے وسط میں کھڑا ہوئے
مقتدی صف بنا کر کھڑے ہو جائیں۔

پھر امام اللہ اکبر کہے اور سورہ فاتحہ پڑھے
پھر کوئی اور سورت پڑھے اگر تعلیم دینے کیلئے ہرے قرأت

عن انس انہ اتی بجنازة رجل فقام عند رأس السریر ثم اتی بجنازة امرأة فقام اسفل
من ذلك هذا السریر.... قال له العلاء.... اهل هذا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقوم.... قال نعم (احمد وسند صحيح - احكام الجنائز ص ۱۹) ثم قام رسول الله صلى الله
عليه وسلم وسطا (صحيح بخاری وصحيح مسلم عن سمرة بن جندب) ثم نصفت بهم (صحيح بخاری
وصحيح مسلم عن ابی ہريرة رضى) ثم وكبر اربع تكبيرات (صحيح بخاری وصحيح مسلم عن ابی ہريرة رضى)
ثم سئل ابن عباس عن علي جنازة فقرأ فاتحة الكتاب فقال لتعلموا انها سنة (صحيح بخاری)
- السنة في الصلوة على الجنائز ان يقرأ في التكبير الاول بام القرآن مخافتة (رواه انسائي
عن ابی امامة وسند صحيح - مرعاة جلد ۲ ص ۱۲) ثم قرأ فاتحة الكتاب سورة وجهر....
فقال سنة وجہ (رواه انسائي عن ابن عباس وسند صحيح - نيل جردم ص ۱۵ احكام الجنائز ص ۱۹)
عنه فقرأ قريبا من موضع الجنائز عند المسجد (صحيح بخاری) مات رجل.... وضعناه لرسول الله
صلى الله عليه وسلم حيث وضع الجنائز.... فصل عليه (رواه الحاكم واحمد وسند صحيح احكام

کرے تو جائز ہے ورنہ قرأت خفیہ آواز سے کرے یہ
پھر اللہ اکبر کے اور درود پڑھے یہ
پھر اللہ اکبر کے اور بلند آواز سے یہ دعاء
پڑھے یہ

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ
عَنْهُ وَعَافِيهِ وَآكِرِمْ نَزْلَهُ وَوَسِّعْ
مَدْخَلَهُ وَاغْشِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلِيجٍ وَبَرِّ

۱۔ من ابن عباسؓ انہ قرأ بفتح الکتاب قال تعلموا انہا سنة (صحیح بخاری) ثم یقرأ
.... سترانی نفسه (رداء الشافعی عن ابی امامۃ وقلنا لیس فیہ نیل جزء ۴ ص ۱۵) ولی روایۃ
النسائی مخالفتہ۔ سندہ صحیح (مرعاة جلد ۲ ص ۴۴) واحکام الجنائز للالبانی ص ۱۱
۲۔ من ابی امامۃ السنۃ فی القلوة علی الجنائز ان یکبر ثم یقرأ بام القرآن ثم یصلی علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم (رداء عبد الرزاق والنسائی وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ ص ۴۴) ولی روایۃ
یقرأ.... سترانی نفسه ثم یصلی علی النبی و یخلص الدعاء فی التکبیرات (رداء الشافعی و
الحاکم، سندہ صحیح۔ احکام الجنائز ص ۱۲)

۳۔ قال ابو امامۃ السنۃ فی القلوة.... ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یخلص الدعاء
لمیت ولا یقرأ الا فی الاولی (رداء عبد الرزاق والنسائی وسندہ صحیح۔ مرعاة جلد ۲ ص ۴۴) وقال
عون صلی اللہ علیہ وسلم علی جنازة وهو یقول اللهم اغفر له.... (صحیح مسلم)

وَتَقِيهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ
 الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّسِّ وَاَبْدِلْهُ دَارًا
 خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهِ
 وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ
 وَفِيهِ فِتْنَةُ الْقَبْرِ وَعَذَابُ النَّارِ

اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس سے درگزر فرما،
 اس کو عافیت دے، عزت کے ساتھ اس کی مہمانی فرما، اس کی قبر
 کو کشادہ کر دے، اس کو پانی، برف اور اولے سے پاک کر دے،
 اس کو گناہوں سے ایسا پاک صاف کر دے جیسا سفید کپڑے کو
 میل سے پاک صاف کیا جاتا ہے۔ اس کے گھر سے بہتر سے گھر
 عطاء فرما، اس کے اہل سے بہتر سے اہل عطاء فرما، اس کی
 بیوی سے بہتر سے بیوی عطاء فرما، اس کو جنت میں داخل کر
 اور فتنہ قبر اور عذاب دوزخ سے بچا۔

پھر اللہ اکبر کہے۔

ہر تکبیر پر دونوں ہاتھ اٹھائے۔

پھر دائیں بائیں سلام پھیرے۔

متفرق مسائل

۱۔ صلوٰۃ الجنائزہ مسجد میں جائز ہے۔ قبروں کے درمیان ناجائز ہے۔

۲۔ طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور ٹھیک دوپہر کے وقت

جب سایہ ٹھہر جائے نہ صلوٰۃ پڑھے اور نہ دفن کرے۔

۱۔ وکبر اربع تکبیرات (صحیح بخاری و صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ) ۲۔ انہ کان یرفع یدہ فی جمیع تکبیرات الجنائزۃ (رواہ الدارقطنی عن ابن عمرؓ و قال تغرد برفعہ عمر بن شبہ عن یزید و رواہ الجماعة عن یزید موقوفاً و هو الصواب) (نیل جزوۃ ص ۵۵) و عمر بن شبہ صدوق (تقریب) و اخرج البیہقی عن ابن عمرؓ موقوفاً و سعید بن منصور عن ابن عباسؓ موقوفاً و سندہما صحیح (نیل الاوطار جزو ۲ ص ۵۳، ۵۴)

۳۔ قال ابن مسعودؓ ثلاث کای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل من ترکمن التامل مداحن التسلیم علی الجنائز مثل التسلیم الصلوٰۃ (بیہقی، سندہ حسن۔ احکام الجنائز ص ۱۲) ۴۔ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابی بیضاء فی المسجد (صحیح مسلم)۔ ۵۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمی من اصاب علی الجنائز من القبور (نجم ابن الاعرابی والطبرانی فی الادب المستطد سندہ حسن۔ احکام الجنائز ص ۱۲) ۶۔ عن عقبۃ قال ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً ان فصل فیہن اذان نقبر فیہن موتانا من تطلع الشمس.... و من یقوم قائم الظبیرۃ و من تضيف الشمس للغروب (صحیح مسلم)

- ۳۔ اگر ایک بچے اور ایک عورت کی صلوٰۃ الجنائزہ اکٹھی پڑھنی ہو تو بچے کو امام کے قریب رکھا جائے۔^۱
- ۴۔ جو بچہ ساقط ہو جائے اُسکی صلوٰۃ الجنائزہ بھی پڑھنی چاہیے اور اُسکے والدین کے لئے مغفرت اور رحمت کی دُعا کرنی چاہیے۔^۲
- ۵۔ جس شخص کو رجم کیا گیا ہو اُس کی صلوٰۃ الجنائزہ پڑھی جائے۔^۳

۱۔ عن عمار قال حضرت جنازة مبيتي وامرأة تقدم القبطي مائلي القوم ودخعت المرأة وراءه فصلى عليها (وفي القوم اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم) فاستتم عن ذلك فقالوا السنة (رواه النسائي والبوداؤد ورجال اسناده ثقات وروى النسائي عن ابن عمر نحوه واسناده صحيح - نيل الاوطار جزء ۴ ص ۵۸) ۲۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سقط يصلي عليه ويرعى لوالديه بالغفرة والرحمة (رواه احمد من مغيرة وروى الحاكم نحوه وصححه - بلوغ جزء ۷ ص ۲۰۸) ۳۔ ان امرأة..... اتت النبي صلى الله عليه وسلم وهي حبلى من الزنا..... امر بها فرجمت ثم صلى عليها (صحيح مسلم كتاب الحدود عن عمران بن) ان رجلاً..... جازا النبي صلى الله عليه وسلم فاعترف بالزنا..... فرجم حتى مات فقال له النبي صلى الله عليه وسلم خيراً وصلى عليه (صحيح بخاري كتاب المحار بين ۲۰۶/۷)

۱۔ اگر کسی مسلم کا انتقال کسی غیر ملک میں ہو جائے تو جس دن اُس کے انتقال کی خبر ملے اسی دن اُس کی غائبانہ صلوٰۃ الجنائزہ اس مقام پر ادا کی جائے جہاں عموماً صلوٰۃ الجنائزہ پڑھی جاتی ہے۔
نوٹ | اگر کسی مسلم کا انتقال کسی اسلامی ملک میں ہو تو اُس کی صلوٰۃ الجنائزہ غائبانہ جمعہ کے دن ادا کرنے کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔ مسنون طریقہ پر صلوٰۃ الجنائزہ غائبانہ ادا کرنے کیلئے حسب ذیل شرائط ضروری ہیں:-

(۱) جس کی صلوٰۃ الجنائزہ غائبانہ پڑھی جا رہی ہے اُس کا انتقال کسی غیر ملک میں ہوا ہو۔

(۲) صلوٰۃ الجنائزہ غائبانہ اسی دن ادا کی جائے جس دن خبر ملے، نہ کہ جمعہ تک انتظار کرے اور پھر جمعہ ہی کے دن ادا کرے۔

۱۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعی النجاشی فی الیوم الذی مات فیہ وخرج بہم الی المصلی (صحیح بخاری عن ابی ہریرۃ رض) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلّوا علی الخ لکم مات بغیر ارضکم (ریعہ احمد و ابن ماجہ و سندہ حسن۔ بلوغ جزد ۷ ص ۲۲ و سندہ

(۳) صلوٰۃ الجنائزہ غائبانہ جنازہ گاہ میں ادا کی جائے،

نہ کہ مسجد میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت بخاریؒ کی صلوٰۃ جنازہ غائبانہ پڑھی ہے۔ کسی اور صحابی کی صلوٰۃ جنازہ غائبانہ پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ الاستیعاب میں معاویہ بن معاویہ کی صلوٰۃ جنازہ غائبانہ پڑھنے کی جو روایت ہے وہ موضوع ہے۔ اس کی سند میں علاء بن یزید ہے جو حدیثیں بنایا کرتا تھا مزید آپ امام ذہبی کہتے ہیں ”صحابہ میں اس نام کے کسی صحابی کا ہمیں علم نہیں۔“ یہی بات امام بخاریؒ نے کہی ہے (نیل الاوطار جزء ۳ ص ۴۳) الغرض یہ روایت کالعدم ہے۔ ایک اور روایت اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے جو مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۲۸۳ میں ہے۔ ابوبکر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثومؓ کی صلوٰۃ الجنائزہ مدینہ کی جنازہ گاہ

میں پڑھی، اُن کا انتقال مکہ میں ہوا تھا۔ اس کی سند کے متعلق کچھ علم نہیں کہ کیسی ہے۔ ابو بکر کون ہیں۔ ان کے والد صحابی تھے یا نہیں۔ مزید برآں یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ صلوٰۃ فتح مکہ سے پہلے پڑھی تھی یا بعد میں۔ اگر فتح مکہ سے پہلے پڑھی تھی تو پھر نتیجہ وہی نکلے گا کہ اگر کسی مسلم کا انتقال غیر مسلم ملک میں ہو تو اُس کی صلوٰۃ جنازہ غائبانہ پڑھنی چاہیے۔ مزید برآں اس حدیث میں بھی صلوٰۃ الجنازہ جنازہ گاہ میں پڑھنے کا ثبوت ہی مسجد میں نہیں۔ غائبانہ صلوٰۃ الجنازہ کے ثبوت میں ایک اور روایت پیش کی جاتی ہے، وہ یہ کہ:-

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ (يعني) رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
 وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّاهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّكَ دُنْ نَكَلَهُ، اَيَّكَ
 عَلَى اَهْلِ اَحَدٍ صَلَوَةً اَهْلٍ اَحَدٍ بِصَلَوَةِ جَنَازَةٍ پڑھی۔
 عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ پھر ٹوٹ کر آپ منبر

الی المنبر {صحیح بخاری} پر آئے۔

اس حدیث میں غائبانہ کا کوئی ثبوت نہیں۔ نہ اس میں مسجد میں صلوٰۃ پڑھنے کا ذکر ہے۔ آپ نے قبرستان جا کر صلوٰۃ الجنائزہ پڑھی۔ منبر کے مسجد میں ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ صلوٰۃ مسجد میں پڑھی۔ بات صرف اتنی ہے کہ آپ مدینہ سے باہر نکلے، اہل اُحد پر صلوٰۃ پڑھی اور پھر لوٹ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حبشہ غیر مسلم ملک نہیں تھا، وہاں بہت سے مسلم موجود تھے، انہوں نے صلوٰۃ الجنائزہ حاضرانہ پڑھی ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ انہوں نے پڑھی تھی، مزید برآں یہ بھی ثابت نہیں کہ صلوٰۃ الجنائزہ کا حکم حبشہ پہنچ گیا تھا یا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں اس کی مشروعیت کا علم ہی نہ ہو۔ پھر یہ بات بھی صحیح نہیں کہ وہاں اسلام خوب پھیل چکا تھا۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں:-

”ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں تھے، ہمیں ایذا دی جاتی تھی، خوف کے عالم میں دن گزرتے تھے“ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ایسی حالت میں کیسی صلوٰۃ الجنازہ! یہ حالت انہوں نے جنگِ خیبرؓ کے بعد مدینہ منورہ میں بتائی۔ اس موقع پر وہاں سے تمام مسلمان مدینہ منورہ آچکے تھے، کوئی باقی نہیں رہا تھا، اگر ان کے آنے سے پہلے حضرت نجاشیؓ کا انتقال ہوا تو خوف کے عالم میں صلوٰۃ الجنازہ پڑھانے کی کون ہمت کر سکتا تھا اور اگر ان مسلمان کے وہاں سے منتقل ہونے کے بعد ان کا انتقال ہوا تو پھر صلوٰۃ الجنازہ کون پڑھتا۔۔۔۔۔ ان ہی حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی صلوٰۃ الجنازہ پڑھی۔

صحیحین کی مندرجہ بالا روایت جو حضرت اسماء بنت عمیس کے حوالہ سے اوپر گزری اُس کے خلاف اگر تاریخ میں کچھ ملتا ہے تو وہ

ناقابل اعتبار ہے بلکہ صحیحین کی متفق علیہ روایت کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کا جھوٹ ہونا یقینی ہے۔

۷۔ صلوٰۃ الجنائزہ ایک سلام سے بھی ختم کی جاسکتی ہے۔

۸۔ شہید کی صلوٰۃ الجنائزہ ضروری نہیں، اگر پڑھ لے تو اچھا ہے۔

۹۔ فاسق کی صلوٰۃ الجنائزہ پڑھی جاسکتی ہے۔

۱۰۔ صلوٰۃ الجنائزہ گھر میں پڑھی جاسکتی ہے۔

۱۱۔ اگر صلوٰۃ الجنائزہ میں ایک مرد مقتدی ہو تو وہ امام کے پیچھے کھڑا

ہو، برابر کھڑا نہ ہو۔

۱۔ عن ابی حریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی جنازۃ وسلم تسلیماً واحدة (رواہ البیہقی وسندہ حسن۔ احکام الجنائز ص ۱۳) کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الرجلین من قتلی احد فی الثوب الواحد ولم یصل علیہم (صحیح بخاری) ان رجلاً من الاعراب جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قائم بہ ثم نهضوا فی قتال العدو فاتی بہ قد اصابہ سهم ثم کفنه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جبته ثم قدمه فصلی علیہ (رواہ النسائی وسندہ صحیح۔ احکام الجنائز ص ۱۴) کہ عن ابی قتادۃ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی للجنازۃ سأل عنها فان اثنی علیہ خیر قام فصلی علیہا وان اثنی علیہ غیر ذلک قال لا صلحاً شأنکم بما دلم یصل علیہا (رواہ احمد والحاکم وسندہ صحیح۔ احکام الجنائز ص ۱۵) کہ وہ ان اباطلحة دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی غیر من ابی طلحة عین توفی فاتاه فصلی علیہ فی منزلہم نتقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان ابوطلحة وراءہ وام سلیم وراء ابی طلحة ولم یکن معہم غیرہم (رواہ الحاكم والبیہقی وسندہ صحیح۔ احکام الجنائز ص ۱۶)

صلوٰۃ جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد اس دعا کے بجائے جو ص ۲۹۲ پر درج کی گئی ہے یہ دعا پڑھی جاسکتی ہے :-

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا
وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَانْثَانَا اَللّٰهُمَّ مِنْ اَحْيَيْتَهُ
مِنَّا فَاحْيِهِ عَلٰى الْاِسْلَامِ وَمِنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ
عَلٰى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ

ترجمہ : اے اللہ ہمارے زندوں کو، ہمارے مردوں کو، ہمارے حاضر کو ،
ہمارے غائب کو، ہمارے چھوٹوں کو، ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں کو
اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے
تو اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو موت دے تو اس کو
ایمان پر موت دے۔ اے اللہ اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھ اور نہ
اس کے بعد ہمیں گمراہ کر لے

اے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی علی الجنائزۃ قال اللّٰہم (رواہ الترمذی و
النسائی و احمد و ابوداؤد و سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی مشکوٰۃ۔ ۱/۲۷۴ و مجمع الترمذی
والمعجم والذہبی۔ اللّٰہم لا تحرمنا من اجرک کے الفاظ صحت الیٰ و اودنیٰ ہیں)۔

قنوتِ نازلہ

قنوتِ نازلہ اُس دُعائے قنوت کو کہتے ہیں جو پُر آشوب
زمانہ میں آفات و مصائب کے دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی
ہے۔ اس میں مؤمنین کی نجات و فلاح کے لئے دُعاء کی جاتی
ہے اور کافروں پر بد دُعاء کی جاتی ہے۔
یہ دُعاء فجر اور مغرب کے فرضوں میں پڑھی جاسکتی ہے۔
بلکہ پانچوں صلاتوں میں پڑھی جاسکتی ہے۔
اگر مؤمنین، کافروں کے کسی ملک میں گرفتار ہو جائیں تو

۱۔ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا إِذَا دَعَا لِقَوْمٍ أَوْ دُعَا عَلَى قَوْمٍ (رواہ ابن خزمیہ عن انس بن مسعود صحیح) صحیح ابن خزمیہ جزء اول ص ۳۱۴
۲۔ کَانَ الْقَنُوتُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ (صحیح بخاری ابواب الوتر عن انس بن مسعود)
۳۔ قَنُتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا مُتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ
فَرَمَاهُ ابْنُ خَزْمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ (صحیح ابن خزمیہ جزء اول ص ۳۱۴)
دردی الحاکم نخوہ و محمد الذہبی (بلوغ الامانی جزء ۳ ص ۳۰۸)

مندرجہ ذیل مضمون کے مطابق دعا پڑھنی چاہیے۔
 اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَ
 سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ
اشْدُدْ وَطَأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا
عَلَيْهِمْ سِنِينَ كِسْفِ يَوْسُفَ

اے اللہ، ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور
 مؤمنوں کو نجات دے۔ اے اللہ، مضر قبیلہ پر اپنی گرفت سخت
 کر دے اور ان کو ایسے قحط میں مبتلا کر دے جیسا قحط یوسف

(علیہ السلام) کے زمانہ میں آیا تھا۔
 (نوٹ :- اس دعا میں جو نام آئے ہیں ان کو اپنے حالات کے مطابق تبدیل کر کے)
 دعائے قنوت کے الفاظ درج ذیل ہیں (یہ دعا اگرچہ

لے صحیح بخاری تفسیر سورۃ آل عمران باب "لیس لك من الامر شیء" عن ابی ہریرۃ
 و صحیح مسلم باب تجا القنوت فی جمیع القلۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

حقیقتاً موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے، اس لئے کہ تمام صحابہ کرامؓ اس دعا کو پڑھتے تھے۔ تمام صحابہؓ کا اس دعا کو پڑھنا اس بات پر دال ہے کہ اس دعا کا سر شہید واحد ہے (

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ
وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَلَا نَكْفُرُكَ
وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُخْلَعُ وَنَتْرُكُ
مَنْ يَفْجُرُكَ، اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ لَعَبْدُ
وَكَانَ نَصْرِيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعِيْ
وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى
عَذَابَكَ الْجِدَّ، اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ
بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ، اَللّٰهُمَّ عَذِّبِ
الْكَفَرَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ، وَآلِقِ فِيْ
قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ، وَخَالِفْ بَيْنَ

كَلِمَتِهِمْ، وَأَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ
 وَعَذَابَكَ، اللَّهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةَ
 أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَصُدُّونَ
 عَنْ سَبِيلِكَ وَيَكْذِبُونَ رُسُلَكَ
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
 وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، اللَّهُمَّ
 أَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَأَلِّفْ بَيْنَ
 قُلُوبِهِمْ وَاجْعَلْ فِي قُلُوبِهِمْ
 الْإِيمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَأَوْزِعْهُمْ
 أَنْ يَشْكُرُوا نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ
 عَلَيْهِمْ، وَأَنْ يُؤْفُوا بِعَهْدِكَ
 الَّذِي عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ وَتَوْفُّهُمْ
 عَلَى مِلَّةِ رَسُولِكَ، وَأَنْصُرْهُمْ عَلَى

عَدُّكَ وَعَدُّهُمْ إِلَهُ الْحَقِّ! وَأَجَعَلْنَا مِنْهُمْ

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں، تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں، تیری بہترین ثناء و صفت بیان کرتے ہیں، ہم تیری ناشکری نہیں کرتے بلکہ تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تم تیری نافرمانی کرنے والوں کو علیحدہ کر دیتے ہیں اور انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرہ ہم کوشش کرتے ہیں اور تیری ہی اطاعت میں ہم جلدی کرتے ہیں، ہم تیری رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور تیرے سخت عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرا سخت عذاب

۱۔ عن الحسن يقول القنوت في التروا والبيع، اللهم انا نستعينك..... الخ
سمعت اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزيدون على هذا شيئاً (مسند
عبد الرزاق جزء ۱ ص ۱۱۱ - سند صحيح)

کفار کو پہنچنے والا ہے۔ اے اللہ، کافروں اور مشرکوں کو عذاب
 میں مبتلا کر: ان کے دلوں میں رعب ڈال دے، ان کی
 بات میں اختلاف پیدا کر دے اور ان پر لہنی سزا اور اپنا
 عذاب نازل فرما۔ اے اللہ! اہل کتاب کافروں کو عذاب
 میں مبتلا کر، جو تیرے راستہ سے روکتے ہیں، تیرے
 رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں۔ اے اللہ! مومنین اور مومنات
 مسلمین اور مسلمات کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! ان کے تعلقات
 کی اصلاح فرما، ان کے دلوں میں الفت ڈال دے، ان
 کے دلوں میں لہمان اور حکمت پیدا کر دے، انہیں توفیق
 دے کہ تیری نعمت کا جو تو نے ان پر کی ہے شکر ادا کریں، جو
 عہد تو نے ان سے لیا ہے وہ اُسے پورا کریں، انہیں اپنے
 رسول کی ملت پر موت دے، اپنے اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں
 ان کی مدد فرما، اے معبودِ برحق و حاکمِ حقیقی! اور ہمیں ان میں سے کر دے۔

قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ

آخری رکعت میں رکوع کرنے کے بعد جب کھڑا ہو تو سَمِعَ اللہُ
لِمَنْ حَمِدَهُ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد دو نو
ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے دُعائے قنوت پڑھے مقتدی آمین کہتے ہیں
دُعائے قنوت رکوع سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں یہ

۱۔ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ مَنْ حَمِدَهُ فِي الرُّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ يَدْعُو عَلَىٰ حَتَّىٰ مِنْ بَنِي سَلِيْمٍ زُرَّادٌ ابْنُ خَزِيْمَةَ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَنَدُهُ حَسَنٌ (صحیح ابن خزیمہ جزء ۲ ص ۲۱۳) دروی نحوہ الحاکم ومحمہ
هو الذہبی (بلوغ الامانی جزء ۲ ص ۳۸۸)

۲۔ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ مَنْ حَمِدَهُ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّجْ الْوَلِيدَ..... الخ یہ صحیح
بذلک (صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورة آل عمران باب لیس لک من الامشی
عن ابی ہریرۃ رض) کما صلی الغداة یرفع یدہ یدعو علیہم (رواہ البیہقی عن انس بن سنفہ
حسن) وقت عمر بن بعد الزکوع رفع یدہ جہر بالدعاء (رواہ البیہقی وصحہ، بلوغ الامانی
جزء ۲ ص ۲۱۵) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدہ اذا ما حمد الطہراتی وندبح صلاۃ اللہ ۱۵۹
۳۔ یدعو علی حَتَّىٰ مِنْ بَنِي سَلِيْمٍ..... دیوجن من خلفہ زُرَّادٌ ابْنُ خَزِيْمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
وَسَنَدُهُ حَسَنٌ (صحیح ابن خزیمہ جزء ۲ ص ۲۱۳) دروی نحوہ الحاکم ومحمہ هو الذہبی
(بلوغ الامانی جزء ۲ ص ۳۸۸) کہ عن انس... کنا نغنت قبل الركوع وبعده (رواہ ابن
ماجہ وسندہ صحیح۔ بلوغ ۳۱۶) عن عاصم عن انس قال سألتہ عن القنوت قبل الركوع او بعد

ضمیمہ

① رفع الیدین

رفع الیدین یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا صلوٰۃ میں چار جگہ

ثابت ہے۔

① شروع صلوٰۃ میں

② رکوع سے قبل

③ رکوع کے بعد

④ تیسری رکعت کی ابتداء میں

ان مقامات پر رفع یدین کرنے کے دلائل درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عند شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور جب رکوع سے سر

اٹھاتے، رفع یدین کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اسی طرح رفع یدین کرتے تھے {رواہ البیہقی

فی سننہ دتال روایت ثقات ج ۲ ص ۳۷۷ و سننہ حسن}

حضرت عمر فاروقؓ | حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے ایک مرتبہ لوگوں کو صلوٰۃ کا طریقہ بتانے کا ارادہ کیا

فَقَامَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ تَوَقُّبًا لِّطَرَفِ مَنْزِلِهِ كَمَا كَرِهَ

وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَازَى أَوْدُنُوهُمْ وَهَتَفُوا كَوْنَهُمْ تَك

بِهِمَا مِنْ كِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ أَمَّا يَا، پھر اللہ اکبر کہا، پھر رکوع کیا

رَكَعَ وَكَذَلِكَ حِينَ رَفَعَ أَوْرَاسِي طَرَحَ كَمَا جَبَّ رُكُوعَ سَر

{رواہ البیہقی فی الخلائیات وقال أَمَّا يَا، یعنی رکوع سے سر اٹھا کر

ایشیخ "رجال اسنادہ معروفون" بھی رفع یدین کیا۔

(نصب الراية جلد ۱ ص ۲۱۶) سندہ اس حدیث میں حضرت عمرؓ کے یہ لفظ

متصل و صحیح (تسہیل التقاری بھی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

شع بن صحیح بخاری جلد ۲ علیہ وسلم اسی طرح صلوٰۃ پڑھتے تھے

صفحہ ۷۷) { اور اسی طرح صلوٰۃ پڑھنے کا حکم دیتے تھے

حضرت علیؓ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے قبل اور رکوع سے

سراٹھانے کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہونے کے بعد

رفع یدین کرتے تھے { رواہ الترمذی : ابوداؤد والنسائی وصحیح الترمذی و

احمد (نصاب الایۃ جلد ۱ ص ۱۲۲) وصحیح ابن خزیمہ وابن حبان (فتح الباری) {

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ

يَدَيْهِ حَذْوَمَنْكَبَيْهِ

إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں

وَاِذَا كُنْتَ لِلْعُكُوفِ وَاِذَا كُنْتَ حَتَّى تَكُنْ اُكْثَا
رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ التَّكْوِيمِ كَرْتِ تَحَى .

رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ ۚ {صحیح بخاری و صحیح مسلم}

حضرت عبداللہ بن عمرؓ شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے،
رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہونے کے بعد رفع یدین
کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی
طرح کرتے تھے {صحیح بخاری}

حضرت مالک بن حویرث | حضرت مالک بن حویرث
شروع صلوٰۃ میں رفع یدین کرتے، پھر جب رکوع کرتے تو رفع
یدین کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے
اور یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح
کرتے تھے {صحیح بخاری و صحیح مسلم}

حضرت وائل بن حجرؓ | حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے
سراٹھلنے کے بعد رفع یدین کرتے تھے {صحیح مسلم}

حضرت ابو حمیدؓ | حضرت ابو حمیدؓ نے صحابہؓ کے ایک مجمع
میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صلوٰۃ شروع کرتے
جب رکوع کرتے، جب رکوع سے سراٹھاتے اور جب دو
رکتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ تمام
صحابہؓ نے کہا ”تم سچ بیان کرتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اسی طرح صلوٰۃ پڑھتے تھے“ {رواہ الترمذی وصحیحہ ورواہ ابوداؤد

وابن حبان وغیرہما}

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ | حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے
(ایک دن لوگوں سے) فرمایا ”کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی صلوٰۃ نہ بتاؤں؟“ یہ لکرا انہوں نے صلوٰۃ پڑھی تو
جب تکبیر تحریر کی تو رفع یدین کیا۔ پھر جب رکوع کیا تو رفع

یدین کیا اور تکبیر کی، پھر سمع اللہ لمن حمد کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھائے۔ پھر فرمایا ”اسی طرح کیا کرو“ {رواہ التارقطنی و البیہقی و ابن

وقال الحافظ رداتہ ثقات۔ مولیٰ الورشامہ العرف الشذی ص ۱۲۵ میں اس کی صحت

کو تسلیم کیا ہے {التحقیق الراخ ص ۱۲۲}

حضرت ابو ہریرہؓ | حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع

کے بعد رفع یدین کرتے تھے {رواہ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۵ و رجالہ رجال الصحیح

{تہذیب القاری جلد ۳ ص ۶۶ و روی البخاری فی جزر رفع الیدین ص ۲۱ بطریق آخر و سندہ صحیح}

حضرت ابو ہریرہؓ خود بھی رفع یدین کرتے تھے {رواہ البخاری فی

جزر رفع الیدین بطریقین ص ۱ و سندہ حسن}

حضرت ابو ہریرہؓ صلوٰۃ پڑھنے کے بعد فرمایا کہ تھے کہ

میری صلوٰۃ تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

صلوٰۃ سے مشابہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح صلوٰۃ

پڑھتے ہے۔

حَتَّىٰ فَاثَقَ الدُّنْيَا بِهَا تَمَّكَ كَمَا أَتَىٰ كِي

{صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲۰۰} وفات ہوئی۔

اگرچہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں صراحتاً رفع یدین کا ذکر نہیں ہے، صرف تکبیروں کا ذکر ہے لیکن حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اپنی صلوٰۃ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کے سب سے زیادہ مشابہ بھی کہیں اور رفع یدین چھوڑ دیں اور جب یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ رفع یدین کرتے تھے تو یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ میں آپؐ کی وفات تک رہا۔ حضرت جابرؓ حضرت جابرؓ رفع یدین کرتے جب صلوٰۃ شروع کرتے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر

اٹھاتے۔ اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی

طرح کرتے تھے (رواہ ابن ماجہ و فی الزوائد رجالہ ثقات وقال الحافظ رواتہ ثقات

ومحمد ابیہقی (تسہیل القاری ونصب الراية جلد ۱ ص ۳۱۵) {

حضرت انسؓ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم رفع یدین کرتے جب صلوٰۃ شروع کرتے اور جب رکوع

کرتے (رواہ ابن ماجہ و رجالہ رجال الصحیحین (التعلیق المغنی شرح دارقطنی جلد اول

ص ۱۰۰ سندہ صحیح) اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی خلاقیات میں روایت کیا ہے اور اس میں یہ زیادہ

ہے کہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد بھی رفع یدین کرتے تھے۔ اس کی سند بھی صحیح ہے (تسہیل القاری)

نوٹ: اس حدیث کو عبد الوہاب نے مرفوع کیا ہے اور وہ ثقہ ہے، مشہور ہے، صحیح بخاری اور

صحیح مسلم کا راوی ہے۔ حافظہ بڑھنے کے بعد اس نے کوئی حدیث روایت نہیں کی (تسہیل القاری)

تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے حضرت حسن بصریؒ کہتے

ہیں کہ صحابہ کرامؓ رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور

رکوع سے سر اٹھاتے {جزء رفع الیدین للبخاری ص ۱۳۱ سندہ صحیح}

رفع یدین نہ کرنے کی دلیلیں

جن احادیث سے رفع یدین نہ کرنے کی دلیل لی جاتی ہے اُن میں سے ایک صحیح مگر بے محلیٰ پیش کی جاتی ہے۔ دوسری سنداً صحیح ہمتنا غیر محفوظ ہے، تیسری سنداً ضعیف ہے اور متنا غیر محفوظ ہے۔
پہلی حدیث | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”کیا بات ہے کہ میں تم کو (اس طرح) ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں، صلوٰۃ میں ساکن رہا کرو۔“ [صحیح مسلم]

جواب | یہ حدیث مجمل ہے، اس میں ہاتھ اٹھانے کا محسوس نہیں بیان کیا گیا ہے صحیح مسلم میں اس کے آگے اس کی تفصیل موجود ہے جس میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ اٹھانے کو منع کیا گیا ہے۔

بہر حال اس تفصیل کو جو اگلی حدیث میں بیان کی گئی ہے اگر نظر انداز
 کر دیا جائے تب بھی حدیث مذکور کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ نے
 رفع یدین کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ اُن کو اس طرح ہاتھ اٹھانے
 سے منع کیا جس طرح سرکش گھوڑوں کی دُمیں اٹھتی ہیں۔ اور ہمیں
 اس سے گلی اتفاق ہے کہ رفع یدین بڑے سکون و اطمینان سے ہونا
 چاہیے نہ کہ اس طرح جس طرح سرکش گھوڑوں کی دُمیں اٹھتی ہیں۔
 اگر اس حدیث سے مطلقاً رفع یدین کی ممانعت مان لی جائے
 تو پھر شروعِ صلوٰۃ کا رفع یدین، عیدین کا رفع یدین، وتر میں دُعاۃ قنوت
 کے وقت رفع یدین بھی (جیسا کہ احناف کرتے ہیں) ممنوع ہو جائے گا۔
 اگر رفع یدین اتنا مکروہ فعل ہے کہ اُس کو سرکش گھوڑوں
 کی دُموں سے مشابہت دی گئی ہے تو پھر یہ مکروہ کام شروعِ صلوٰۃ
 میں اور عیدین وغیرہ میں کیوں جاری ہے اور ایسے نامناسب
 فعل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیوں منسوب کیا جائے گا۔

دوسری حدیث | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ”کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ نہ بتاؤں؟“ الغرض انہوں نے صلوٰۃ پڑھی۔ حضرت علقمہؓ کہتے ہیں ”فلم یرفع یدیه الا فی اقل مرۃ“ ابن مسعودؓ نے ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی مرتبہ میں {ترمذی}

جواب | (۱) اس حدیث میں رکوع کے وقت کا کوئی ذکر نہیں۔ اس حدیث سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ایک مرتبہ ہاتھ اٹھانے چاہئیں، بار بار نہیں۔ مشکوٰۃ میں اس حدیث کا متن اس طرح ہے :-

ولم یرفع یدیه الا مرۃ	انہوں نے تکبیر تحریمہ
واحدۃً مع تکبیر	کے ساتھ صرف ایک
الافتتاح۔	مرتبہ ہاتھ اٹھائے۔

(۲) یہ الفاظ کہ حضرت ابن مسعودؓ نے ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی

مرتبہ "حضرت علقمہؓ کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے صرف عملاً اس کا ذکر نہیں کیا، لیکن عدم ذکر سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ لہذا یہ حدیث مفید مدعا نہیں ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ رفع یدین کو سنت جانتے ہوئے بھول گئے ہوں، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ رفع یدین کا سنت ہونا ہی بھول گئے ہوں۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۳) اس حدیث کا متن محفوظ نہیں، صحیح متن یہ ہے:-

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ
الصَّلَاةُ فَقَامَ فَكَبَّرَ رَفَعَ

یہی شور کم فطریقہ۔۔۔ ہوئے، پھر آپ نے تکبیر کی اور فتح یدین کیا پھر

قال البخاریؒ هذا المحفوظ روع کیا اور انھوں میں تطبیق کی۔۔۔ امام

عند اهل النظر من حدیث بخاریؐ فرماتے ہیں کہ اہل نظر کے نزدیک

عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ابن مسعود کی حدیث کا یہی متن محفوظ ہے۔

امام ابو داؤد بھی اسی کی صراحت کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:-

لیس ہو بصحیح علی اللفظ یہ حدیث ان
 علی هذا المعنی لفظوں، ان معنوں
 {ابوداؤد جلد اول ص ۱۱۶} پر صحیح نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام عبد اللہ بن مبارکؒ، امام شافعیؒ
 امام دارقطنیؒ، امام بیہقیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام یحییٰ بن
 آدمؒ، امام ابو حاتمؒ، امام حاکمؒ بلکہ بقول امام بخاریؒ تمام
 محققین کے نزدیک یہ حدیث بلحاظ متن پایہ ثبوت کو نہیں
 پہنچتی {تسہیل انقاری، التحقیق الراخ وغیرہ ملاحظہ ہوں}

امام ابن حبانؒ نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ:-

اِنَّ لَهُ عِلًّا اس میں بہت سی علتیں ہیں
 تبطلہ {نیل الاوطار ص ۱۵۱} جو اسے ہل بنا رہی ہیں۔

الغرض اس حدیث کے متن کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے

اس میں عدم رفع یدین کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ امام محمدؒ نے اسے اپنے دلائل میں ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ کچھ آثار بیان کئے وہ بھی سنداً ضعیف۔ اگر یہ حدیث ان معنوں اور لفظوں پر صحیح ہوتی تو امام محمدؒ اس کو ضرور پیش کرتے کیونکہ یہ تو ان کے لئے بہت بڑی دلیل ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام محمدؒ کے وقت تک اس حدیث کا وہ مفہوم نہیں لیا جاتا تھا جو بعد میں لیا گیا۔

(۴) اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بھول تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ وہ صلوٰۃ ہی میں اور بہت سی باتوں کو بھول گئے، مثلاً وہ رکوع میں دونوں ہاتھ رانوں کے درمیان رکھتے تھے، گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے سے منہ کرتے تھے۔ تین آدمیوں کی جماعت اس طرح کرتے تھے کہ

امام کی دامنی جانب اور ایک کو امام کی بائیں جانب کھڑا کرتے تھے، رکوع میں کلاٹیاں زانوؤں پر بچھا دیتے {صحیح مسلم وغیرہ} وغیرہ۔ کیونکہ یہ چیزیں صحابہ کرامؓ کے حجمِ غفیر کی بیان کردہ احادیث کے خلاف ہیں لہذا انہیں کسی نے تسلیم نہیں کیا، بالکل اسی طرح ترکِ رفعِ یدین کو بھی جو کہ صحابہ کرامؓ کے حجمِ غفیر کی بیان کردہ احادیث کے خلاف ہے تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔

تیسری حدیث | حضرت براءؓ کہتے ہیں "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ جب صلوٰۃ شروع کرتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے 'ثُمَّ لَا يَعُودُ'، پھر نہیں اٹھاتے تھے" {ابوداؤد}

'ثُمَّ لَا يَعُودُ' کے جو الفاظ اس حدیث میں بیان کئے گئے ہیں اُن سے رکوع کے وقت عدمِ رفعِ یدین پر دلیل لی جاتی ہے، حالانکہ اس حدیث میں رکوع کا کوئی ذکر نہیں، البتہ جو چیز

اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ شروع صلوٰۃ میں ایک ہی دفعہ رفع یدین کرنا چاہیے، بار بار نہیں۔ اور یہی اس حدیث کا صحیح مفہوم ہے۔

عدم رفع یدین کا دار و مدار کلیتہً "ثُمَّ لَا يَعُودُ" کے الفاظ پر ہے، لیکن یہ درحقیقت حضرت براد کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ اس حدیث کے ایک راوی یزید بن ابی زیاد کے الفاظ ہیں۔ یزید اس حدیث کو دو طرح بیان کرتے تھے:-

(۱) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَعَ صَلَاةً فِيهَا بَاقٌ مُطَّاهَتِ

تَحْتَهُ۔ يَا

(۲) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرَعَ صَلَاةً فِيهَا رُكُوعٌ سَوِيٌّ

پہلے اور رُكُوع کے بعد ہاتھ اٹھایا کرتے تھے {بیہقی ص ۷۷}

گویا کبھی وہ اس حدیث کو مختصر بیان کرتے اور کبھی مفصل،

مختصر حدیث کو وہ ایک عرصہ دراز تک مندرجہ بالا الفاظ کے

ساتھ ہی بیان کرتے رہے۔ بعد میں جب وہ بوڑھے ہو گئے اور حافظہ خراب ہو گیا تو کوفہ والوں نے انہیں ”ثُمَّ لَا يَعُودُ“ سکھا دیا، وہ ”ثُمَّ لَا يَعُودُ“ کہنے لگے (نیل الاوطار وغیرہ) بلکہ حد تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت علی بن عامر کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو ”ثُمَّ لَا يَعُودُ“ کو بیان نہیں کیا، حضرت علی بن عامر نے کہا ”آپ نے ثَمَّ لَا يَعُودُ بھی تو کہا ہے“ کہنے لگے مجھے یاد نہیں {دارقطنی} الغرض یزید نے خود ان الفاظ کا انکار کر دیا۔ ان کے حافظہ میں یہ الفاظ نہیں تھے۔ کوفہ والوں کے سکھانے سے کہتے تھے۔

محمّد بن ابی لیلے نے اس حدیث کو یزید کے علاوہ ایک اور راوی سے بیان کیا ہے لیکن محمد بن ابی لیلے بد حافظہ ہیں۔ انہوں نے غلطی سے یزید کے بجائے دوسرا نام لے دیا۔ محمد بن ابی لیلے کی کتاب میں یزید ہی کا نام ہے {جزء رفع الیدین ص ۱۵}

خلاصہ یہ ہوا کہ اس حدیث میں رکوع کے وقت رفع یدین

کا ذکر موجود تھا، مزید نے پہلے اسے مختصر کیا، پھر اس میں کوئی
دالوں کی تلقین پر ”ثم لا يعود“ بڑھا دیا۔ الغرض جن الفاظ سے
عدم رفع یدین پر استدلال کیا جاتا ہے وہ بے بنیاد ہیں۔

ان تین احادیث کے علاوہ جو احادیث اس سلسلہ میں
بیان کی جاتی ہیں وہ ضعیف نہیں بلکہ موضوعات کی فہرست
میں آتی ہیں۔ اُن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں۔

خلاصہ | رفع یدین کی احادیث بڑی کثرت سے ہیں اور
صحیح ترین اسناد سے مروی ہیں۔ عدم رفع یدین کی احادیث
بہت کم ہیں، مزید برآں معنًا یا سندًا ثابت نہیں۔ امام بخاریؒ
کہتے ہیں :-

ولم یثبت عند اهل العلم اهل علم کے نزدیک کسی

عن احد من اصحابہ انہ ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں

لم یرفع ید یہ ذمہ رفع الیدینؑ کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔

② قرأت خلف الامام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ جو شخص سورہ فاتحہ

بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (صحیح) نہیں پڑھتا اُس کی

بخاری صحیح مسلم عن عبادہ بن صامتؓ صلوة نہیں ہوتی۔

یہ حدیث بالکل عام ہے۔ اس میں منفرد، امام، مقتدی

مرد اور عورت سب شامل ہیں، کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

بعض لوگ اس حدیث سے مقتدی کو مستثنیٰ کرتے ہیں۔

حالانکہ اگر حدیث کا شان نزول دیکھا جائے تو اس حدیث

کے مخاطب ہی مقتدی ہیں، پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ جو مخاطب

ہوں وہی مستثنیٰ کر دئے جائیں؟

حدیث مذکور کا شان نزول درج ذیل ہے۔ اس کے راوی

بھی حضرت عبادہ بن صامتؓ ہی ہیں۔

عن عبادۃ بن الصامتؓ حضرت عبادہ بن صامتؓ
 قال کنا خلف رسول اللہؐ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فی علیہ وسلم کے پیچھے صلوٰۃ فجر پڑھ
 صلوٰۃ الفجر فقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسلم نے قرأت کی تو آپؐ پر
 فتقلت علیہ بالقراءۃ قرأت کرنا بھاری ہو گیا۔ پھر
 فلما فرغ قال لعلکم جب آپ صلوٰۃ سے فارغ ہوئے
 تقرأون خلفا ما مکم تو فرمایا "شاید تم اپنے امام کے
 قلنا نعم هذا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا "ہاں یا رسول اللہ جلدی
 قال لا تفعلوا الا بفاتحة جلدی پڑھ لیتے ہیں" رسول
 الكتاب فانه لا صلوٰۃ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لمن لم یقرأ بها (رواہ ابو داؤد۔ ”سوائے سورہ فاتحہ کے اور

سکت علیہ المنذر علیٰ حسن الترمذی و محمد ابوداؤد کچھ مت پڑھا کرو، کیونکہ

ابو ابراہیم بن جہان الحکم احمد شاکر لا علیہ السلام بغیر سورہ فاتحہ کے صلوة

احمد محمد شاکر علی الترمذی) وقال البیهقی ہذا نہیں ہوتی۔“

اسناد صحیح و رواۃ ثقات (کتاب القراءة للبیہقی ص ۴۳)

وفي رواية هل تقرأون اذا دوسری روایت میں ہے کہ

بجھرت بالقراءة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بعضنا انا نصنع ذلك نے پوچھا ”کیا تم ایسی حالت

قال فلا وانا قول مالی میں کہ میں بلند آواز سے قرأت

ینازعنی القرآن فلا کرتا ہوں پڑھتے ہو؟“ ہم میں

تقرءوا بشئ من القرآن کسی نے کہا ہم ایسا کرتے ہیں

اذا جهرت الا بام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

القرآن۔ (رواہ ابو داؤد فرمایا ”میں کہتا تھا کہ میں مجھ

والدارقطنی وقال الدارقطنی هذا اسناد
حسن ورجالہ ثقات کلمہ (دارقطنی جلد اول
صفحہ ۱۲۹) {نوٹ: نافع بن محمود کو امام بیہقی
نے بھی ثقہ کہا ہے (کتاب القراءة ص ۶۰) {
امام بخاری کی سند میں نافع بن محمود نہیں
ہیں اور اس کی سند حسن ہے (جزء
القراءة ص ۱۸)

سے قرآن میں منازعت کیجاری
ہے۔ جب میں بلند آواز سے قرآن
کروں تو قرآن میں سے کچھ نہ پڑھا
کر دو سوائے سورۃ فاتحہ کے۔“

اس شان نزول کو نہ صرف حضرت عبادہؓ نے بلکہ مندرجہ
ذیل صحابیوں نے بھی روایت کیا ہے۔

فی جزاء و ست صحیح

(۱) حضرت انسؓ {رواہ البیہقی فی کتاب القراءة ص ۴۸ و ص ۴۹}

رواہ ابویسی و رجالہ ثقات (تعلیقات احمد محمد شاکر علی الترمذی) ورواہ البخاری

(۲) عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم {رواہ البیہقی فی

کتاب القراءة ص ۵۰ وقال هذا حدیث صحیح ص ۵۲ ورواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح (تعلیقات

احمد محمد شاکر علی الترمذی) {

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ {رواہ البیہقی فی کتاب القراءة

ص ۵۳ ورواہ البخاری فی جزاء القراءة ص ۱۸ ورواہ ثقات و سندہ صحیح {

مندرجہ بالا شانِ نزول سے ثابت ہو گیا کہ صحیحین کی حدیث
کا خطاب مقتدیوں سے ہے لہذا مقتدیوں کو بھی سورہ فاتحہ
پڑھنا فرض ہے، اس کے بغیر صلوٰۃ نہیں ہوگی۔

مقتدی کو سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کے دلائل اور ان کا تجزیہ

دلیل اول | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ جب قرآن پڑھا
فَاسْتَبِيعُوا كَلَامَ
الْأَنْصَابِ {الاعراف ۲۰۴} جائے تو غور سے سُنو
اور خاموش رہو۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب امام قرآن مجید
تلاوت کرے تو مقتدی کو سُننا اور چپ رہنا چاہیے۔

جواب "مقتدی کی قراءت اور امام کے سکناات" کے عنوان
 کے تحت ضمیمہ ۳ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مقتدی کو امام
 کے سکناات میں سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ ایسی صورت
 میں نہ قرآن مجید کی آیت کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور نہ
 حدیث پاک کی۔ (ضمیمہ ۳ اس کتاب کے صفحات ۳۳۵ تا ۳۵۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

دلیل دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

من صلی خلف الامام جو شخص امام کے پیچھے صلوٰۃ
 فان قراءۃ الامام لہ پڑھے تو امام کی قراءت
 قراءۃ لہ رواہ ابیہی وغیرہ مقتدی کی قراءت ہے۔

جواب یہ حدیث ضعیف ہے، اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس
 میں اور سورہ فاتحہ پڑھنے کی حدیث میں کوئی تضاد نہیں ہے،
 یہ حدیث عام ہے اور سورہ فاتحہ پڑھنے کی حدیث خاص ہے،
 عام اور خاص میں کوئی تضاد نہیں ہوتا۔ دونوں حدیثوں کو

ملا کر نتیجہ نکلتا ہے کہ مقتدی کو سورۃ فاتحہ تو ہر حال میں پڑھنا ضروری ہے، البتہ دوسری سورت پڑھنا ضروری نہیں، اگر امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہو تو امام کا دوسری سورت پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہوگا۔ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت سمجھی جائیگی اور مقتدی کی صلوٰۃ میں کوئی نقص نہیں آئے گا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مقتدی کو سورۃ فاتحہ امام کے سکتوں میں پڑھنی چاہیے تاکہ قرآن مجید کی آیت **وَ اِذَا قَرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَ اَنْصِتُوْا** کی خلاف ورزی نہ ہو اور ضرور پڑھنی چاہیے تاکہ حضرت عبادہؓ کی بیان کردہ حدیث کی خلاف ورزی نہ ہو، آیت اور حدیث دونوں پر یہ یک وقت عمل ہونا ہے۔ جب امام دوسری سورت بلند آواز سے پڑھے تو مقتدی خاموشی سے سنتا ہے، دوسری سورت امام کے سکتوں میں بھی نہ پڑھے، اس صورت میں امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت سمجھی جائیگی۔ جب امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو مقتدی کو حدیث مندرجہ صفحہ ۳۳۰ کی رو سے دوسری سورت کے پڑھنے کا جواز نکلتا ہے

③ مقتدی کی قرأت اور امام کے سکتات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں سے فرماتے ہیں :-

لا تقرءوا بشیء من
القرآن اذا جهرت الا
بأم القرآن فانه لا صلوة
لمن لم یقرأ بها ذراہ ابو داؤد
والدارقطنی وسندہ حسن۔ دارقطنی جز و ادل
شورہ فاتحہ نہ پڑھے
[۱۲۱] وردی نحوہ البخاری فی جزو القراۃ
اُس کی صلوة نہیں ہوتی۔

(ص ۱۸) سندہ حسن۔

اس حدیث ثابت ہوا کہ مقتدی کو سورہ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا {سُورَةُ اعراف: ۲۰}

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امام پڑھے تو مقتدی کو خاموش رہنا چاہیے۔ حدیث میں اس کی مزید وضاحت موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

إِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا {سُورَةُ اعراف: ۲۰}

{صحیح مسلم عن ابی موسیٰ الاشعریؓ} خاموش رہو۔

مندرجہ بالا آیت و احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنی تو ضرور چاہیے لیکن ایسی حالت میں نہیں کہ امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو، جب امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہو اس وقت تو مقتدی کو خاموش رہ کر سننا چاہیے نہ کہ پڑھنا۔ اب اگر مقتدی پڑھتا ہے تو سننے اور

خاموش رہنے کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اور اگر نہیں
 پڑھتا تو پڑھنے کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ان دونوں
 حکموں کا تقاضا یہ ہے کہ امام کو کچھ ایسے سکناات کرنے چاہئیں
 جن میں مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ سکے اور کسی بھی حکم کی خلاف
 ورزی نہ ہو۔ لیکن سکناات کا مقرر کرنا بھی ہمارا کام نہیں، اس
 کے لئے بھی دلیل کی ضرورت ہے، الحمد للہ دلیل بھی موجود ہے
 اور وہ درج ذیل ہے:-

حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں:-

اِنَّكَانِ يَسْكُتُ سَكْتَتَيْنِ بِشَكِّ سَوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
 اِذَا اسْتَفْتَحَ وَاِذَا فَرَغَ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَوْسَكْتَيْنِ كَرْتَتَيْنِ،
 مِنْ الْقِرَاءَةِ كُلِّهَا (ووافقه) اِكْ اَسْ دَقْتِ جَبِّ صَلَوةِ
 ابی بن كعبؓ (رواه ابو داؤد) شَرُوعَ كَرْتَتَيْنِ اَوْرَاكِلُاسْ قِوْتِ
 والترندی، محمد احمد محمد شاكر فی جَبِّ اَبِّ پُورِ قِرْاَتِ كَفَاغِ

تعلیقاً علی الترمذی) قال الحاکم
وحدیث سمرۃ للتومم تومم ان
الحسن لم یسمع من سمرۃ فانه قد سمع
منه (المستدرک ۲۱۵/۱)
ہوتے [حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت سمرہؓ

اب ایک سوال رہ جاتا ہے کہ کیا یہ سکتے مقتدیوں کی قرأت
کے لئے ہوتے تھے یا ان کا کوئی اور مقصد تھا، الحمد للہ اس کا
حل بھی حدیث میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں :-

كانوا يقرؤون خلف رسول
الله صلى الله عليه وسلم
إذا انصت فإذا قرأ لم
يقرءوا وإذا انصت قرءوا۔
صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اُس وقت
پڑھتے تھے جب آپؐ خاموش
رہتے، پھر جب آپؐ پڑھتے تو

[رواد البیہقی فی کتاب

القراءة ص ۶۹ ومحمہ

ص ۵۵ {

پڑھتے تھے۔

اس حدیث نے وہ پوری کیفیت بتادی جس کیفیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سورہ فاتحہ پڑھنے کی ہدایت کی تھی۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دوسکتے کرتے تھے۔ ایک سکتہ قرأت سے پہلے اور دوسرا سکتہ قرأت کے بعد۔ اور ان سکتوں میں صحابہ کرام سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرتے تھے جس کو پہلا سکتہ مل گیا اُس نے پہلے سکتہ میں پڑھ لی جس کو پہلا سکتہ نہ ملا اُس نے دوسرے سکتہ میں پڑھ لی۔ سورہ فاتحہ پڑھنے کے حکم کی تعمیل بھی ہو گئی اور خاموش رہنے کے حکم کی تعمیل بھی ہو گئی۔ نہ کوئی تضاد رہا نہ اختلاف کی گنجائش۔

مندرجہ بالا تحریر سے پورا مسئلہ نکھر کر سامنے آگیا، تاہم بطور شواہد کے ہم اس مسئلہ کے متعلق مزید احادیث و آثار ذیل میں درج کر رہے ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا:-

من کان مع الامام
فلیقرأ بآم القرآن
قبلہ اذا سکت {رواہ
البیہقی فی کتاب القراءۃ ص ۵۴}

جو شخص امام کے ساتھ صلوٰۃ
پڑھ رہا ہو اسے چاہیے کہ جب
امام سکتہ کرے تو امام سے پہلے ہی
سورۃ فاتحہ پڑھ لے۔

(۲) دوسری سند میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا:-

من کان مع الامام
فلیقرأ قبلہ اذا سکت
{رواہ البیہقی فی کتاب
القراءۃ ص ۵۴}

جو شخص امام کے ساتھ صلوٰۃ
پڑھ رہا ہو اسے چاہیے کہ جب
امام سکتہ کرے تو امام سے پہلے
ہی سورۃ فاتحہ پڑھ لے۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے روایت کی ہے،
ان ہی سے صحابہ کرامؓ کے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی حدیث صحیح سند
سے ص ۳۳۸ پر گزر چکی ہے۔

ان دونوں سندوں میں سے پہلی سند میں عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والے مثنیٰ بن الصباح ہیں۔ دوسری سند میں عمرو بن شعیب سے روایت کرنے والے ابن ابیہ ہیں۔ مثنیٰ بن الصباح اور ابن ابیہ صرف ضعف حافظہ کی وجہ سے ضعیف مانے جاتے ہیں لیکن دونوں سچے ہیں۔ کیونکہ دونوں نے عمرو بن شعیب سے متفق طور پر ایک ہی بات بیان کی ہے لہذا بھول کا خدشہ کا عدم ہو گیا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں بھول کر ایک ہی بات کہیں، لہذا ضعف دور ہو گیا اور حدیث ثابت ہو گئی۔

صحابہ کرام کا طرزِ عمل

صحابہ کرام جب مقتدی ہوتے تھے تو سورہ فاتحہ کس طرح پڑھتے تھے، اس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

صحابہ کرام میں سے جب کوئی امامت کرتا تھا تو وہ مقتدیوں

کی قرأت کیلئے کیا رعایت کرتا تھا، اس کا بیان مندرجہ ذیل روایت میں ملاحظہ فرمائیے:-

حضرت عبداللہ بن عثمان بن غثیم نے حضرت سعید بن جبیرؓ سے تابعی سے پوچھا ”کیا میں امام کے پیچھے قراءت کروں؟“ حضرت سعیدؓ نے فرمایا:-

نعم وان سمعت قراءۃ ہاں! اگرچہ تم اُس کی قرأت
انہم قلا حدثوا مالہ سنو بیشک ان لوگوں نے
لیکھنا یا صنعونا انت بدعت نکال لی ہے (کہہ سکتے
السلف کان اذا ام احکم نہیں کرتے) سلف یہ کام
الناس کبر ثمر النصت نہیں کرتے تھے بیشک سلف
حتی یظن ان من خلفہ (یعنی صحابہ کرامؓ) میں سوجب
قرأ فاتحة الكتاب بسم قرأ کوئی لوگوں کی امامت کرتا
فانصتوا جزاء قراءة للامام تھا تو اللہ اکبر کہہ کر خاموش

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:-

لِلْإِمَامِ سَكَّتَانِ فَاعْتَمُوا إِمَامَ كَيْ دَوَسَكَتَ هَوَسْتِ هِي.

الْقِرَاءَةُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِنْ دَوَسَتْ فِي سُورَةِ فَاتِحَةِ

{جزء القراءة للبخاری ص ۶۲ و سند حسن} کی قرأت کو ٹوٹ لو۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے متعلق مروی ہے کہ:-

كَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُ فِي حَيْثُ قَرَأْتَ كُنْتُ فِي حَيْثُ

انصت فاذا قرأ لم يقرأ أبداً فامشوا في حَيْثُ

فاذا انصت قرأ الكتاب بقراءة أبداً فامشوا في حَيْثُ

للبیہقی ص ۸۶ و سند حسن} تھے، پھر جب آپؐ خاموش

ہوتے تو وہ پڑھتے تھے

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:-

إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ جَبَّ إِمَامُ سُورَةِ فَاتِحَةِ بِطَرَفِ

فاقرأ بها وأسبقه جزءاً لقراءة تو تم بھی سورہ فاتحہ پڑھو

للبخاری ص ۵۵ و ۶۴ و سنہ صحیح اور اس سے پہلے پڑھو۔

حضرت ابوسلمہؒ تابعی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی موجودگی میں فرمایا:

للإمام سكتان فاغتموها امام کے دو سکتے ہوتے

{ کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۸۶ } اوفی جزء ہیں انہیں ٹوٹ لو،

القراءۃ للبخاریؒ فاغتموها یعنی ان دونوں میں سورہ

القراءۃ فیہما بفاتحۃ الكتاب فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

(وسنہ صحیح)

امام عروہ تابعی فرماتے ہیں :-

اقراء وافیمایسکت الامام امام کے سکتہ کی حالت

اسکتوا فیما جہر { جزء بالقراءۃ میں پڑھو اور جس

للبخاریؒ و سنہ حسن } اقراء وافی سکتہ وقت وہ جہر سے قرأت

الامام { کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۸۶ } کرے تو خاموش رہو۔

حضرت میمون بن ہرآنؒ، حضرت ابوسلمہؒ، حضرت سعید بن

جبر و غیر ہم کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں :-

کان... یرون القراءة
عند سکوت الامام - یہ سب امام کے سکتے میں
قرأت کو ضروری سمجھتے تھے۔
(جزء القراءة ص ۱۱)

مشہور تابعی امام حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں :-

اذا کان الامام یجهر جب امام جہرے قرأت کرے تو مقتدی
فلیبادر بقراءة امّ کو (امام سے پہلے) جلدی سے سورہ
القرآن اولیقرأ بعد فاتحہ پڑھنی چاہیے یا مقتدی اس
مایسکت فاذا قرأ وقت سورہ فاتحہ پڑھے جب امام
فلینصت کما قال اللہ قرأت کے بعد سکتہ کرے البتہ جب
عز وجل (جزء القراءة للبخاری ص ۱۱)
مصنف عبدالرزاق ص ۱۱۱ و سندہ صحیح {
ہو جانا چاہیے جیسا کہ اللہ عز وجل کا ارشاد گرامی ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں :-

نقول یقرأ خلف الامام عند ہم کہتے ہیں کہ (مقتدی) امام کے
 التککات (جزء القراءة ۱۱) سکتوں میں پڑھے۔
 اور نہ صرف مندرجہ بالا ائمہ کرام بلکہ تمام محدثین ضروری سمجھتے
 تھے کہ مقتدی امام کے سکتات میں پڑھے۔

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:-

واختار اصحاب الحديث محدثین نے اسی بات کو اختیار کیا ہے
 ان لا یقرأ الرجل اذا جهر کہ جب امام بلند آواز سے قرأت کرے تو
 الامام بالقراءة وقالوا مقتدی کچھ نہ پڑھے، محدثین کہتے ہیں
 یتبع سکتات الامام کہ امام کے سکتات کی متابعت
 (ترمذی باب جاز فی ترک القراءة خلف الامام) کرے (یعنی سکتات میں پڑھے)

خلاصہ | مندرجہ بالا مباحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ:-

- ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سکتے کیا کرتے تھے۔
- ۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا

حکم دیا کرتے تھے۔

- ۳۔ صحابہ کرامؓ سبکتوں میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔
 - ۴۔ صحابہ کرامؓ منجبت امامت کرتے تھے تو قرأت شروع کرنے سے پہلے مقتدیوں کو سورہ فاتحہ پڑھنے کے لئے کافی وقفہ دیا کرتے تھے۔
 - ۵۔ امام کا تکبیر تحریمہ کے بعد بہت جلد قرأت شروع کرنا بدعت ہے۔
- نوٹ :- صحابہ اور تابعین کا عمل تسلسل بتانے کیلئے پیش کیا گیا، نہ کہ بطور دلیل کے۔

④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے

حضرت عمر بن عبد بن جندبؓ کہتے ہیں :-

انہ کان یسکت سکتین بے شک رسول اللہ صلی اللہ
 اذا استفتح واذا فرغ من علیہ وسلم دو سکتے کرتے تھے ایک
 القراءة کلھا اس وقت جب صلوٰۃ شروع کرتے،
 والترمذی ومحمد بن محمد فاخر فی تعلیقاتہ دوسرا اُس وقت جب پوری

علی الترمذی) وفی رمایۃ ابی داؤد قرأت سے فارغ ہوتے یعنی
 ”سکتے اذالکبرا الامام جب سورہ فاتحہ اور
 سکتے یقرأ وسکتے اذا فرغ دوسری سورہ سے فارغ ہو کر
 من فاتحۃ الكتاب سورۃ رکوع کرتے تو رکوع سے
 عند الركوع“ پہلے سکتے کرتے تھے۔

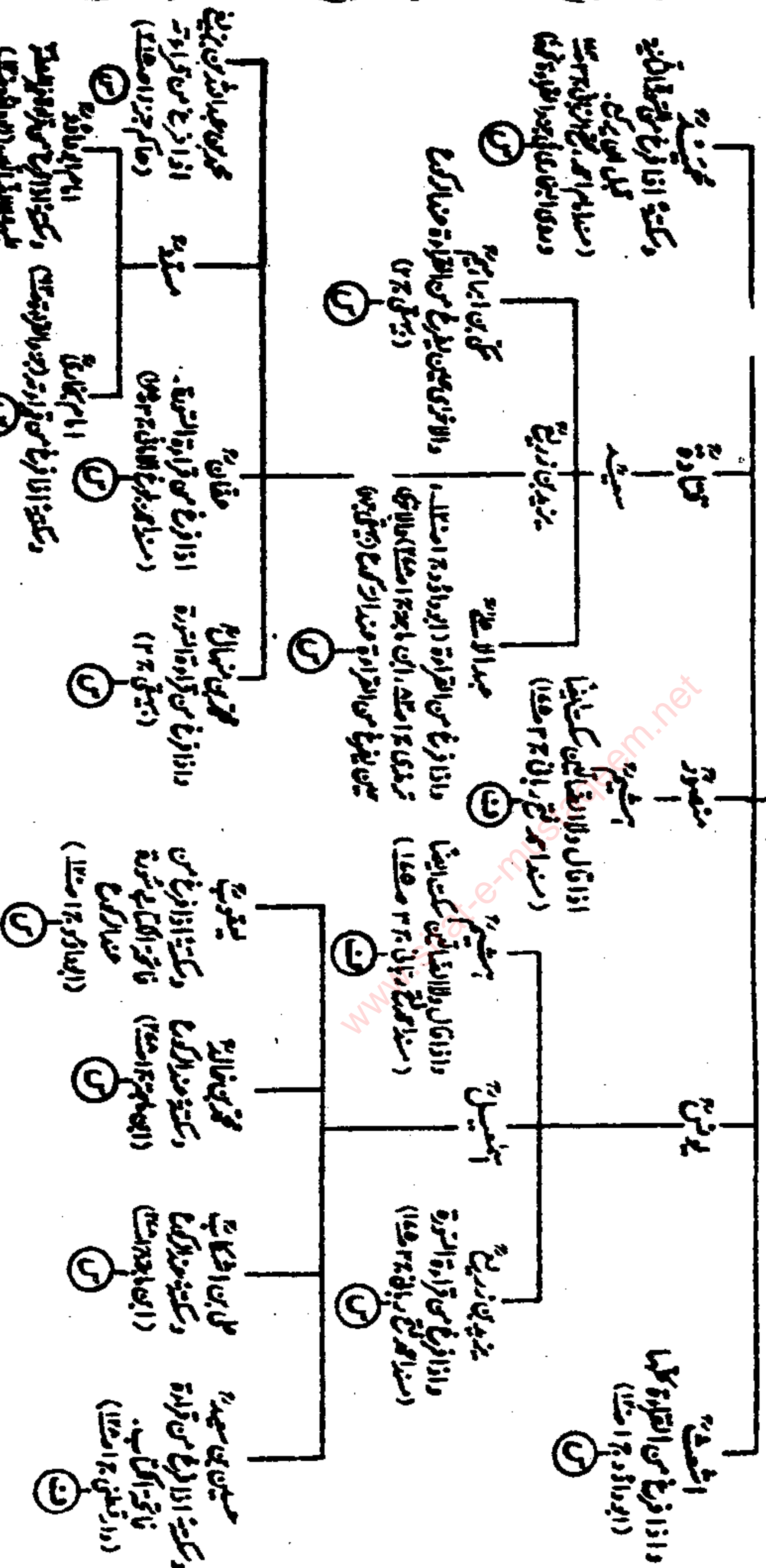
اس مسئلہ کی مزید تحقیق ”مقتدی کی قرأت اور امام کے
 سکتات“ کے عنوان سے بیان ہو چکی ہے جس سے ثابت ہوتا
 ہے کہ یہ دونوں سکتے سنت ہیں۔ یہی وہ سکتے ہیں جن میں مقتدی
 سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ آج کل یہ سکتے
 متروک ہیں۔ پہلا سکتہ بہت سے امام اب بھی کرتے ہیں لیکن برائے
 نام، دوسرا سکتہ تو تقریباً مفقود ہے۔

حضرت سمرہؓ کی مذکورہ بالا حدیث کی بعض سندوں میں دوسرا
 سکتہ سورہ فاتحہ کے بعد بیان کیا گیا ہے، لیکن وہ صحیح نہیں۔

ص ۳۵۱ پر اس حدیث کا شجرہ اسناد اور متعلقہ متون بیان کئے گئے ہیں، پھر ص ۳۵۲ پر ان متون کا جائزہ لیا گیا ہے جس سے اس بات کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہوگی کہ یہ سکتہ عند التکوع تھا۔
نوٹ :- مذکورہ بالا دو سکتے پہلی رکعت میں کئے جاتے ہیں۔ دوسری رکعت میں صرف قرأت کے بعد سکتہ کیا جاتا ہے۔
قرأت سے پہلے سکتہ نہیں کیا جاتا۔

لہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خفض من (وفی روایت ابی عوانہ "فی" الرکعة الثانية استفتح القراءة بالحمد شرب العالمین ولم یسکت (صحیح مسلم)

امام حسن بکری



صفحہ قبل پر جو شجرہ دیا گیا اس کا جائزہ

(س) = سورت کے بعد

(ف) = فاتحہ کے بعد

(س) کی تعداد = ۱۲

(ف) کی تعداد = ۴

(۱) اسمعیلؑ کے چار شاگردوں میں سے تین شاگردوں نے

دوسرا سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ایک نے

فاتحہ کے بعد۔ لہذا سورت کے بعد ہی صحیح ہے اور اسمعیلؑ

سے یہی ثابت ہے۔

(۲) یونسؑ کے شاگردوں میں سے اسمعیلؑ اور یزیدؑ نے

دوسرا سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ہشیمؑ نے

فاتحہ کے بعد۔ لہذا یونسؑ سے دوسرا سورت کے بعد

ثابت ہوا۔

(۳) یزید بن زریع کے سلسلہ اسناد میں عفانؒ، محمد بن منہالؒ، محمد بن عبداللہ اور امام بخاریؒ نے دوسرا سکتہ سورت کے بعد روایت کیا، اور صرف ایک شاگرد نے فاتحہ کے بعد۔ لہذا یزید بن زریعؒ سے بھی ثابت ہوا کہ دوسرا سکتہ سورت کے بعد تھا۔

(۴) سعیدؒ کے تینوں شاگرد، یزید بن زریع، عبداللہ علیؒ اور مکی بن ابراہیمؒ سورت کے بعد سکتہ کرنے پر متفق ہیں، لہذا سعیدؒ سے اور پھر قتادہؒ سے دوسرا سکتہ سورت کے بعد ثابت ہوا۔

(۵) امام حسن بصریؒ کے پانچ شاگردوں میں سے اشعثؒ اور یونسؒ (جیسا کہ اوپر ثابت ہوا) حمیدؒ اور قتادہؒ (جیسا کہ اوپر ثابت ہوا) یعنی چار شاگردوں نے دوسرا سکتہ سورت کے بعد روایت کیا ہے اور صرف ایک شاگرد منصورؒ نے فاتحہ

کے بعد اور غالباً یہ غلطی منصور کی نہیں بلکہ ہشیمؓ کی ہے جنہوں نے یونسؑ سے روایت کرنے میں بھی بالکل یہی غلطی کی ہے۔ اور دوسرے دو شاگردوں کے خلاف روایت کیا ہے۔ لہذا یہ کہنا صحیح ہے کہ امام حسن بصریؒ کے تمام شاگرد سورت کے بعد سکتہ کی روایت پر متفق ہیں۔

نتیجہ | مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس حدیث میں دوسرے سکتہ کا محل سورت کے بعد ہے، نہ کہ سورہ فاتحہ کے بعد۔



۵۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِاِحْمَرِ یَاسٍ

بسم اللہ بالا خفاء کے دلائل | حضرت انسؓ فرماتے ہیں :-

صلیت مع رسول اللہ	میں نے رسول اللہ ﷺ
صلی اللہ علیہ وسلم	علیہ وسلم، ابوبکرؓ، عمرؓ اور
وابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ	عثمانؓ کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی
فلما سمع احدا منهم	لیکن میں نے اُن میں سے
یقرأ بسم اللہ الرحمن	کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم
الرحیم و فی روایتہ كانوا	پڑھتے نہیں سنا، یہ لوگ
یستفتحون بالحمد للہ	الحمد للہ رب العالمین سے
رب العالمین لا یدکروا	قرأت شروع کرتے تھے، بسم اللہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم	الرحمن الرحیم کو نہ شروع قرأت

فی اوّل قراءۃ ولا فی میں ذکر کرتے اور نہ آخر
آخرها { صحیح مسلم } قرأت میں۔

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے اپنے بیٹے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم
پڑھتے ہوئے سن کر فرمایا:-

” (اے بیٹے) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم، ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھی ہے،
میں نے ان میں سے کسی سے نہیں سنا کہ وہ بسم اللہ الرحمن
 الرحیم پڑھتا ہو، لہذا تم بھی نہ پڑھا کرو۔ جب تم صلوٰۃ
پڑھو تو کہو الحمد للہ رب العالمین“ (رواہ الترمذی وحسنہ
ومحمد احمد محدثان کر فی تعلیقہ علی الترمذی)

ان دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے نہیں
پڑھنی چاہیے۔ اس سلسلہ میں حضرت حفصہؓ اور حضرت جبیرؓ سے بھی صحیح روایات ہیں۔ (الکتاب النبیؐ)
حضرت حفصہؓ کی روایت سند... میں اور جبیرؓ کی روایت مستخرج اسماعیلی میں ہے۔ (الکتاب النبیؐ)

بسم اللہ یا پھر کے دلائل | (۱) حضرت قتادہؓ کہتے ہیں:-

”حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح قرأت کرتے تھے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھینچ کھینچ کر قرأت کرتے تھے، پھر انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی، بسم اللہ کو کھینچا، رحمٰن کو کھینچا، رحیم کو کھینچا۔ {صحیح بخاری}

اس حدیث میں اس بات کی صراحت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھتے تھے اور جب اس قسم کی صراحت نہیں تو یہ حدیث صلوٰۃ میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو بلند آواز سے پڑھنے کی دلیل نہیں بن سکتی۔
(۲) حضرت نعیمؓ کہتے ہیں:-

”میں نے ابو ہریرہؓ کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی تو انہوں
 نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی، پھر سورۃ فاتحہ پڑھی
 سلام کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا
 قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک
 میں صلوٰۃ کے لحاظ سے تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے مشابہ ہوں۔ (سماۃ الثانی و صحابہ خدیجہ و ابن
 حبان و الحاکم و البیہقی و الخطیب (نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۶۹) و محال دار قطنی
 (دائر قطنی جز ۱ ص ۱۱۵) {

(۳) حضرت انسؓ فرماتے ہیں :-

”حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو صلوٰۃ پڑھائی۔ اس
 میں انہوں نے بلند آواز سے قرأت کی لیکن بسم اللہ
 نہیں پڑھی، جبکہ وہ صلوٰۃ سے فارغ ہوئے تو ہاجرین
 اور انصار نے حضرت معاویہؓ کو پکار کر کہا ”اے معاویہؓ

تم نے صلوٰۃ میں کمی کر دی، بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا
گئی؟..... اس کے بعد جب کبھی حضرت معاویہؓ نے
صلوٰۃ پڑھائی تو بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی پڑھی۔ (رد
الشاخیؒ واخریہ الحاکم وصحیح علی شریطہ سلم (نیل الاوطار جلد ۱ ص ۱۶۸) {

دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ”اس کے بعد
حضرت معاویہؓ سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ کے پہلے
بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا کرتے تھے“ (رواہ الدارقطنی
وقال کلمہ ثقات (دارقطنی ج ۱ ص ۱۱۷) {

یہ روایت ضعیف اور معلول ہے، اس کا متن غیر محفوظ

(۴) حضرت یحییٰ بن حمزہ کہتے ہیں ۱۔

”ہم کو امیر المؤمنین ہدیٰ نے مغرب کی صلوٰۃ پڑھائی، انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھی۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین یہ کیا۔؟ امیر المؤمنین نے فرمایا مجھ سے میرے باپ نے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے اُن کے دادا سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے تھے۔“

زرواہ الذارقطنی وسکت علیہ الحافظ۔

التعلیق المغنی شرح قاطبی ج ۱ ص ۱۱۳

اس روایت میں احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ ضعیف ہے۔

خلاصہ | بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھنے کی

جگہ مرفوع حدیثیں اوپر درج کی گئی ہیں، ان کے علاوہ جتنی

حدیثیں اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہیں وہ سب بے حد ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔

مندرجہ بالا چار حدیثوں میں سے بھی صرف ایک حدیث صحیح ہے یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث لیکن اس میں اس بات کی صراحت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے تھے، اس حدیث میں دو باتوں کا احتمال ہے:-
پہلا احتمال حضرت ابو ہریرہؓ نے محض تعلیمًا بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھا تھا۔

دوسرا احتمال تعلیم کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ کا منشا یہ بتانا بھی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

ان دو احتمالات کی موجودگی میں یہ حدیث بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھنے کی تسلی بخش دلیل نہیں۔

عبدالرحمن الاعرج کہتے ہیں میں نے ابو ہریرہؓ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھی جب انہوں نے تکبیر کی تو کچھ دیر سکتہ کیا پھر کہا الحمد للہ رب العالمین۔ (جزء القراءۃ للبخاری ص ۶۲ سندہ صحیح)

اس اثر سے ثابت ہوا کہ پسلا احتمال ہی صحیح ہے یعنی حضرت ابو ہریرہؓ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بلند آواز سے محض تعلیماً پڑھا تھا۔ اگر وہ بلند آواز سے پڑھنے کو سنت سمجھتے تو عبدالرحمن کو صلوٰۃ پڑھاتے وقت کیوں آہستہ پڑھتے۔

مزید برآں حضرت ابو ہریرہؓ کی اس ایک حدیث کے مقابلہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم خفیہ پڑھنے کی حدیثیں چار ہیں : ایک حضرت انسؓ کی ، دوسری حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی ، تیسری حضرت حفصہؓ کی اور چوتھی حضرت جبیر بن مطعمؓ کی۔ یہ چاروں حدیثیں صحیح بھی ہیں اور مزید

بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے۔ مزید برآں حضرت انسؓ کی حدیث صحیح مسلم کی حدیث ہے، اس کی سند حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کی سند سے اعلیٰ اور اصح ہے، پھر اس میں مسلسل اور متواتر فعل کا بیان ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے حضرت عثمانؓ کے عہد تک چلا گیا ہے، خلفاء ثلاثہ کا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو بلند آواز سے نہ پڑھنا اور تمام صحابہؓ کرام کا اس پر سکوت فرمانا خفیہ پڑھنے کے عمل کی مزید تائید ہے۔

نتیجہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم کو خفیہ آواز سے پڑھنا

۳۶۴

چاہیے۔ بلند آواز سے پڑھنے کا ثبوت واضح اور
صریح نہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.net

⑥ آمین بالجہریہ بالاخفاء

(۱) حضرت وائل فرماتے ہیں :-

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ جَبَّ لَاضْطَالَتَيْنِ يَرْطَعُهُنَّ تَو
وَلَا الضَّالَتَيْنِ قَالَ آمِينَ كَتَمَهُ وَأَوْرَاسَ كَتَمَهُ
وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ ۖ

{رداءہ البوداؤد وسندہ صحیح (مرعۃ جلد اول ص ۶۱۲) وصحیح الدارقطنی ص ۱۲۷}

والحافظ العسقلانی (بلوغ الامانی جز ۲ ص ۲۰۵)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آمین بلند آواز سے کہنی

چاہیے۔

جو لوگ آمین بالاخفاء کے قائل ہیں وہ یہ حدیث پیش

کرتے ہیں :-

عن وائل قال صَلَّيْتُ
 مع رسول الله صَلَّى اللهُ
 عليه وسلم فسمعتُه
 حين قال غير المغضوب
 عليهم لا الضَّالِّين قال
 أمين واخفى بها صوته
 كما توأمين كهي اور اس کے
 ساتھ اپنی آواز کو پوشیدہ کیا۔

درود نغہ احمد - بلوغ الامانی جزء ۳ ص ۲۵۵

دونوں مذکورہ بالا عبارتوں کے راوی حضرت وائلؓ
 ہیں۔ گویا حدیث ایک ہی ہے، البتہ الفاظ میں کچھ رد و بدل
 ہو گیا ہے۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آخر کون سے الفاظ صحیح
 ہیں ”رفع بها صوتہ“ یا ”اخفی بها صوتہ“۔ اگر
 پہلے الفاظ صحیح ہوں تو بلند آواز سے کہنا ثابت ہوگا اور بعد

والے الفاظ صحیح ہوں تو خفیہ آواز سے کہنا ثابت ہوگا۔
 اس سے پہلے کہ ہم دوسری احادیث سے اس کی تحقیق
 کریں پہلے ہمیں ان دونوں روایتوں کے متن کو دیکھنا ہے،
 وہ کونسا متن ہے جو سیاق و سباق کے لحاظ سے صحیح ہو سکتا
 ہے۔ دوسری روایت کے متن میں ہے کہ ”میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو آمین کہتے ہوئے سنا“ لیکن اسی کے آگے
 پھر یہ الفاظ ہیں کہ ”آپ نے آواز کو خفیہ کیا“ گویا اس حدیث
 میں دو جملے قابل غور ہیں:-

(۱) میں نے آمین سنی۔

(۲) آمین خفیہ تھی۔

فرا سے بھی تاثر ملے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ وہ آواز
 خفیہ کیسے ہو سکتی ہے جو سنی گئی، اور اگر خفیہ تھی تو سنی کیسے
 گئی۔ گویا یہ دونوں جملے جو اوپر مذکور ہوئے بہ یک وقت

صحیح نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ کی آئین خفیہ تھی تو حضرت وائلؓ نے سُنی کیسے اور اگر خفیہ ہونے کی وجہ سے نہیں سُنی تو روایت کیسے کیا۔ پھر تو اُن کی حدیث آئین کے ذکر سے خالی ہونی چاہیے تھی۔

خلاصہ یہ کہ حضرت وائلؓ نے آئین کو روایت کیا اور ان کا روایت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اُنہوں نے آئین سُنی اور جب اُنہوں نے آئین سُنی تو وہ بلند آواز سے ہوگی نہ کہ خفیہ آواز سے۔ لہذا حدیث کی عبارت میں ”رفع بھا صوتہ“ کے الفاظ سیاق و سباق کے بالکل مطابق ہیں اور وہی صحیح ہیں۔ ”اخفی بھا صوتہ“ کے الفاظ سیاق و سباق کے مخالف ہیں، لہذا وہ صحیح نہیں۔ کسی راوی یا کاتب کی غلطی سے ”رفع“ کی جگہ ”اخفی“ ہو گیا ہے۔

”اخفی“ کا لفظ صحیح نہیں، اس کی ایک اور وجہ بھی ہے

وہ یہ کہ اس حدیث کی سند میں حضرت سلمہ بن کہیل ہیں۔ اُن سے یہ حدیث روایت کرنے والے حضرت سفیان، حضرت علی بن صالح، حضرت محمد بن سلمہ اور حضرت شعبہ ہیں۔ حضرت سفیان کی روایت کردہ حدیث تو اوپر سب سے پہلے بیان ہو چکی ہے جس میں ”رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ“ کے الفاظ ہیں۔

حضرت علی بن صالح کی حدیث ابوداؤد (جلد اول ص ۱۴۲) میں ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:-

فَجَهَرَ بِأَمِينٍ آپ نے بلند آواز سے آمین کہی
محمد بن سلمہ کی حدیث کا ذکر امام دارقطنی کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:-

ان سفیان الثوری ومحمد بے شک سفیان ثوری، محمد بن
بن سلمة بن كهيل سلمہ بن کہیل اور ان دونوں

وغيرہا روضۃ عن سلمۃ کے علاوہ اور محدثین نے سلمہ
 فقالوا رفع صوتہ بآمین سے ”رفع صوتہ بآمین“ روایت
 وهو الصواب {واقطنیؒ} کیا ہے اور وہی صحیح ہے۔

الغرض حضرت سلمہ سے ”رفع بہا صوتہ“ روایت
 کرنے والے حضرت سفیان، حضرت محمد بن سلمہ، حضرت
 علی بن صالح وغیرہ ہیں۔ اور ”اخفی بہا صوتہ“ روایت
 کرنے والے صرف حضرت شعبہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ تین راویوں
 نے متفقہ طور پر جو الفاظ بیان کئے ہیں وہی صحیح ہیں۔ حضرت شعبہ
 سے یا حضرت شعبہ کی حدیث میں کسی ساوی یا کاتب سے سہواً
 ”رفع“ کی بجائے ”اخفی“ درج ہو گیا ہے۔

ترمذی میں حضرت شعبہ سے یہ الفاظ منقول ہیں:-
 خفض بہا صوتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

آمین کے ساتھ اپنی آواز کو پست کیا

”خفض“ کا لفظ بھی جہر پر دلالت کرتا ہے، اگرچہ سُوْرۃ فاتحہ کے مقابلہ میں کچھ جہر کم ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت شعبہ کی ایک روایت اور بھی ہے جس کا متن یہ ہے:-

فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ جَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

قَالَ أَمِينَ دَافِعًا بِهَا وَسَلَّمَنِي وَلَا الضَّالِّينَ كَمَا تَو

صَوْتُهُ لِرَوَاهِ ابْنِ أَبِي قَتَيْبَةَ فِي سُنَنِهِ آيَةُ آتِيَةٍ كَيْ لَا يَزِيدَ

وَقَالَ فِي الْمَعْرِفَةِ اسْنَادُ هَذِهِ الرَّوَاةِ اس کے ساتھ بلند کیا۔

صحیح تعلیق المغنی شرح دارقطنی ص ۱۲۷

الغرض حضرت شعبہ سے بھی جہر ثابت ہے اور یہ لفظ سیاق و سباق اور دوسرے محدثین کے بیان کردہ الفاظ کے بالکل مطابق ہے، ”اخفی“ کا لفظ ان کی طرف غلطی سے منسوب ہو گیا

ہے۔

حضرت وائلؓ کی یہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے

جس کے الفاظ یہ ہیں:-

صلیٰت خلف رسول اللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی

فلما قال ولا الضالین جب آپ نے ولا الضالین کہا

قال آمین مدبھا صوتہ تو آمین کہی اور اس کے ساتھ

{رواہ الدارقطنی ۱۲۷ والنسائی ۱۲۸} آواز کو دراز کیا۔

ومثلاً وقال الدارقطنی هذا اسناد صحیح. دارقطنی ص ۱۲۷

پوشیدہ آمین کہنے کے سلسلہ میں کوئی اور حدیث نہیں ہے

صرف یہی ایک حدیث ہے جس کا تجزیہ اوپر کیا گیا ہے، اور یہ

ثابت کیا گیا ہے کہ اس میں پوشیدہ آواز سے آمین کہنے کے

الفاظ صحیح نہیں ہیں، بلند آواز سے آمین کہنے کے الفاظ صحیح ہیں۔

بلند آواز سے آمین کہنے کے سلسلہ میں اور بھی حدیثیں ہیں جو

درج ذیل ہیں:-

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں:-

”رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جَبَّ سُوْرَةُ فَاَتْحَہٗ کِی

قَرَأَتْ سَے فَارِغَ ہُوْتِے تُو بَلَنْدَا وَاَزَ سَے آمِیْن کَہتِے۔“

۱ رواہ التاریقنی وقال ہذا اسناد حسن (دارقطنی ص ۱۲۷) دروی نحوہ الحاکم

بإسناد صحیح (التطبیق لکھنؤ شرح دارقطنی ص ۱۲۸ والمتدرک جزء اول ص ۲۲۳) دروی

نحوہ ابوداؤد وصحیح البیہقی (نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۸۸) {

حضرت نعیمؒ کہتے ہیں:-

”میں نے ابو ہریرہؓ کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی، انہوں نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی، پھر سُوْرَةُ فَاَتْحَہٗ پڑھی

یہاں تک کہ جب کہ وہ غایا المغضوب علیہم ولا الضالین

پر پہنچے تو آمین کہی، پھر تمام لوگوں نے آمین کہی۔۔۔

پھر جب کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے سلام پھیرا تو فرمایا قَسَم

ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں

صلوٰۃ کے معاملہ میں تم سب کے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں۔“ {رواہ النسائی ۱۰۵ و صحیح ابن خزمہ

و ابن حبان والحاکم والبیہقی والخطیب (نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۶۹) و صحیح
(الذاری قطنی (دارقطنی ص ۱۱۵)) نوٹ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتدیوں کو بھی
بند آواز سے آمین کہنی چاہیے۔

(۳) حضرت ام المومنینؓ فرماتی ہیں :-

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے
صلوٰۃ پڑھی، جب آپؐ نے ولا الضالین کہا تو
امین کہی، میں نے آپؐ کو آمین کہتے ہوئے سنا
حالانکہ میں عورتوں کی صف میں تھی۔“ {اخرجه اسحق بن

راحوہ فی مسندہ وسکت علیہ الحافظ والزلیعی والعینی۔ مرعاة جلد ۱ ص ۶۱۳}

(۴) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں :-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہودیوں

نے کسی چیز پر تم سے اتنا حسد نہیں کیا جتنا حسد کہ انہوں

نے سلام اور آمین پر کیا۔ (رواہ ابن ماجہ وسکت علیہ

الشوکانی (نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۸۶) رجالہ ثقات (تقریباً) وروی نحوه

ابن خزیمہ وسند صحیح (صحیح ابن خزیمہ جزء ۱ ص ۲۸۸)

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ صحابہ کرامؓ سلام اور آمین

بلند آواز سے کہتے تھے ورنہ یہودی حسد کیسے کرتے۔

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:-

إِذَا آمَنَ الْإِمَامُ جب امام آمین کے تو

فَأَقْبَنُوا الصَّيْحَ بِنَجْمٍ پھر تم بھی آمین کہو۔

اس حدیث کا تقاضا بھی یہی ہے کہ امام بلند آواز سے

آمین کے ورنہ مقتدیوں کو کیسے معلوم ہوگا کہ امام نے کس

وقت آمین کہی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو امام سے

پہلے آئین نہیں کہنی چاہیئے بلکہ امام کی آئین سُن کر آئین کہنی
چاہیئے۔

⑤ سجدہ میں جاتے وقت گھٹنے پہلے رکائے جائیں یا ہاتھ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اذا سجد احدكم فلا يدرك جب تم میں سے کوئی سجدہ

کما يدرك البعير وليضع کرے تو اونٹ کی طرح نہ

يديه قبل ركبتيه لواء بیٹھے بلکہ دونوں ہاتھوں

ابو داؤد والنسائی عن ابی ہریرۃؓ کو گھٹنوں سے پہلے رکائے۔

امام عبدالحق اور علامہ ناصر الدین البانی نے اسے صحیح کہا ہے

تعلیقات لابانی علی مشکوٰۃ جزء اول ص ۲۸۲، امام ترمذی نے کہا یہ حدیث

ضعیف ہے، امام بخاری فرماتے ہیں اس روایت میں محمد بن عبد اللہ

کا کوئی متابع نہیں، میں نہیں جانتا کہ محمد بن عبد اللہ نے ابوالزناد

سے سنا بھی ہے یا نہیں۔ (نیل الاوطار جزء ۲ ص ۲۱۳)

امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن محفوظ نہیں ،
اس کا اول اس کے آخر کے خلاف ہے۔ (نیل الاوطار جزء اول ص ۲۱۳)
(۲) نافع کہتے ہیں :-

انہ کان يضع ید یدہ قبل
رکبۃ وقال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یفعل ذلک (رواہ ابن خزیمہ
فی صحیحہ۔ جزء اول ص ۲۱۹، صحیح الحاکم
والذہبی و محمد ناصر الدین اللالبانی
والتعلیقات للالبانی علی مشکوٰۃ جزء

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں
کو اپنے گھٹنوں سے پہلے
(زمین پر) رکھتے تھے اور
وہ یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا
ہی کرتے تھے۔

اول ص ۲۸۲)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
بعد (وفی نسخة یعمد) کیا تم میں سے کوئی شخص

احدکم فی صلوٰۃ یمبرک
(و فی نسخۃ فی یمبرک)
کما یمبرک الجمیل۔
اپنی صلوٰۃ میں سہارا لیتا ہے
(یعنی) اس طرح بیٹھتا ہے
جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے۔

رد ماہ الوداد عن ابی ہریرۃ فی
باب کیف یضع رکبتہ قبل ید یہ جلد
اول ص ۱۲۹ اس حدیث کی سند میں وہی
محمد بن عبد اللہ راوی ہے جس کا ابوالزنا
سے سننا ثابت نہیں لہذا اس
حدیث کی سند مشکوک ہے۔

نوٹ :- اس حدیث میں سہارا لینے کی ممانعت ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اذا سجد احدکم فلیبدأ
برکبتہ قبل ید یہ و
جب تم میں سے کوئی سجدہ
کرے تو اپنے گھٹنوں کو اپنے

لا یمبرک کبروک الفعل ہاتھوں سے پہلے لکائے۔

رواہ ابن ابی شیبہ عن ابی ہریرۃؓ

وکذا لک روی الاثرم عن ابی ہریرۃؓ

یہ حدیث سخت ضعیف ہے کیونکہ اس میں عبداللہ بن

سعید راوی ضعیف اور متروک ہے (نیل الاوطار جزر ۲ ص ۲۱۳)

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں :-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کان اذا سجد بدأ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں

برکبتہ قبل یدہ۔ سے پہلے اپنے گھٹنوں کو ٹکاتے۔

(رواہ ابن ابی داؤد)

یہ حدیث بھی سخت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں

بھی عبداللہ بن سعید ہے اور وہ ضعیف اور متروک ہے۔

(نیل الاوطار جزر ۲ ص ۲۱۳)

(۶) حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ہاتھوں سے ابتداء کرے (رواہ الاثرم فی سننہ - نیل الاوطار جزور ۲ ص ۲۱۳)
اس حدیث کی سند کا علم نہیں کہ کیسی ہے۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ لے (رواہ البیہقی عن ابی ہریرۃؓ)

اس حدیث کی سند میں بھی محمد بن عبد اللہ راوی ہے جس کا ابوالزناد سے سننا ثابت نہیں لہذا اس حدیث کی سند بھی مشکوک ہے۔
(۸) حضرت وائلؓ کہتے ہیں :-

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم اذا سجد وضع کو دیکھا کہ جب سجدہ کیا تو اپنے گھٹنوں
رکبتیہ قبل یدیہ (رواہ کو اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر)
ابوداؤد ۱۲۹ والترمذی والنسائی) رکھا۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی شریک ہیں جن کا حافظہ خراب ہو گیا تھا، معلوم نہیں انہوں نے اس حدیث کو حافظہ خراب ہونے سے پہلے بیان کیا ہے یا حافظہ خراب ہونے کے بعد امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ یعمری نے بھی اس کو حسن کہا ہے۔ (نیل الاوطار جزر ۲ ص ۲۱۲)

ابوداؤد میں اس حدیث کی ایک اور سند بھی ہے جس میں عبد الجبار اپنے والد حضرت وائل سے روایت کرتے ہیں لیکن وہ حضرت وائل کی زندگی میں بچے تھے، انہوں نے اپنے والد کی احادیث اپنے بڑے بھائی علقمہ اور دوسرے گھر والوں سے حاصل کی تھیں۔ کیونکہ اس حدیث میں انہوں نے علقمہ وغیرہ کا نام نہیں لیا اس لئے اس میں ایک فتنی نقص ہے، البتہ امام دارقطنی نے عبد الجبار عن وائل کی حدیث کو صحیح مانا ہے (دارقطنی ج اول ص ۱۲۷)

ابوداؤد میں اس حدیث کی ایک اور سند بھی ہے لیکن وہ مرسل ہے، اس میں تابعی نے حضرت وائل کا نام نہیں لیا۔

ان تینوں سندوں کو ملانے سے امام ترمذی کی بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہ حدیث کم از کم حسن ہے۔ امام حاکم اور علامہ ذہبی نے ایسے صحیح مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے (المستدرک ۱/۲۲۶)

(۹) حضرت انسؓ کہتے ہیں :-

انخط بالتکبیر حتی سبقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رکبتا یدیہ

(رداء الحاکم۔ المستدرک ۱/۲۲۶)

جھکتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں

گھٹنے دونوں ہاتھوں پر سبقت

کرتے۔

اس حدیث کو امام ابو حاتم نے منکر کہا ہے، امام دارقطنی نے

ضعیف کہا لیکن امام حاکم نے اسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرط پر

صحیح کہا اور امام ذہبی نے ان کی تائید کی ہے (المستدرک ۱/۲۲۶)

(۱۰) حضرت خالد کہتے ہیں :-

ان ابا قلابۃ کان یرفع بيشک ابو قلابہ جب رکوع کرتے
 ید یہ اذا رکع و اذا رفع تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور
 رأسہ من التکوع و کان جب رکوع سے سر اٹھاتے تو دونوں
 اذا سجد بدأ بکیتیبہ ہاتھ اٹھاتے اور جب سجدہ
 و ذکر عن مالک بن کرتے تو گھٹنے پہلے ٹکاتے
 حویرثؓ رواہ البخاری فی جزینہ اور وہ ان باتوں کو حضرت
 الیہینؓ ۱۱۱ سندہ حسن { مالک بن حویرثؓ کی روایت کرتے تھے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت مالک بن حویرثؓ پہلے
 گھٹنے ٹکاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مالکؓ
 اور ان کے ساتھیوں سے فرمایا تھا :-

صلوا کما رأیتمونی صلوۃ لیسے ہی پڑھنا جس

اصلی۔ {صحیح بخاری} طرح تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔

حضرت وائل بن حجرؓ اور حضرت مالک بن حویرثؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں تشریف لائے تھے لہذا ان کا بیان کردہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ظاہر ہوتا ہے۔

خلاصہ

اونٹ کی طرح بیٹھنے کی ممانعت کی کوئی حدیث صحیح نہیں۔ ہر ایک میں شک ہے لہذا حدیث ۱۲ پر یا حدیث ۱۳ پر جس کی ایک سند کو امام دارقطنی نے صحیح کہا ہے عمل کیا جائے۔ حدیث ۱۴ کی تائید اثر ۱۵ سے بھی ہوتی ہے۔ سند حدیث ۱۶ بہتر ہے۔

۸ رکوع کی تسبیح

رکوع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا
 وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ہر دو کا پڑھنا صحیح سند
 سے ثابت ہے لیکن پڑھنے کا حکم دینا صرف سُبْحَانَ
 رَبِّيَ الْعَظِيمِ کے متعلق ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
 فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعِظَمُوا رُكُوعَ رَبِّ عَزَّ وَجَلَّ کی

فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ عظمت بیان کیا کرو۔

(صحیح مسلم باب النہی عن قراءۃ القرآن فی الركوع ۱۹۹)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رکوع میں رب کی عظمت بیان کرنا ضروری ہے۔ اس حکم کی تعمیل کے سلسلہ میں ہمیں

احادیث میں دو تسبیحیں ملتی ہیں :-

ایک - سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ
دوسری - سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ
وَالْكِبَرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ -

پہلی تسبیح کا ثبوت حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں :-

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ
لَيْلَةٍ..... ثُمَّ رَكَعَ
فَجَعَلَ يَقُولُ سُبْحَانَ
میں نے ایک رات رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ صلوٰۃ پڑھی.....
اپنے رکوع کیا، پھر آپؐ

رَبِّ الْعَظِيمِ (صحیح مسلم) یہ تسبیح پڑھنے لگے۔

(استحباب تطویل القراءة فی صلاة اسبیل ۱/۳۳۱)

دوسری تسبیح کا ثبوت | حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں:

قُمْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ (ایک رات کو) رسول اللہ صلی اللہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ پڑھنے کھڑا

فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ ہوا تو جب آپ نے رکوع کیا تو

سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَيَقُولُ آپ رکوع میں سُبْحَانَ ذِي

فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ

وَالْعِظَمَةِ " اتنی دیر تک

وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعِظَمَةِ پڑھتے رہے جتنی دیر میں سورہ

(رواہ ابوداؤد والنسائی وسندہ صحیح۔ بقرہ پڑھی جائے۔

التعلیقات للالبانی علی مشکوٰۃ ۱/۲۴۸)

ان دونوں تسبیحات میں سُبْحَانَ رَبِّ الْعَظِيمِ کو ترجیح

ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ اس کی سند زیادہ بہتر ہے ،
 دوسرے اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس تسبیح کو رکوع میں پڑھنے کی خاص طور پر ہدایت
 کی ہے۔

حضرت عقبہ کہتے ہیں :-

لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ و الداری و سندہ حسن و صحیحہ الحاکم ووافقة الذہبی۔ المتدرک جزو ۱ ص ۴۷)

جب (یہ آیت) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے رکوع میں پڑھا کرو۔

اس حدیث میں ایک راوی ایسا ہے جس کے متعلق امام

ذہبی لکھتے ہیں ”قوی نہیں“ لیکن انہوں نے اپنی جرح کی تفسیر بیان نہیں کی لہذا ان کی یہ جرح کالعدم ہے۔ مزید برآں انہوں نے اس حدیث کی تصحیح پر ایک جگہ امام حاکم کی موافقت کی ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔

ایاس کے متعلق امام عجللی کہتے ہیں :

”اس میں کوئی خرابی نہیں“۔ امام ابن حبان نے اُسے ثقہ کہا، امام ابن خزیمہ اس کی روایت کردہ حدیث کی تصحیح کرتے ہیں، حافظ ابن حجر اُسے صدوق کہتے ہیں۔ امام ابو داؤد اور امام منذری نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے، امام نووی کہتے ہیں : یہ حدیث حسن ہے۔ (مرعاة جزر اخفاء) علامہ ناصر الدین الالبانی بھی اسے حسن تسلیم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں محتمل للتحسین (التعلیقات للالبانی علی مشکوٰۃ جزر اول) الغرض یہ حدیث صحیح یا حسن ہے اور قابل احتجاج ہے۔

نتیجہ صحیح مسلم کی حدیث جو حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے اوپر لکھی گئی اور ابو داؤد اور نسائی کی حدیث جو حضرت عقبہؓ کی روایت سے اوپر بیان ہوئی یہ دونوں حدیثیں قوی ہیں لہذا ان کی بنیاد پر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کو ترجیح ہے۔

⑨ جلسہ استراحت

پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے دونوں سجدے کرنے کے بعد کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ جانے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں۔

جلسہ استراحت کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) حضرت مالک بن حویرثؓ کہتے ہیں :-

اِنَّ رَأْيَ النَّبِيِّ صَلَّى كَمَا نَهَوْا عَنْهُ رَأْيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم یصلی علیہ وسلم کو صلوٰۃ پڑھتے دیکھا جیے
 فاذا کان فی وتر من آپ اپنی صلوٰۃ کی طاق رکعت
 صلاۃ لم ینحض حتّٰی میں جوتے تو کھڑے نہیں جوتے تھے جبکہ
 یستوی قاعدًا (صحیح بخاری) تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے۔

(۲) حضرت ابو حمید ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ:-

”پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کی طرف
 سجدہ کے لئے جھکتے..... پھر اُٹے پیر کو موڑ کر اُس پر
 بیٹھ جاتے، پھر سجدہ کے لئے جھکتے، پھر اللہ اکبر کہتے اور
 پیر موڑ کر بیٹھ جاتے اور حالت اعتدال میں آ جاتے یہاں
 تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی، پھر کھڑے ہو جاتے۔
 تمام صحابیؓ نے جو اس مجلس میں تھے حضرت ابو حمیدؓ سے کہا
 تم نے ٹھیک بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی
 طرح صلوٰۃ پڑھتے تھے۔“ {رواہ الثرمذی وروی البوداؤد نخوعاً
 وصحیح الثرمذی۔}

ابوداؤد اور ترمذی کی روایت کے مطابق یہ دن صحابہ کی
مجلس تھی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جلسہ استراحت کی تصدیق
۱۰ صحابیوں نے کی، کسی ایک نے بھی اس کے سنت ہونے
سے انکار نہیں کیا۔

(۳) رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:-

ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ	پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ
سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى	میں اطمینان ہو جائے، پھر سر
تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ	اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان ہو
حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ	بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک
ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا	اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سر اٹھاؤ
ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِی صَلَاتِكَ	یہاں تک کہ اطمینان ہو بیٹھ جاؤ

گُلَّهًا لِّصَّحِيحِ بَخَّارِي كِتَابُ اسْتِزْنَانِ بِمِثَرِ اِنِّیْ پُورِی صَلَوةٌ مِیْلَ اِسی طَرَحِ کَرُو
 اِس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلسۂ استراحت
 کا حکم دیا ہے لہذا اب اس سے انکار کرنے کا کوئی عُذر باقی نہیں با۔
 اگر یہ کہا جائے کہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں امام عبید اللہ کے
 دو شاگردوں میں سے صرف ایک شاگرد یعنی عبد اللہ بن نمیر نے اس جلسہ کا
 ذکر کیا ہے اور دوسرے شاگرد یعنی ابو اسامہ نے اس کا ذکر نہیں
 کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ بن نمیر ثقہ ہے لہذا اس کا
 انفراد بھی حجت ہے۔ ثقہ کی زیادتی اہل علم کے نزدیک قابل قبول
 ہے۔ اگر کوئی شخص کسی بات کا ذکر نہیں کرتا تو یہ عدم ذکر ہوتا ہے
 اور عدم ذکر سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ لہذا جس نے ذکر کیا ہے
 اُس کا اعتبار کیا جائے گا اور اُس کی بیان کردہ چیز کو تسلیم
 کرنا ہوگا۔

دوسرا جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ ابو اسامہ نے

بھی جلسہ استراحت کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت امام اسحق بن
 راہویہ کی مسند میں موجود ہے۔ صاحب بدر المنیر نے اس روایت
 کو عبد اللہ بن نمیرؒ کی روایت کی تائید میں پیش کیا ہے۔ اور امام
 شوکانی نے اس پر سکوت کیا ہے {نیل الاوطار جزء ۲ ص ۲۲۳}
 امام بخاریؒ نے ابواسامہؒ کی روایت کی طرف اشارہ کر کے
 پھر عبد اللہ بن نمیرؒ کی تائید میں امام عبید اللہؒ کے تیسرے شاگرد
 یحییٰ بن سعیدؒ کی روایت کو پیش کیا ہے، اور وہ یہ ہے:-

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِي

يَحْيَىٰ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَعِيدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي نَعْمَانَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَارُفُ خَمْسٍ تَطْمِئِنُّ

جَالًا [صحیح بخاری کتاب الاستئذان]

یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔

الغرض امام عبید اللہؒ کے تینوں شاگرد اس پر متفق ہیں۔
 (۴) صلوٰۃ التبییح کی حدیث کئی صحابیوں سے مروی ہے۔ اس
 حدیث میں بھی جلسہ استراحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے
 قولاً ثابت ہے۔ {سند حسن (مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۵۲ و ۲۵۳)}

⑩ ایک سلام سے تین رکعت وتر جائز نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
 لَا تُؤْتِرُوا بِثَلَاثٍ أَوْ تَرُوا تین رکعت وتر مت پڑھو
 بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ وَلَا تَشْجَلُوا پانچ رکعت وتر پڑھ لو یا
 بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ۚ رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِی سات رکعت وتر پڑھ لو
 وَقَالَ كَلِمَتَاتٍ وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ وَمُحَمَّدُ لیکن صلوٰۃ المغرب سے
 وَالذَّهَبِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ حَبَانَ وَمُحَمَّدُ وَالعِرَاقِيُّ مشابہت مت پیدا کرو۔

ومجدالدین الغیروز آبادی وابن القیم (تعلیق المغنی علی سنن الدقطنی ۱۷۲ و نیل جریر ص ۲۱۳)

یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے اور بالکل صحیح ہے اس حدیث نے صاف فیصلہ کر دیا کہ تین رکعت وتر نہیں پڑھنے چاہئیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تین رکعت وتر پڑھنے جائز تو ہیں لیکن اس طرح کہ صلوٰۃ المغرب سے مشابہت نہ ہو اور وہ اس طرح کہ دوسری رکعت پر بیٹھا نہ جائے بلکہ صرف تیسری رکعت پر بیٹھا جائے۔ اور اس کی دلیل میں وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں:-

کان رسولُ اللہ صلی رسولُ اللہ صلی علیہ وسلم

تین رکعت وتر پڑھتے تھے،

بثلاث لا یقعد الا فی

آخرھن لرواہ الحاکم عن شاذان

پر بیٹھتے تھے۔

دمحہ علی شرط الشیخین۔ بلوغ الامانی جزء ۲ ص ۱۹۲

یہ حدیث متناً مشکوک ہے، اور اس کی کئی وجوہ ہیں جو درج ذیل ہیں:-

(۱) امام بیہقی معرفۃ السنن والآثار میں لکھتے ہیں:-

وروی ابان بن یزید ابان بن یزید نے قتادہ سے
عن قتادۃ وقال فیہ: حدیث روایت کی جس میں یہ
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم یوتر بثلاث وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے
لا یقع الا فی اخرہن ان میں کسی رکعت پر نہ بیٹھتے
وہو بخلاف روایۃ ابن سوائے آخری کے۔ لیکن یہ
ابی عروبۃ وہشام روایت اس کے خلاف ہے
الدستوائی ومعمرو جو قتادہ سے ابن ابی عروبہ،
وہمام عن قتادۃ {تعلیق ہشام الدستوائی، معمر اور ہمام

المعنی شرح دارقطنی ص ۱۴۲} نے روایت کی ہے۔
 امام بیہقی کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ قتادہ سے اکیلے ابان
 نے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے، قتادہ کے دوسرے
 چار شاگردوں نے اس کو دوسرے الفاظ سے روایت کیا ہے
 نسائی کی روایت میں ان چاروں کی متابعت سعید نے بھی
 کی ہے۔ لہذا پانچ کے متفق علیہ الفاظ کے مقابلہ میں ابان
 اکیلے کے الفاظ صحیح نہیں ہو سکتے۔ صحیح وہی ہیں جو ان پانچ نے
 بیان کئے ہیں۔ اور وہ الفاظ درج ذیل ہیں جو ابن ابی عروبہ
 کی روایت سے امام بیہقی نے خود ہی نقل کئے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَتُرْكِي بِهَيْلِي دُورِ كَعْتُونَ بِرِ
 رَكْعَتَيْنِ الْاُولَيَيْنِ مِنْ سَلَامٍ نَهِيْنَ بِهَيْرَتَيْنِ تَحْتِ

الوتر۔ {تعلیق المعنی ص ۱۴۱}

یہی الفاظ امام حاکم نے بھی نقل کئے ہیں اور حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اور اسی مضمون کے الفاظ نسائی میں ہیں۔

(۲) اس حدیث کی راوی حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں، اور وہ تین رکعت وتر پڑھنے کی مخالف ہیں۔ وہ فرماتی ہیں:-

الوتر سبعہ او خمسہ انی وترسات بھی ہیں، پانچ بھی
لاکرہ ان یكون ثلاثًا ہیں، اور بے شک میں تین دم کے
بتیراء (رواہ محمد بن نصر فی قیام) کو مکروہ سمجھتی ہوں۔

الیل وصحیح العراقی نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۲۱

اگر حضرت عائشہؓ نے ”لا یقعد“ یا ”لا یسلم“ کے لفظ
کے سوتے تو وہ تین کو مکروہ کیوں کہتیں۔

امام احمد نے حضرت عائشہؓ کی حدیث کو ضعیف کہا ہے {غنی الاجلہ جزء ۲ ص ۱۲۱}

امام بیہقی نے بھی اس کو خطا بتایا ہے {نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۲۱}

کیونکہ ”لا یقعد“ کے الفاظ ثابت نہیں ہیں لہذا

مشابہت بالمغرب کو کالعدم کرنے کی یہ صورت خود کالعدم ہے۔
 اور کیونکہ بقول امام احمدیہ حدیث ضعیف ہے لہذا "کالعدم"
 بھی ثابت نہیں لہذا تین رکعت ایک سلام سے پڑھنے کا کوئی
 ثبوت نہیں۔

مشابہت اصلی | تین رکعت وتر پڑھنے کی ممانعت میں
 جو الفاظ وارد ہیں اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ مغرب کے مشابہت
 تعداد رکعات میں ممنوع ہے نہ کہ طرزِ ادائیگی میں۔ اگر صرف
 طرزِ ادائیگی میں مشابہت ممنوع ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تین رکعت سے منع نہیں فرماتے بلکہ یہ فرماتے کہ "تین
 رکعت وتر پڑھو مگر مغرب کے مشابہت نہ کرو۔" اور کیونکہ ایسے
 لفظ حدیث میں نہیں ہیں لہذا مشابہت بالعدد و ممنوع ہوئی
 نہ کہ مشابہت بالطریق۔

مشابہت بالعدد کے ممنوع ہونے پر ایک اور قرینہ بھی

حدیث میں موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ تین کی ممانعت کے بعد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”پانچ رکعت وتر پڑھ لو
 یا سات رکعت وتر پڑھ لو“ اس کے صاف معنی یہ ہوئے کہ
 تعداد میں بڑھا کر پانچ پڑھ لو یا سات پڑھ لو لیکن تین نہ پڑھو۔
 پانچ اور سات کا ذکر صاف بتا رہا ہے کہ مشابہت بالحد و مراد
 ہے نہ کہ مشابہت بالطریق۔

الغرض حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ تین رکعت وتر کھٹی
 خواہ کسی طرح سے بھی پڑھی جائیں ناجائز ہیں۔

اعتراف | بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے تین رکعت وتر پڑھے ہیں اور یہ حدیثیں بالکل صحیح ہیں لہذا
 تین رکعت بھی جائز ہیں۔

جواب | تین رکعت وتر پڑھنے کی احادیث ذیل میں درج
 کی جا رہی ہیں:-

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ:-

”رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (رات کی صلوٰۃ میں)

چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین و طویل

ہوتی تھیں۔ پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی

حسین اور طویل ہوتی تھیں۔ پھر تین رکعت پڑھتے۔“

{صحیح بخاری و صحیح مسلم}

اس حدیث کے کئی جوابات ہیں جو درج ذیل ہیں:-

۱۔ اس حدیث میں ہے کہ چار پڑھیں، پھر چار پڑھیں، پھر

تین پڑھیں۔ اگر تین اکھٹی تھیں تو چار چار بھی اکھٹی ہوئیں۔

لیکن اس کا نہ کوئی قائل ہے نہ عابد کہ تہجد و تراویح چار چار

رکعت اکھٹی پڑھی جائیں۔ جب وہ چار چار اکھٹی نہیں تھیں

تو یہ تین بھی اکھٹی نہیں تھیں۔ اس حدیث میں تین رکعت کو

ایک سلام سے پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

۲۔ اس حدیث کی راوی حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔ وہ ان گیارہ رکعات کی تشریح خود کرتی ہیں۔ فرماتی ہیں:-

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي مَابَيْنَ وَسَلَّمَ عِشَاءَ وَرَفْعِ
 أَنْ يَفْرَغَ مِنْ صَلَاةِ وَرَمِيَانِ گیارہ رکعت
 الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ پڑھتے تھے، ہر دو پر سلام
 أَحَدِي عَشْرَةَ رَكْعَةً پھیرتے تھے اور ایک
 يَسْلُمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتٍ وَتَرِ پڑھتے تھے۔
 وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ {صحیح بخاری و صحیح مسلم}

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نہ چار ایک سلام سے تھیں
 اور نہ تین ایک سلام سے تھیں۔

چار اور پھر چار اور پھر تین کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے سے
 مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں کچھ دیر

آرام فرمالیا کرتے تھے۔ اور یہ چیز متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:-

توضاً ثم قام فصلى ثم رُؤِلَ اللهُ صلى الله عليه وسلم (رات

اضطجع ثم قام فخرج... کو اٹھے آپؐ) نے وضو کیا پھر

... ثم رجع فتسوّك صلوة ادا کرنے کھڑے ہو گئے، پھر

فتوضاً ثم قام فصلى آپؐ لیٹ گئے، پھر آپؐ باہر

{صحیح مسلم باب السواك} وفی تشریف لے گئے۔ پھر واپس تشریف

روایۃ قام فصلی کعتین لئے، سواک کی، پھر وضو کیا پھر

... ثم انصرف فنام... کھڑے ہو کر صلوة ادا کرنے لگے،

ثم فعل ذلك ثلاث ایک روایت میں ہے کہ آپؐ ہر

مواضع {صحیح مسلم باب الدعاء} دو رکعت پڑھنے کے بعد لیٹ

فی صلاة الليل { گئے۔ تین مرتبہ آپؐ نے ایسا کیا۔

حضرت عائشہؓ کی مندرجہ بالا حدیث میں یہ بھی ہے کہ

حضرت عائشہؓ نے کہا :-

یا رسول اللہؐ تنام قبل اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپؐ تر
ان تو تر قال تنام عینی سے پہلے سو جاتے ہیں؟ رسول اللہؐ
ولا ینام قلبی {صحیح بخاری صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری
کتاب البیاقوت باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم آنکھ سوتی ہر دل نہیں سوتا۔

تنام عینہ ولا ینام قلبہ

۳۔ اوپر صحیح سند سے یہ گزر چکا ہے کہ حضرت عائشہؓ تین رکعت
کو دوم کٹی سمجھتی تھیں اور تین رکعت وتر کو ناپسند کرتی تھیں، اگر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تین رکعتیں متصل ہوتیں تو وہ
تین کو ناپسند کیوں کرتیں؟

ان تین وجوہ کی بناء پر ثابت ہوا کہ یہ تینوں رکعتیں متصل
نہیں تھیں۔ بلکہ دو پڑھ کر سلام پھیرتے تھے، پھر ایک رکعت
پڑھتے تھے۔

(۲) دوسری روایت جو تین رکعت کے ثبوت میں پیش کی

جاتی ہے وہ یہ ہے :-

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :-

ثُمَّ اَوْتَرْتُ ثَلَاثًا {صَحِيحٌ مُسْلِمٌ} پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ الدُّعَاءِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ { تین رکعت وتر پڑھیں۔

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ :-

۱۔ اس میں ان تین رکعتوں کے متصل ہونے کا کوئی ثبوت

نہیں، دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر پھر فوراً ایک رکعت پڑھی جائے تو اسے بھی عموماً تین رکعت کہہ دیا کرتے ہیں۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ سے وتر کے متعلق سوال کیا گیا تو

انہوں نے فرمایا :-

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ رَكْعَةً

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا

من آخر الليل {صبح مسلم وتر آخر رات میں ایک
بصلوہ ایل مثنی مثنی} رکعت پڑھنے کو کہتے ہیں۔

۳۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:-

الوتر سبع أو خمس ولا تر سات یا پانچ پڑھ لے
نحب ثلاثا بتراء رواہ جائیں لیکن تین دوم کٹے
محمد بن نصر فی اللیل سند صحیح نیل ہم پسند نہیں کرتے۔

الاوطار جزء ۲ ص ۱۳۱

اگر حضرت ابن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
تین رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا تھا تو وہ کیسے تین کو دوم کٹا
کہتے اور اسے ناپسند کرتے؟

الغرض اس حدیث میں بھی تین سے دو اور پھر ایک رکعت
مراد ہے۔ اس قسم کی جتنی بھی حدیثیں ہیں جن میں تین رکعت وتر
پڑھنے کا ذکر ہے ان سب میں تین سے دو اور پھر ایک رکعت

مراد ہے، اور اس کا مزید ثبوت آگے آ رہا ہے۔

(۳) تیسری حدیث جو اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے

وہ حضرت ابویوبؓ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ	جو شخص پانچ رکعت وتر پڑھنا
فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ	چاہے وہ پانچ رکعت پڑھ لے
أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ	جو شخص تین رکعت وتر پڑھنا
وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ	چاہے وہ تین رکعت پڑھ لے
بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ لَرَاهُ	اور جو شخص ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے
ابو داؤد و احمد و ترمذی صحیح {	وہ ایک رکعت پڑھ لے۔

اس حدیث کے بھی کئی جواب ہیں۔

۱۔ یہ حدیث موقوف ہے، مرفوع نہیں۔ علامہ احمد عبد الرحمن

البنّا السامانی لکھتے ہیں:-

قال الحافظ في التلخيص حافظ ابن حجر متاخص ہیں فرماتے
 وصحح أبو حاتم ہیں کہ امام ابو حاتم، امام ذہبی،
 الذہلی والدارقطنی و امام دارقطنی، امام بیہقی اور کئی
 البیہقی غیر واحد وقفہ اور ائمہ نے اس کے موقف ہونے
 وهو الصواب في بوجہ الامانی کو صحیح کہا ہے اور یہی صحیح ہے (کہ یہ
 جزء ۲، ص ۲۹۳)

۲۔ اگر یہ حدیث مرفوع مان لی جائے تو پھر یہ ممانعت کی
 حدیث کے بالکل خلاف ہے۔ اُس میں تین کی ممانعت، اس میں
 تین کی اجازت۔ اس تضاد کا آخر حل کیا ہے، کونسی حدیث
 پہلے کی ہے اور کونسی بعد کی؟

اگر ممانعت کی حدیث پہلے کی ہے تو پھر اجازت کے الفاظ
 اس طرح ہونے چاہیے تھے کہ ”میں نے پہلے تمہیں تین رکعت
 سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہوں۔“ لیکن اس قسم کے الفاظ

اجازت کی حدیث میں نہیں ہیں حالانکہ اس قسم کے الفاظ دوسرے مسائل کے سلسلہ میں کتب حدیث میں ملتے ہیں، مثلاً:-

نہیتکم عن زیارة القبور میں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع

فردو روا {صحیح مسلم} کیا تھا لیکن (ابا) تم جاسکتے ہو۔

کیونکہ تین رکعت کی اجازت کے الفاظ اس طرح وارد نہیں ہوئے لہذا ممانعت کی حدیث پہلے کی نہیں ہو سکتی، بعد کی ہی ہو سکتی ہے۔

کیونکہ ممانعت کی حدیث بعد کی ہے لہذا اس نے تین کی اجازت کو منسوخ کر دیا۔

(۴) چوتھی حدیث جو اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے وہ

حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:-

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کان یوتر علیہ وسلم تین رکعت وتر

بثالث { احمد و ترمذی } پڑھتے تھے۔

اس حدیث میں بھی یہ نہیں کہ یہ تین رکعت ایک سلام سے ہوتی تھیں۔ مزید برآں اس کی سند میں ایک راوی عارت ہر جو کتاب ہے، لہذا یہ حدیث کالعدم ہے۔

(۵) پانچویں حدیث جو اس سلسلہ میں کئی صحابیوں سے مروی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ۔ دوسری میں قل یا ایہا الکفرون اور تیسری میں قل هو اللہ احد پڑھتے تھے۔
{ رواہ النسائی و احمد و سندہ صحیح }

اس حدیث سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایک سلام سے پڑھتے تھے۔ بلکہ ایک حدیث کے الفاظ تو صاف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ تین رکعت دو سلام

سے ہوتی تھیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:-

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بے شک رسول اللہ صلی اللہ
 كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّيْتَيْنِ علیہ وسلم ان دو رکعتوں میں
 يوتر بعدهما بِسْمِ اللَّهِ جن کے بعد وتر پڑھا جاتا
 رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا ہے سبح اسم ربك الاعلى
 الْكَافِرُونَ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ قُلْ هُوَ اور قل یا ایہا الکافرون
 اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِبَنِي الْفَلَقِ پڑھتے تھے اور وتر میں قل هو
 وَقُلْ أَعُوذُ بِبَنِي النَّاسِ وَرَبِّهِ الدَّارِ اللہ احد اور معوذتین پڑھتے تھے۔
 ص ۱۷۲ ورواہ الحاكم وسندہ صحیح (المستدرک ۱/۱۳۹ والتعلیقات للالبانی

على المشکوۃ ۱/۳۹۷)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تین رکعت وتر وہ پڑھتے ہیں
 کہ جن میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک
 رکعت وتر پڑھا جائے۔ اس قسم کی تمام احادیث جن میں تین

رکعات وتر کا ذکر آیا ہے وہ اسی تشریح پر محمول ہوں گی۔
ایک حدیث میں حضرت ابیؓ کی روایت سے نسائی میں یہ
الفاظ ہیں:-

لا یسلم الا فی اخرہن سلام نہیں پھیرتے تھے مگر آخر میں
مگر یہ الفاظ مشکوک ہیں۔ اس کی سند میں سعید بن عبد الرحمن
ہیں جن سے اس کو زبید، قتادہ، ذر اور عزہ نے روایت کیا
ہے {نسائی و قطنی} لیکن سوائے عزہ کے باقی تینوں نے ان الفاظ کو
روایت نہیں کیا۔ عزہ کی تعدیل صرف اس حد تک ہو کہ وہ مقبول
ہیں {تقریب} لیکن اس روایت میں انہوں نے تین ثقہ
راویوں کی مخالفت کی ہے۔ لہذا یہ روایت مشکوک ہے۔ مزید
براں جب قتادہ براہ راست سعید بن عبد الرحمن سے
روایت کرتے ہیں تو ان الفاظ کا ذکر نہیں کرتے، اور جب
درمیان میں عزہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان الفاظ کا ذکر کرتے ہیں

اور وہ بھی عن کے ذریعہ سے۔ یہ چیز بھی اس روایت کو
مزید مشکوک بنا دیتی ہے۔ مزید برآں اس سند میں سعید بن
عروبہ ہیں جن سے یہ حدیث عیسیٰ بن یونس اور عبد العزیز بن
خالد نے روایت کی ہے۔ عیسیٰ ثقہ ہیں، انہوں نے ان الفاظ
کو بیان نہیں کیا، عبد العزیز نے بیان کیا ہے۔ جن کی تعدیل
صرف مقبولیت کی حد تک ہے۔ امام شوکانی لکھتے ہیں:-

رجال اسنادہ ثقات اس حدیث کے تمام رجال ثقہ
الاعبدالعزیز بن خالد ہیں سوائے عبدالعزیز بن خالد کے
وہ مقبول۔ (ذیل جلد ۲۹) اور وہ مقبول ہیں۔

غرض یہ کہ اس حدیث میں دوا لیسے راوی ہیں جنہوں نے
ثقہ لوگوں کی مخالفت کی ہے، لہذا یہ حدیث مشکوک ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت | حضرت نافع رحمۃ
وتردو سلام سے پڑھتے تھے | اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ان عبد اللہ ابن عمرؓ بے شک حضرت عبد اللہ بن عمرؓ
 کان یسلم بین الرکعتین وتر کی دو رکعت اور ایک رکعت
 والرکعت فی الوتر حتی کان کے درمیان سلام پھیر دیا کرتے
 یا موبعض حاجتہ تھے، یہاں تک کہ اپنے کسی کام
 (صحیح بخاری) کا حکم بھی دے دیا کرتے تھے۔

عن ابن عمر قال کان حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر
 وسلم یفصل بین الوتر اور جفت (یعنی ایک اور دو)
 والشفع بتسلیمۃ کے درمیان سلام پھیر کر فصل کر
 ویسمعنہا درواہ احمد لیا کرتے تھے اور سلام کی آواں
 سندہ قوی۔ بلوغ جز ۴ ص ۲۳۱۔ ہمیں سنایا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دو رکعت پڑھ کر پھر ایک
 رکعت پڑھنے کو تین رکعت وتر کہا جاتا ہے، اور یہ بھی ثابت

ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو اور ایک کے درمیان
سلام بھیج دیا کرتے تھے۔

قول و عمل میں تضاد ہو تو کیا کیا جائے

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل میں تضاد ہو تو
کیا کرنا چاہیے؟ بعض لوگوں کا کہنا تو یہ ہے کہ ایسی صورت
میں دونوں عمل جائز ہوں گے۔ یعنی اگر تین سے منع کیا ہے
اور کوئی شخص اس پر عمل کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تین پڑھے ہیں تو جو شخص اس پر عمل کرتا
ہے تو وہ بھی کوئی بُرا کام نہیں کرتا، اس کا عمل بھی سنت کے
مطابق ہے۔ ان لوگوں کا یہ اصول اس مفروضہ پر قائم ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام سے منع کرنے کے بعد
پھر خود ہی اُس کو کر لیا کرتے تھے اور آپ کے عمل کرنے کا

مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس کام کو کر لینا بھی جائز ہے اگرچہ نعمت کی وجہ سے نہ کرے تو بہتر ہے۔

یہ اصول کتنا قبیح ہے۔ اس کی قباحت کا اندازہ ہر شخص لگا سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کے قول و فعل میں تضاد ہو تو اس کو شریف آدمی کہنا بھی صحیح نہیں، چہ جائیکہ اُسے نبی کہا جائے۔ یہ اصول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کا حکم دوسروں کو دیتے تھے وہ کام خود نہیں کرتے تھے، یا جس کام سے دوسروں کو منع کرتے تھے خود وہی کام کرتے رہتے تھے بالکل خلاف قرآن مجید، اور شان نبوت کے سراسر منافی ہے۔ حیرت ہے کہ یہ اصول کہاں سے نکلا، کس آیت یا حدیث پر اس کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں جو کچھ ملتا ہے وہ اس کے خلاف ہے۔ مزید برآں اس اصول کی خاطر ہر جگہ یہ بات فرض کر لی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل، جو آپ کے قول کے خلاف واقع ہوا

ہے وہ اُس قول کے بعد واقع ہوا ہے۔ اگرچہ اس قسم کی بات کے لئے دلیل کی ضرورت تھی کہ واقعی وہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں کیا ہے، لیکن اس جگہ بے دلیل ہی ایک چیز کو حقیقت سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی روشنی میں اصول یہ ہونا چاہیے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنے قول کے خلاف نہیں کر سکتے۔ اور اگر کوئی ایسا فعل ہمیں مل جاتا ہے تو وہ قول کے بعد کا نہیں ہو سکتا بلکہ قول سے پہلے کا ہوگا۔

اول تو یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھے جیسا کہ امام محمد بن نصر نے لکھا ہے:-

لم نجد عن النبي صلى الله عليه وسلم
 ہمیں ایسی کوئی صحیح اور صریح
 علیہ السلام خبراً ثابتاً
 حدیث نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ

صریحاً انہ او تربثلث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

موصولة قال نعم ثبت نے تین رکعت و تراکھتے پڑھے

عنا انہ او تربثلث البتہ یہ تو ثابت ہے کہ آپ

لکن لم یبین الراوی نے تین رکعت و تراکھتے پڑھے لیکن

ہل ہی موصولة او راوی نے یہ وضاحت نہیں کی

مفصولة {نیل جز ۲ ص ۱۲} کہ وہ تین اکھتے تھے یا علیحدہ۔

اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین

رکعت و تراکھتے سلام سے پڑھے ہیں تو آپ کا یہ فعل آپ کے

قول کے خلاف واقع ہو گا اور ہم تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے

کہ آپ نے تین رکعت و تراکھتے کا حکم دینے سے پہلے

پڑھے ہوں گے، ممانعت کے حکم نے موصلاً تین رکعت و تراکھتے

پڑھنے کو منسوخ کر دیا۔

اگر ہم یہ بھی مان لیں کہ آپ نے تین رکعت و تراکھتے

کے بعد تین رکعت وتر موصولاً پڑھے تو پھر یہ امکان ہے کہ یہ
آپ کی خصوصیت ہو۔ ایسی صورت میں ہمارا قول یہ ہوگا کہ

”آپ کو جو حکم ملا تھا وہ آپ نے کیا۔“

ہمیں جو حکم ملا ہے ہم وہ کریں گے۔“

اور میں جو حکم ملا ہے وہ یہ ہے کہ ہم تین رکعت اکھٹی نہ

نہ پڑھیں۔

① بحالت اقامت دو صلاتوں کو جمع کرنا

یہ تو صحیح ہے کہ سفر میں ظہر اور عصر کو، ظہر یا عصر کے وقت میں، اور مغرب اور عشاء کو، مغرب یا عشاء کے وقت میں جمع کرنا جائز ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کہ بحالت اقامت بھی دو صلاتوں کو اس طرح جمع کرنا جائز ہے۔ جو لوگ اس چیز کو جائز سمجھتے ہیں، اُن کے دلائل درج ذیل ہیں :-

(۱) عن ابن عباس ات	حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
صلی بالمدینۃ سبعا و	وتم نے مدینہ میں سات رکعتیں
ثمانیًا الظہر والعصر	(مغرب و عشاء کی) اور آٹھ

والمغرب والعشاء [صبح رکعتیں (ظہر وعصر کی جمع

بخاری و صحیح مسلم) کر کے) پڑھیں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔

[رواہ الطبرانی فی الکبیر والاصول۔ نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۸۳]

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے۔

[رواہ عبدالرزاق، نیل الاوطار جزء ۲ ص ۱۸۳]

ان احادیث سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صلاتوں کو جمع کیا لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جمع کی کیفیت کیا تھی؟ یہ جمع حقیقی تھی یا صوری؟ اگر حقیقی تھی تو جمع تقدیم تھی یا تاخیر؟ البتہ دوسری احادیث میں اس جمع کی کیفیت بیان ہوئی ہے اور وہ بھی ان ہی تینوں صحابہؓ سے سن سے مندرجہ بالا احادیث مروی ہیں۔

۱۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:-

آخر الظہر وعجل العصر
وأخر المغرب وعجل العشاء
(رواہ النسائی و سندہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر میں
تاخیر کی اور عصر میں تعجیل کی (اسی طرح)
مغرب میں تاخیر کی اور عشاء میں تعجیل کی۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی فرماتے ہیں کہ:-

ما را آیت رسول اللہ صلی	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اللہ علیہ وسلم صلی صلوٰۃ	وسلم کو کوئی صلوٰۃ ہے وقت
بغیر میقاتہا الاصلاتین	پڑھتے نہیں دیکھا سوائے اس
جمع بین المغرب والعشاء	کے کہ مزدلفہ میں مغرب اور
بالمزدلفۃ وصلی الفجر	عشاء کو جمع کیا اور فجر کی صلوٰۃ
یومئذ قبل میقاتہا۔	اُس کے وقت سے پہلے ادا کی۔

{ مسیح بخاری وغیرہ }

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ :-

خروج علينا رسول الله
 رسول الله صلى الله عليه وسلم باه

صلی اللہ علیہ وسلم فکان تشریف لائے تو آپ نے ظہر کو
یؤخر الظہر ویعجل العصر تاخیر سے ادا کیا اور عصر میں
فیجمع بینہما ویؤخر تعجیل کی اور اس طرح ان دونوں
المغرب ویعجل العشاء کو جمع کیا (پھر) مغرب میں تاخیر
فیجمع بینہما لڑا ابن جریر کی اور عشاء میں تعجیل کی اور دونوں
وسکت علیہ الشوکانی نیل الاوطار ج ۲ ص ۱۸۱ کو جمع کیا۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب دو صلاتوں کو جمع کیا تھا تو وہ جمع صوری تھی، یہی
نہیں تھی یعنی دونوں صلاتیں اپنے اپنے وقت پر پڑھنی گئی تھیں۔
ایک صلوٰۃ آخری وقت اور دوسری صلوٰۃ اول وقت۔ اور اس
طرح دونوں صلاتیں صوری (یعنی ظاہری) طور پر جمع ہو گئی تھیں۔
اشکالات (۱) حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ممکن ہے
کہ حضرت جابر بن زیدؓ جو حضرت ابن عباسؓ سے اس حدیث

کو روایت کرتے ہیں اُن کا اپنا گمان کہ ”ایک کو مؤخر کیا دوسری کو معجل کیا“ حدیث کے متن میں شامل ہو گیا ہو۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ جس طرح عرفات میں جمع بین الصلّاتین کو بھول گئے، اسی طرح ظہر و عصر کی جمع حقیقی کو بھول گئے۔

(۳) حضرت ابن عمرؓ کی حدیث سفر کے متعلق ہو۔

جوابات | ان اشکالات کے جوابات درج ذیل ہیں:-

(۱) حضرت جابر بن زید کے گمان کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ پہلے اُنہوں نے گمان کیا ہو گا، بعد میں حضرت ابن عباسؓ سے دوبارہ مل کر تحقیق کر لی ہوگی اور پھر اپنے شاگرد حضرت عمرو بن دینار کو بھی اسی طرح سنا دی ہوگی لیکن یہ جواب تسلی بخشنے میں نہیں ہے۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ کی بھول ثابت کرنے کیلئے کوئی دلیل

چاہیئے۔ محض گمان سے حقائق کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ عرفات میں جمع بین الصلّاتین کا ثبوت صحیح حدیث میں موجود ہے۔ لہذا

اس میں ان کی بھول ثابت ہے جمع حقیقی کے سلسلہ میں بھی اسی طرح کی کوئی دلیل ہو تو بھول ثابت ہوگی ورنہ نہیں۔

(۳) حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے اُس کو مدینہ منورہ کا واقعہ سمجھنا زیادہ قرین قیاس ہے، اس لئے کہ سفر میں تو جمع حقیقی جائز ہے تو پھر جمع صوری کے اہتمام کی ضرورت ہی کیا تھی، جمع حقیقی کی موجودگی میں جمع صوری پر عمل کرنا کچھ آسانی میں کمی ہی کرنا ہے، جولا حاصل ہے۔

اگر یہ اشکالات صحیح بھی مان لئے جائیں تو جمع بین الصلاتین کی حدیث میں یہ کہاں صراحت ہے کہ ظہر کی صلوٰۃ عصر کا وقت شروع ہونے کے بعد پڑھی یا عصر کی صلوٰۃ ظہر کے وقت پڑھی۔ اس حدیث سے یہ چیز مطلقاً ثابت نہیں ہوتی۔ جمع تقدیم، جمع تاخیر اور جمع صوری تینوں کا احتمال ہو سکتا ہے، لہذا احتمال کی صورت میں صلوٰۃ کو اس کے معین وقت سے ہٹانے کے

لئے کوئی یقینی دلیل نہیں۔

فلا يتعين واحد من
صور الجمع المذکور
الابد لیل ذیل الاوطار جزء ۳ ص ۱۸۴
جمع کی ان تمام صورتوں سے
کسی ایک صورت کو بغیر دلیل
کے متعین نہیں کیا جاسکتا۔

فاما ان تحمل علی
مطلقها فيستلزم اخراج
الصلوة عن وقتها المحدد
بغير عذر واما ان تحمل
على الصفة المخصوصة لا
تستلزم الاخراج ويجمع
بها بين مفترق الاتحاد
فالجمع الصوری اونی۔
ذیل الاوطار جزء ۳ ص ۱۸۴
اگر جمع (بین الصلاتین) کو جمع
حقیقی پر محمول کیا جائے تو صلوة
کا بغیر عذر کے اُس کے وقت
محدود سے اخراج لازم آتا ہے
اور اگر جمع کو مخصوص صفت
(یعنی جمع صوری) پر محمول کیا
جائے تو صلوة کا اُس کے محدود
سے اخراج لازم نہیں آتا بلکہ اتفاقاً
کے سلسلہ میں تمام متفرق اُمائد

میں جمع و تطبیق کی صورت نکل آتی ہے، لہذا جمع صوری ہی اولیٰ ہے۔

اشکال مزید | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صلاتوں کو اُمت کی آسانی کے لئے جمع کیا تھا لیکن اگر اس جمع کو جمع صوری پر محمول کیا جائے تو بجائے آسانی کے تنگی پیدا ہو جاتی ہے، یعنی اول و آخر وقت کا معلوم کرنا بہت دقت طلب ہوگا اور یہ چیز مزید تنگی کا سبب بن جائے گی۔

جواب | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کے اوقات سمجھائے تو اب اُن کا آخر اور اول معلوم کرنا بالکل دشوار نہیں ہوگا۔ آسانی تو اس امر میں پوشیدہ ہے کہ ایک دفعہ ہی مسجد جا کر دونوں صلاتوں کو اپنے اپنے وقت میں ادا کر لیا جائے بار بار جانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ اس صورت میں وضوء وغیرہ بھی ایک دفعہ کرنا ہوگا جو کہ سردی کے موسم میں خاصا ناگوار گزارتا ہے۔

جمع صُوری کے مزید دلائل

(۱) حضرت زینب بنت جحش کو استحاضہ کی بیماری تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا کہ :-

تجلس ایام اقراہا ثم
تغتسل وتؤخر الظہر
وتعجل العصر وتغتسل
وتصلی وتؤخر المغرب
وتعجل العشاء وتغتسل
وتصلیہما جميعاً وتغتسل
للفجر

وہ اپنی اذیتِ مالمہ کے ایام

میں صلوٰۃ نہ پڑھیں (جب وہ

ایام ختم ہو جائیں تو) نہالیں، پھر

ظہر میں تاخیر کیا کریں اور عصر میں

تعمیل، اور نہما کر صلوٰۃ ادا کیا

کریں (اسی طرح) مغرب میں تاخیر

کیا کریں اور عشاء میں تعمیل کیا کریں

اور نہما کر دونوں صلاتوں کو ملا کر

ادا کر لیا کریں اور فجر کے لئے بھی

در واه النساء فی باب ذکر نہایا کریں۔

اغتسال المستحاضة $\frac{1}{۲۵}$ و فی

باب جمع المستحاضة بین الصلاتین

$\frac{1}{۲۴}$ و روا تمہا ثقات اثبات

و سندہا صحیح (

(۲) اسی بیماری کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت حمۃ بنت جحش سے فرمایا کہ :-

ان قویبت علی ان تؤخری (غسل کر کے صلوٰۃ ادا کرتی رہو)

الظہر و تعجل العصر اگر تم میں اتنی قوت ہے کہ ظہر کو مؤخر

فتغتسلین ثم تصلین اور عصر کو معجل کرو پھر نہاؤ اور ظہر

الظہر والعصر جمعاً ثم عصر کو جمع کر لو (تو ایسا ہی کرو) پھر

تؤخری المغرب و تعجل العشاء مغرب کو مؤخر اور عشاء کو معجل

ثم تغتسلین وجمعین کرو، پھر نہاؤ اور ان دونوں

بین الصَّلواتین فافعلی۔ صَلّاتوں کو جمع کرو تو ایسا ہی کرو۔

{رواہ ابوداؤد و احمد و الترمذی و صحاح و حسنہ البخاری۔ نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۴}

ان دونوں حدیثوں سے بھی جمع صوری کا ثبوت ملتا ہے بیماری کی وجہ سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع حقیقی کی اجازت نہیں دی تو یہ کیسے مان لیا جائے کہ بحالتِ صحت بغیر عذر جمع حقیقی کی اجازت ہے۔ یہ چیز بالکل خلافِ عقل ہے کہ عذر شرعی موجود ہو تو جمع حقیقی کی اجازت نہیں اور عذر شرعی موجود نہ ہو تو جمع حقیقی کی اجازت ہے۔ معذور آدمی کو مزید مشقت میں مبتلا کرنا اللہ تعالیٰ اور اُس کی شریعت کے منشاء کے بالکل خلاف ہے۔

اگر جمع حقیقی کی رعایت پہلے سے موجود ہوتی تو بیماری کے عالم میں جمع صوری کا حکم کبھی نہ دیا جاتا۔ یہ کونسی رعایت تھی جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیمار خواتین کو دے رہے تھے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

وقت صلوٰۃ الظهر مالم ظہر کا وقت اُس وقت تک ہے
 يحضر العصر وقت صلوٰۃ جب تک عصر کا وقت نہ آئے عصر
 العصر مالم تصفر الشمس کا وقت اُس وقت تک ہے جب
 وقت صلوٰۃ المغرب مالم تک سورج زرد نہ ہو، مغرب کا
 يسقط ثور الشفق وقت وقت اُس وقت تک ہے جب تک
 صلوٰۃ العشاء الى نصف شفق کی مِرخی نائل ہو، اور عشاء
 الليل.... {صحیح مسلم} کا وقت آدھی رات تک ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ظہر کا وقت عصر کا وقت شروع
 ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر ظہر کی صلوٰۃ عصر کے وقت میں بھی پڑھی
 جاسکتی ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ظہر کا وقت عصر کا وقت
 آنے پر ختم نہیں ہوا بلکہ عصر کے وقت بھی اگر کوئی شخص بغیر کسی
 عذر کے ظہر کی صلوٰۃ پڑھ لے اور پھر عصر کی صلوٰۃ پڑھ لے تو وہ
 گنہگار نہ ہوگا۔ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اوقات کا تعین نعوذ باللہ

لغو ہے، یا زیادہ سے زیادہ استحبابی ہے، فرض نہیں۔ لیکن نہ صرف حدیث مذکور اس کی تردید کرتی ہے بلکہ قرآن مجید بھی اس کی تردید کرتا ہے۔

جمع صُوری کی ایک واضح دلیل

اللہ تعالیٰ نے صلاتوں کے پانچ اوقات مقرر کئے ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعیین بھی کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ”مؤمنین پر صلوٰۃ مقررہ وقت پر فرض ہے“۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مسافر اور مقیم دونوں کو ظہر یا عصر کی صلوٰۃ اپنے وقت سے ہٹا کر پڑھنے کی اجازت ہے اور اسی طرح مغرب یا عشاء کو اپنے مقررہ وقت سے ہٹا کر پڑھنے کی اجازت ہے تو آخر پھر پانچ اوقات مقررہ میں صلوٰۃ ادا کرنا کس پر فرض ہے؟ اگر جمع حقیقی کو مقیم کہتے بھی جائز مان لیا جائے تو ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کو علیٰ ہ

علیحدہ اوقات میں پڑھنا صرف مستحب ہوگا، فرض نہیں ہوگا۔ نتیجہ
یہ نکلیگا کہ عملاً صلوٰۃ کے صرف تین اوقات فرض ہوں گے۔

(۱) صبح صادق کے وقت : دو رکعت

(۲) زوال سے سوج کے زرد ہونے تک : آٹھ رکعت

(۳) غروب آفتاب سے نصف شب تک : سات رکعت

پانچ اوقات کے بجائے تین اوقات کا رہ جانا سراسر باطل

ہے، لہذا جمع حقیقی مقیم کیلئے کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔

انتباہ | جمع صوری بھی ہر حال میں جائز نہیں۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کی ایک حدیث ترمذی

میں ہے لیکن وہ ضعیف ہے، البتہ حضرت عمرؓ سے اس

مضمون کا ایک قول صحیح سند سے مروی ہے جس کے الفاظ

یہ ہیں:-

اعلم ان جمعا بین خبردار، بے شک بغیر عذر

الصلاتین من غیر کے دو صلاتوں کو جمع کرنا
عذر من الکبائر؛ بڑے گناہوں میں سے ہے۔

{رواہ عبد الرزاق وسندہ صحیح، مصنف ج ۱ ص ۵۳۶}

یہ قول اگرچہ حقیقتاً موقوف ہے، لیکن علماً مرفوع ہے، کیونکہ
ایسی بات کوئی صحابی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا۔



⑫ ترکِ رفعِ یدین تاریخ کی روشنی میں

صحابہ کرامؓ کے دور ہی میں بعض مخالف اسلام تحریکوں نے
جنم لیا، جن میں خارجی اور سبائی تحریکیں سرفہرست ہیں۔ ان تحریکوں
نے اسلامی سیاست کو پارہ پارہ کرنے کی ہی کوشش نہ کی بلکہ سب
سے پہلا مسلم معاشرہ جس کی تربیت اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی اُس کو بھی بدنام کرنے میں انہوں نے
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام
کی بیخ کنی میں بھرپور کوشش کرتے رہے۔ قرآن و حدیث کو بے محل
استعمال کرنا، قرآن و حدیث کے مقابلہ میں آراء رجال کو پیش کرنا،
متشابہات کی تاویلیں کرنا اور عقائد کو خراب کرنا ان لوگوں کی خاص

مشغلہ تھا، انہوں نے اسلامی عبادات اور قوانین میں بھی تبدیلی کی کوشش کی جتنی کہ صلوٰۃ جو دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے اُس کو بھی انہوں نے بگاڑنے میں بھرپور زور لگایا۔ اکثر تو مسلم ان کے فریب میں آگئے۔ فرقہ بندی کی ابتدا ہوئی اور اس طرح ایک اسلام کے کئی اسلام بن گئے۔

فرقہ بندی نے شخصی عقیدت کو پیدا کیا، شخصی عقیدت نے شخصیت پرستی کو جنم دیا۔ شخصیت پرستی نے تقلیدِ شخصی اور جمہود کے لئے راہ ہموار کی۔ فرقہ وارانہ مسائل کی حمایت میں حق پوشی ہونے لگی اور اس کے بعد حق کا انکار ہونے لگا، حتیٰ کہ یہ حمایت ترقی کرتے کرتے حمیتِ جاہلیت تک پہنچ گئی۔

حمیت اور جہالت کی بنیاد پر سنتوں کو چھوڑا جانے لگا۔ پورے اسلام کو کس کس طرح مسخ کیا گیا، یہ تو ایک طویل مضمون ہے۔ ہم صرف ترکِ رفعِ یدین پر روشنی ڈال رہے ہیں، اس

سے پہلے کہ ہم اصل مضمون کی ابتداء کریں یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں
کہ ترکِ سنن کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی اور صلوٰۃ کو بحیثیتِ
مجموعی کب اور کس طرح بدلا گیا۔

سُننوں کا ترک

عن انسؓ قال ما عرف
شیئاً مما کان علی
عهد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قیل
الصَّلَاةُ قال الیس
صنعتم ما صنعتم
فیہا {صحیح بخاری کتاب
المواقیب باب تفسیح الصَّلَاة عن قتادہ}

(ایک دن) حضرت انسؓ نے
لوگوں سے فرمایا جو چیزیں رسول اللہؐ
علی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں تحصیلِ ان میں سے مجھے اب
کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ لوگوں نے
پوچھا ”(کیا) صلوٰۃ (بھی) اس
طریقہ پر نہیں ہے؟“ حضرت انسؓ
نے فرمایا ”صلوٰۃ میں بھی تو تم

لوگوں نے کیا کیا (تغیر و تبدل) کر دیا۔

عن عثمان قال سمعت
الزهری يقول دخلت
على انس بن مالك
بد مشق وهو يبكي
فقلت ما يبكيك؟
فقال ما اعرف شيئاً
مما ادرکت الا هذه
الصلوة وهذه الصلوة
قد ضيعت {صحیح بخاری
کتاب المواقیب باب تضييع الصلوة
عن وقتها}
حضرت عثمان کہتے ہیں میں نے
امام زہری سے سنا وہ فرماتے
تھے ”میں (ایک دن) دمشق میں
حضرت انسؓ سے ملنے گیا (میں
نے دیکھا کہ) وہ رو رہے ہیں۔
میں نے پوچھا کہ کس چیز نے آپ
کو رولایا؟ حضرت انسؓ نے فرمایا
جو باتیں میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھی
تھیں ان میں سے اب کوئی بات
مجھے نظر نہیں آتی سوائے صلوٰۃ
کے، اور حقیقت یہ ہے کہ صلوٰۃ بھی ضائع کر دی گئی (یعنی وہ بھی

اصلی حالت پر باقی نہیں رہی“

حضرت اُمّ ورداء کہتی ہیں :-

دخل على ابوالدرداء (ایک دن) حضرت ابو درداء رضی
 وهو مغضبٌ فقلت غصّہ کی حالت میں میرے پاس
 ما اغضبك؟ فقال آئے، میں نے کہا کس چیز
 والله ما اعرف من نے آپ کو غصّہ دلایا ہے؟
 امة محمد صلى الله حضرت ابو درداء نے فرمایا
 عليه وسلم شيئاً الا اللہ کی قسم میں محمد صلی اللہ
 انهم يُصلّون جميعاً۔ علیہ وسلم کی اُمت میں کوئی
 {صحیح بخاری کتاب الاذان باب بات (اصلی حالت پر) نہیں
 فصل صلاة الفجر في جماعة} پاتا سوائے اس کے کہ یہ لوگ

جماعت سے صلوٰۃ ادا کر لیتے ہیں۔

حضرت مالک بن ابی عامر الاصبہی کہتے ہیں :-

ما اعرَفَ شَيْعًا مِمَّا میں نے لوگوں کو (یعنی صحابہ
 ادرکت علیہ الناس کرامؓ کو) جس حالت پر دیکھا
 الا النداء بالصَّلَاةِ۔ تھا اُس میں سے میں اب کسی
 { مؤطا امام مالک باب جاء في النداء چیز کو نہیں دیکھتا سوائے اذان
 للصَّلَاةِ ص ۲۵ ومنہ صحیح } بنائے صلوٰۃ کے (کہ وہ اپنی پہلی

حالت پر موجود ہے)

مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ عہدِ صحابہؓ و عہدِ
 تابعینؓ ہی میں عراق و شام وغیرہ ممالک کے اکثر لوگ سنتوں
 کو ترک کرنے لگے تھے۔ سنتوں کے ترک کو دیکھ کر صحابہؓ کرامؓ
 کو بہت افسوس و صدمہ ہوتا تھا۔

سنتیں ترک کرانے کی کوشش | حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے
 ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کوفہ کے گورنر حضرت سعدؓ سے فرمایا:-

لقد شكوا في کوفہ والوں نے ہر معاملہ میں

کل شیء حتی الصلوة تمہاری شکایت کی ہے، حتیٰ کہ
 قال اما انا فامدنی انہوں نے صلوة کے متعلق بھی
 الاولیین و احذو تمہاری شکایت کی ہے (کہ تم
 فی الاخریین ولا الو صلوة سنت کے مطابق نہیں
 ما اقتدیت من صلاة پڑھتے) حضرت سعدؓ نے فرمایا
 رسول الله صلى الله عليه میں پہلی دو رکعتوں میں طول دیتا
 وسلم قال صدقت ہوں اور آخری دو میں تخفیف
 ذاك ظنني بك کرتا ہوں اور میں رسول اللہ
 { صحیح بناری باب بطول علی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں
 فی الاولیین } کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے سچ کہا، تمہارے متعلق میرا یہی گمان تھا۔
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کو فرہ والے نہ یہ کہ خود سنت کے
 مطابق صلوة ادا نہیں کرتے تھے بلکہ صحابہ کرامؓ کو بھی مجبور کرتے

تھے کہ وہ بھی سنت کے خلاف صلوٰۃ ادا کریں، حتیٰ کہ گورنر پر
زور ڈالتے تھے کہ وہ بھی سنت کے طریقہ کو ترک کر کے اُن
کا ہمنوا بن جائے۔

نئے نئے ملک فتح ہوتے چلے جا رہے تھے، نو مسلمین کی تعداد
بڑھتی چلی جا رہی تھی، مرکز اسلام، دارالہجرۃ یعنی مدینہ النبی
سے دوری کے باعث نو مسلمین کی اکثریت میں سختگی پیدا نہیں
ہوئی تھی، مختلف تخریبی تحریکوں کا شکار بھی یہی لوگ ہوتے تھے،
مزید برآں تنزل ایک فطری چیز تھی، جتنا زمانہ گذرتا گیا اور نبوت
سے بعد ہوتا چلا گیا اتنا ہی تنزل بڑھتا چلا گیا جو جذبہ ایمانی
صحابہ کرامؓ میں تھا وہ تابعین میں باقی نہیں رہا، اور جو جذبہ
ایمانی تابعینؓ میں تھا وہ تبع تابعین میں باقی نہیں رہا۔ یہ
تanzil تدریجی تھا لیکن فطرت کے عین مطابق تھا۔ صلوٰۃ کے
طریقہ میں، بلکہ پورے دین کے معاملہ میں تدریجی طور پر تبدیلی

آتی رہی۔ تنزل کی اس تیز رفتاری سے صرف ایک شہر محفوظ
 تھا اور وہ تھا مدینہ منورہ۔ حضرت انسؓ دوسری جگہ لوگوں
 کی دینی حالت دیکھ کر روتے تھے۔ لیکن وہی حضرت انسؓ
 جب کافی عرصہ کے بعد مدینہ منورہ واپس آئے تو ان سے
 سوال کیا گیا۔

ما انکرت منذ یوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عہد رسول اللہ کے عہد مبارک کی روشنی میں
 صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم میں کونسی بات بُری
 قال ما انکرت شیئاً دیکھتے ہیں؟ حضرت انسؓ
 الا انکم لا تقیمون نے فرمایا ”میں کوئی بُری بات
 الصفوف {صحیح بخاری نہیں دیکھتا سوائے اس کے
 بابا ثم من لم یتیم الصفوف { کہ تم صفیں سیدھی نہیں کرتے۔“

گویا مدینہ منورہ کے لوگ کافی عرصہ تک صحیح اسلام پر قائم رہے۔

مندرجہ بالا احادیث و آثار سے ثابت ہوا کہ صلوٰۃ کے طریقہ میں تبدیلی آرہی تھی اور مسنون طریقہ آہستہ آہستہ متروک ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اب ہم خاص رفع یدین کے شرک پر روشنی ڈالتے ہیں۔

رفع یدین پر متواتر عمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رفع یدین | رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، اس میں تو کسی قسم کے شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا صحیح بخاری، صحیح مسلم و دیگر کتب پیش میں اصح الاسانید سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ اب ہم صحابہ کرامؓ کی روایت و عمل پر روشنی ڈالتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ اور رفع یدین | امام بخاریؒ لکھتے ہیں:-

الرد علی من انکر رفع یدین | یہ کتاب ان لوگوں کی رد میں

الایدی فی الصلوٰۃ جنہوں نے صلوٰۃ میں رکوع
 عند الركوع واذا رفع سے پہلے اور رکوع کے بعد
 رأسہ من الركوع : رفع یدین کا انکار کیا ہے۔
 {جزء رفع الیدین مثلاً}

پھر لکھتے ہیں :-

ثبت عن رسول اللہ اس سلسلہ میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل
 فیہ فعلہ روایتہ عن بھی ثابت ہے اور صحابہ کرامؓ
 اصحابہ {جزء رفع الیدین مثلاً} اس کی روایت بھی ثابت ہے۔
 پھر رفع الیدین کے متعلق حضرت علیؓ کی روایت کردہ حدیث
 نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

”اور اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے سترہ صحابیوں کے متعلق روایت ہے کہ وہ رکوع

سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے، ان میں یہ اصحاب شامل ہیں۔ حضرت ابوقتادہؓ، حضرت ابواسیدؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت سہل بن سعدؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت وائل بن حجرؓ، حضرت مالک بن حویرثؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ {جزء رفع الیدین ص ۲۷}

پھر رفع یدین کے متعلق بہت سی احادیث نقل کرنے کے بعد امام بخاریؒ لکھتے ہیں:-

”حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت عمیرؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

{جزء رفع الیدین ص ۱۱}

پھر امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

”تحقیق حضرت عمرؓ سے یہ بات کئی سندوں سے

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے

تھے۔“ {جزء رفع الیدین ص ۳۵}

امام ترمذیؒ رفع یدین کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی

روایت کردہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

”رفع یدین کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ، حضرت

علیؓ، حضرت وائلؓ، حضرت مالک بن حویرثؓ، حضرت

انسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابو حمیدؓ، حضرت

ابو اسیدؓ، حضرت سہلؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت

ابو قتادہؓ، حضرت ابو موسیٰؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت

عمیرہ سے بھی روایت ہے۔
پھر امام ترمذی لکھتے ہیں :-

”اور یہی قول ہے بعض صحابہؓ کا جن میں ابن عمرؓ، جابرؓ، ابو ہریرہؓ، انسؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہم شامل ہیں۔۔۔ اور امام عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں رفع یدین کی حدیث ثابت ہے۔۔۔۔ اور ابن مسعودؓ کی حدیث کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہیں کیا مگر پہلی مرتبہ ثابت نہیں۔۔۔۔ اور اس باب میں حضرت براۓؓ سے بھی روایت ہے۔۔۔ ابن مسعودؓ کی حدیث (سنداً) حسن ہے اور یہی قول ہے کئی

صحابیوں اور تابعیوں کا۔“ (ترمذی باب رفع الیدین عند الركوع)

انتباہ | پہلے امام ترمذیؒ نے امام عبداللہ بن مبارکؒ کے قول سے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کو غیر ثابت بتایا اور بعد

میں اس حدیث کو حسن کہا، اس میں کوئی تضاد نہیں تین
 اس حدیث کا نقل بالعمنیٰ کی وجہ سے ثابت نہیں بلکہ غیر محفوظ ہے
 لیکن سند حسن ہے۔ یعنی یہ حدیث متنًا غیر محفوظ ہے، سندًا حسن
 ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کے متن ہی کو امام بخاری اور
 امام ابو داؤد وغیرہ نے غیر محفوظ بتایا ہے۔

امام ترمذیؒ نے لکھا ہے کہ یہی قول ہے کئی ایک صحابیوں کا
 لیکن انہوں نے کسی صحابی کا نام نہیں لکھا، اگرچہ ترک رفع یدین
 بعض صحابیوں کی طرف منسوب ہے لیکن پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا جیسا
 کہ آگے آرہا ہے۔

علامہ احمد محمد شاہؒ لکھتے ہیں :-

» امام حاکم اور امام ابوالقاسم بن مندر نے ذکر کیا کہ
 اس کے راویوں میں عشرہ مبشرہ صحابہؓ بھی ہیں.... اور
 حافظ عراقی لکھتے ہیں کہ رفع یدین کو پچاس صحابہؓ نے

روایت کیا ہے، جن میں عشرہ مبشرہ صحابہؓ بھی شامل ہیں۔

{تعلیقات احمد شاکر علی الترمذی}

حضرت ابو حمید ساعدی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کا طریقہ بیان کیا جس میں رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتوں سے کھڑے ہو کر رفع یدین کرنے کا ذکر تھا، تو صحابہ کرامؓ کی جماعت نے جو وہاں حاضر تھے کہا ”صدقت ہکذا کان یصلی صلی اللہ علیہ وسلم“ تم سچ کہتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی صلوٰۃ ادا کرتے تھے لہذا ابو داؤد ترمذی، سندھ سمیعاً جو صحابہؓ اس مجلس میں شریک تھے اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں :-

- (۱) حضرت ابو ہریرہؓ (۲) حضرت سہلؓ (۳) حضرت زیدؓ
- (۴) حضرت عقبہؓ (۵) حضرت ابو مسعودؓ (۶) حضرت ابن عمرؓ
- (۷) حضرت سلمانؓ (۸) حضرت ابو موسیٰؓ (۹) حضرت ابو سعیدؓ

(۱۰) حضرت بریدہؓ (۱۱) حضرت عمارؓ (۱۲) حضرت ابوقتاوہؓ
 (۱۳) حضرت محمد بن مسلمہؓ (۱۴) حضرت ابواسیدؓ (۱۵) حضرت حسنؓ
 اور حجرہ میں (۱۶) حضرت عائشہ صدیقہؓ اور (۱۷) حضرت اُقم درداؤؓ
 { تسہیل القاری شرح صحیح بخاری }

امام بیہقیؒ نے ان صحابہؓ کے اسماء گرامی جن سے رفع یدین کی
 حدیث مروی ہے جمع کئے ہیں۔ ان کی تعداد تیس تک پہنچ گئی ہے۔
 پھر لکھتے ہیں رفع یدین ان سے بھی مروی ہے (۱) حضرت عثمانؓ
 (۲) حضرت طلحہؓ (۳) حضرت زبیرؓ (۴) حضرت سعدؓ (۵) حضرت
 سعیدؓ (۶) حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ (۷) حضرت ابو عبیدہؓ
 (۸) حضرت زید بن ثابتؓ (۹) حضرت ابی بن کعبؓ (۱۰) حضرت
 ابن مسعودؓ اور (۱۱) حضرت زیاد بن حارثؓ۔

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب الاذکار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ

میں رفع یدین کی حدیث کو متواتر قرار دیا ہے { دراسات البیہقیؒ } ۱۶۹

علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں :-

وحدیث رفع الیدین صلوة میں رفع یدین کرنے
فی الصلوة فقد رواہ کی حدیث کو بیچاؤ صحابہؓ
خمسون من الصحابةؓ نے روایت کیا ہے۔

(التحقیق الراشخ ص ۱۲۱)

رفع یدین کی حدیث کو روایت کرنے والے صحابہؓ کی تعداد
بیچاؤ تک پہنچ چکی ہے، لیکن یہ رفع یدین کرنے والوں کی
تعداد نہیں ہے۔ رفع یدین تو بلا استثناء سب ہی صحابہؓ کرتے
تھے۔ مندرجہ ذیل روایتیں اس پر کھلی دلیل ہیں۔

(۱) حضرت وائلؓ فرماتے ہیں :-

رأیت الناس علیہم میں نے صحابہؓ کو دیکھا کہ وہ
جل الثیاب تحرك (سردی کی وجہ سے) بڑے
ایدیہم تحت الثیاب بڑے بھاری کپڑے پہنے ہوئے

وفی روایۃ فرایت اصحاً تھے۔ وہ صلوٰۃ میں اپنے
 یرفعون ایدیہم فی ہاتھوں کو کپڑوں کے اندر
 ثیابہم فی الصلوٰۃ اٹھاتے تھے۔

{رواہ ابو داؤد بسند صحیح و ردی نحوہ البخاری فی جزر رفع الیدین ص ۱۱}

(۲) امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں :-

کان اصحاب النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے ہاتھ ایسا
 کانہا ایدیہم المراء معلوم ہوتا تھا گویا پنکھے
 یرفعونها اذ رکعوا ہیں۔ وہ ہاتھ اٹھاتے تھے
 واذ رکعوا رؤسہم جب رکوع کرتے اور جب
 {جزر رفع الیدین للامام البخاری ص ۱۱
 وسندہ صحیح}

(۳) حضرت حمید بن ہلالؒ کہتے ہیں :-

کان اصحاب النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب صلوٰۃ ادا
 اذا صلوا کان ایدیم کرتے تو اُن کے ہاتھ کانوں
 خیال اذانہم کانہا کے برابر ایسا معلوم ہوتے
 المراءوح {جزء رفع الیدین تھے گویا کہ وہ پنکھے ہیں۔

{للامام البخاری ص ۱۳۰ سندہ حسن}

(۴) حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اصحابؓ شروع صلوٰۃ میں رکوع سے پہلے اور رکوع
 کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ {سنن بیہقی جلد ۲ ص ۵۷۷ سندہ صحیح}
 حضرت وائل، حضرت حسن بصریؒ، حضرت حمیدؒ اور حضرت
 سعید بن جبیرؓ کی شہادتوں سے ثابت ہوا کہ تمام صحابہؓ رفع
 یدین کرتے تھے۔ انہوں نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں
 کیا، اور یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی صحابی سے ترک رفع
 ثابت نہیں۔ امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

ولم یثبت عنداھل اہل علم کے نزدیک کسی ایک
 العلم عن احدین اصحاب صحابی سے بھی یہ بات ثابت
 صلی اللہ علیہ وسلم انہ نہیں ہوئی کہ وہ رفع یدین
 لمیرفع یدایہ (جو رفع الیدین) نہیں کرتا تھا۔

اس کے آگے امام بخاری فرماتے ہیں :-

”اہل حجاز اور اہل عراق کے اہل تحقیق علماء جن کو
 ہم نے پایا جن میں عبداللہ بن زبیر، علی بن عبداللہ بن
 جعفر، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ
 شامل ہیں، اور یہ اپنے زمانہ میں اہل علم شمار کئے جاتے
 تھے، ان میں سے کسی کے نزدیک ایسی کوئی حدیث ثابت
 نہیں تھی جس میں یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 یا کسی ایک صحابی نے بھی رفع یدین نہ کیا ہو۔“

{جزء رفع الیدین ص ۱۶}

مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوا کہ امام بخاریؒ کے زمانہ تک اہل کوفہ کے محدثین کے نزدیک بھی ترکِ رفع کی کوئی حدیث ثابت نہیں تھی، یعنی دو سو سال تک کسی اہل علم کے نزدیک کوئی حدیث ترکِ رفع کی ثابت نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ وہ احادیث جن کو ترکِ رفع کے ثبوت میں اب پیش کیا جاتا ہے وہ ان علماء کو بھی معلوم تھیں اور ان ہی کی روایت سے ہم تک پہنچی ہیں۔

الغرض صحابہ کرامؓ میں سے تو کسی ایک صحابی سے بھی ترکِ رفع ثابت نہیں۔ اب ہم تابعین اور تبع تابعین کا حال بتاتے ہیں:-

تابعین اور تبع تابعین کے دور میں دو قسم کے لوگ ہیں۔

(۱) اہل علم (۲) علم سے بے بہرہ۔

علم سے بے بہرہ لوگوں کی صلوٰۃ کا حال اوپر بتایا گیا ہے کہ اُن میں سے اکثریت نے صلوٰۃ کے طریقہ میں بہت کچھ

تبدیلی کر لی تھی۔ لیکن اہل علم اور اُن سے استفادہ کرنے والے تابعین اور تبع تابعین کی اکثریت سنت کے مطابق صلوٰۃ ادا کرتی تھی اور رفع یدین بھی کرتی تھی۔ آئندہ سطور میں ہم اہل علم تابعین سے رفع یدین کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

اہل علم تابعین اور تبع تابعین سے رفع یدین کا ثبوت

امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

”اور اسی طرح رفع یدین کی روایت اہل مکہ،

اہل حجاز، اہل عراق، اہل شام، اہل بصرہ و اہل یمن

کے متعدد علماء سے پائی جاتی ہے اور خراسان کے بھی

متعدد علماء سے یہی مروی ہے، ان میں یہ علماء شامل

ہیں۔ سعید بن جبیرؒ، عطاءؒ، مجاہدؒ، قاسمؒ، سالمؒ، عمر بن

عبدالعزیزؒ، نعمان بن ابی عیاشؒ، حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ،

طاؤسؒ، مکحولؒ، عبداللہ بن دینارؒ، نافعؒ، حسن بن مسلمؒ،

قیس بن سعد (وعدۃ کثیرۃ) اور ان کے علاوہ علماء کی
 ایک کثیر تعداد سے رفع یدین مروی ہے۔ اور اسی طرح
 ائمہ دروازے سے مروی ہے کہ وہ رفع یدین کرتی تھیں، او
 تحقیق عبداللہ بن مبارک رفع یدین کرتے تھے، اور
 اسی طرح ابن مبارک کے عام اصحاب رفع یدین کرتے
 تھے جن میں یہ اصحاب بھی شامل ہیں۔ علی بن حسین،
 عبید اللہ، یحییٰ بن یحییٰ اور سخاراکے محدثین، جن
 میں عیسیٰ بن موسیٰ، کعب، محمد بن سلام، عبداللہ بن
 محمد، مسندی اور (عدۃ ممن لا یحضی) متعدد علماء جن کا
 شمار نہیں ہو سکتا۔

جن اہل علم کا ہم نے ذکر کیا ان میں کوئی اختلاف
 نہیں، اور عبداللہ بن زبیر، علی بن عبداللہ، یحییٰ بن معین
 احمد بن حنبل اور اسحاق بن ابراہیم، یہ سب کے سب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع یدین کرنے کی احادیث کو ثابت سمجھتے ہیں، انہیں حق سمجھتے ہیں، اور یہ لوگ اپنے زمانہ کے اہل علم ہیں۔ {جزء رفع الیدین ص ۵۱}

”امام طاؤس اور ان کے تمام اصحاب جب رکوع کرتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔“

”اور ربیع بن صبیح کہتے ہیں کہ ابو نضرہ اور ابن ابی نجیح بھی شروع نماز میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔“ {جزء رفع الیدین ص ۵۲}

پھر امام بخاری تحریر فرماتے ہیں:-

”یہ مکرہ والے ہیں، مدینہ والے ہیں، یمن والے ہیں اور عراق والے ہیں۔ تحقیق یہ سب کے سب رفع یدین پر متفق ہیں۔۔۔۔ اور امام عبدالرحمن بن ہمدی کہتے ہیں یہ سنت ہے۔“ {جزء رفع الیدین ص ۵۳}

پھر امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

”جس نے یہ دعویٰ کیا کہ رفع یدین بدعت ہے
اُس نے طعن کیا صحابہ کرامؓ پر اور سلف اور ان کے
بعد کے لوگوں پر اور اُس نے طعن کیا اہل حبشہ پر،
اہل مدینہ پر، اہل مکہ پر، اہل عراق کے متعدد علماء پر،
اہل شام پر، اہل یمن پر اور علماء اہل خراسان پر جن
میں ابوالاحمد حسن بن جعفر وغیرہ شامل
ہیں (الّا اهل الرأي منهم) سوائے اہل الرائے کے۔
..... اور اُس نے طعن کیا عبداللہ بن عثمان،

اور صدقہ اور اسحق پر۔ {جزء رفع الیدین ص ۲۴}

پھر امام بخاریؒ لکھتے ہیں :-

”علی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ میں سے
کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ رفع یدین نہ کرتا ہو“

میں نے پوچھا ”سفیان رفع یدین کرتے تھے؟“

انہوں نے کہا ”ہاں“.....

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ معتمر، یحییٰ بن سعید
عبدالرحمنؒ اور اسماعیلؒ رکوع سے پہلے اور رکوع کے

بعد رفع یدین کرتے تھے۔ {جزء رفع الیدین ص ۳۵}

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:-

”اور یہی قول ہے امام مالک، امام معمر، امام
اوزاعی اور امام سفیان بن عیینہؒ کا، اور یہی قول ہے
امام شافعیؒ کا۔ اور ابن الجارود کہتے ہیں کہ سفیان بن
عیینہ، عمر بن ہارون، نصر بن شمیل شروع صلوٰۃ میں
رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔

{کذا فی بعض نسخ الترمذی ذکرہ احمد محدث شاکر فی تعلیقاتہ}

امام حاکم نام بنام ان تابعین کا ذکر کرتے ہیں جو رفع یدین

کرتے تھے، پھر فرماتے ہیں :-

وعدۃ کثیرۃ من شہروں میں اہل علم کی کثیر
اہل الآثار بالبلدان تعداد رفع یدین کرتی تھی
رحمہم اللہ {سنن بیہقی ۱/۲۵۱} رحمہم اللہ۔

علامہ تقی الدین نے اپنے رسالہ رفع الیدین میں حمیدی، یعقوب بن مدنی اور اہل الظاہر کا نام بھی لکھا ہے۔
علماء تابعین اور تبع تابعین کے اس حجمِ غفیر کے مقابلہ
میں صرف چند تبع تابعین کے نام ملتے ہیں جو رفع یدین نہیں
کرتے تھے۔ امام ترمذیؒ لکھتے ہیں کہ یہ قول ہے سفیان (ثوری)
اور اہل کوفہ کا۔ امام بخاریؒ لکھتے ہیں (سفیان) ثوری، وکیع
اور بعض کوفی رفع یدین نہیں کرتے تھے {جزر رفع الیدین ۲۵}
سفیان ثوری اور وکیع بھی کوفی ہیں، گویا رفع یدین نہ کرنے
والے صرف کوفی ہیں اور کوئی نہیں۔

امام محمد بن نصر مروزی فرماتے ہیں :-

اجمع علماء الامصار تمام شہروں کے علماء کا
على مشروعية ذلك الا رفع يدین پر اجماع ہے سوائے
اهل الكوفة {نیل جز ۱۵} اہل کوفہ کے۔

مندرجہ بالا حقائق سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے، تمام صحابہؓ رفع یدین کرتے تھے
اور علماء تابعین و تبع تابعین بھی رفع یدین کرتے تھے۔ سوائے
اہل کوفہ کے اس میں اور کسی کو اختلاف نہیں تھا۔
ترک رفع یدین کی تاریخ

رفع یدین کرنے پر تعجب | اہل کوفہ وغیرہ کی یہ کوشش
رہی کہ صلوٰۃ کا طریقہ سنت کے مطابق باقی نہ رہے۔ ان کی اس
کوشش کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ خصوصاً صحیح بخاری کی وہ روایت
جس میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے خلاف اہل کوفہ کی

شکایت کا ذکر ہے قابلِ غور ہے۔ یہ روایت اس کتاب کے
ص ۴۴۳ پر گزر چکی ہے۔

صحابہ کرامؓ کے آخری دور میں ترکِ سنن کا معاملہ کافی
ترقی کر چکا تھا۔ عام لوگ جب کسی کو متروکہ سنت پر عمل
کرتے دیکھتے تو تعجب کا اظہار کرتے تھے۔ مثلاً عکرمہ نے
ایک شخص کو دیکھا کہ (چار رکعت) صلوٰۃ میں ۲۲ تکبیریں کہتا
ہے۔ انہوں نے اس بات کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباسؓ
سے کیا اور کہا کہ وہ احمق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے
فرمایا، تم پر افسوس! یہ تو ابوالقاسم (رسول اللہ ﷺ) صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت ہے {صحیح بخاری باب الکبیر اذا قام من السجود}

اسی طرح رفع یدین کے معاملہ میں اظہارِ تعجب کے واقعات

ملتے ہیں۔ مثلاً

حضرت وائلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم

شروع صلوٰۃ میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتے (مُلخصاً)

محمد بن حمادؒ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں:-

ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِحَسَنِ بْنِ أَبِي حَسَنِ
فَقَالَ هِيَ صَلَاةُ رَسُولٍ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَعَلَهُ مِنْ فَعَلِهِ وَتَرَكَهُ مِنْ
تَرَكَهُ {ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۱۳}

میں نے اس حدیث کا ذکر امام حسن بصریؒ سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ تو یہی ہے، جو رفع یدین کرتا ہے، کرتا ہے، جو نہیں کرتا، نہیں کرتا۔

اس روایت سے محمد بن حمادؒ کا تعجب اور حسن بصریؒ کا تاثر ظاہر ہے۔ حضرت حسن بصریؒ جن کی زندگی دورِ صحابہؓ میں گزری اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے صحابہ کرامؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا تھا آخر وہ کس طرح ترک رفع یدین پر اپنے افسوس

لہ خط کشیدہ عبارت مشکوٰۃ ہے۔ امام ابوداؤد نے اس پر شک کا اظہار کیا ہے۔ صحیح مسلم میں یہ عبارت

کا اظہار نہ کرتے۔

اس حدیث سے محمد بن جحامہ کا رفع یدین پر تعجب ظاہر و
 باہر ہے۔ حضرت امام حسن بصری نے عام لوگوں کے فعل کو
 کوئی اہمیت نہیں دی اور صاف صاف فرمادیا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تو یہی ہے (لوگ کریں یا نہ کریں)
 حضرت محارب بن دثار کہتے ہیں :-

رأيت ابن عمر رفع يده	میں نے حضرت عبداللہ بن
في الركوع فقلت له	عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے رکوع
ثم ذلك فقال كان	میں رفع یدین کیا (یعنی
رسول الله صلى الله عليه	رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد
وسلم اذا قام من	رفع یدین کیا، جیسا کہ جزء
الركعتين كبر ورفع	رفع الیدین ص ۱۹ کی دوسری
يديه {جزء رفع الیدین البخاری}	روایت میں صراحت ہے) میں

نے ان سے پوچھا ”یہ آپ کس وجہ سے کرتے ہیں؟“ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا (یہ سنت ہے اور یہی نہیں بلکہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔
رفع یدین کرکے پر طعنہ | امام عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ :-

کنت اصلی الی جنب	میں نعمان بن ثابتؓ کے ہید
النعمان بن ثابتؓ	میں صلوٰۃ ادا کر رہا تھا، میں نے
فرغت یدی فقال	رفع یدین کیا تو انہوں نے فرمایا
انما خشیت ان تطیر	میں ڈرا کہ کہیں تم اُڑ نہ جاؤ۔
فقلت ان لم اطرفی	میں نے کہا کہ جب تک پہلی مرتبہ
اولہ لم اطرفی الثانیۃ	رفع یدین کرنے سے نہیں اُڑا تو
{جزء رفع الیدین ص ۱۹ و بیہقی جزء ۲ ص ۸۲}	دوسری مرتبہ رفع یدین کرنے سے
	کیسے اُڑتا۔

متن حدیث میں الحاق | رفع یدین کے ترک کرانے کی
سازش تکمیل کے مراحل اُسی وقت طے کر سکتی تھی جب اس
کی تائید میں کوئی حدیث بھی ہو۔ لہذا اہل کوفہ نے حدیث کے
متن میں تحریف کی کوشش کی۔ اس چیز کو عملی جامہ پہنانے کے
لئے ان کی نظریہ یزید بن ابی زیاد پر پڑی جو بڑھاپے کی وجہ سے
ضعف حافظہ کا شکار تھے۔ حضرت سفیان کہتے ہیں:-

حدّ ثنا یزید بن ابی	ہم سے یزید بن ابی زیاد نے
ثریاد بمرکۃ عن	مکہ میں عبدالرحمن اور حضرت
عبدالرحمن بن ابی	برادر کی وساطت سے بیان کیا کہ
لیے عن البراء بن	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عازب قال رأیت	رفع یدین کرتے تھے جبکہ
رسول اللہ صلی اللہ	صلوۃ شروع کرتے، جبکہ
علیہ وسلم اذا افتتح	رکوع کا ارادہ کرتے اور

الصَّلَاةُ رَفَعُ يَدَيْهِ وَإِذَا جب رکوع سے سر اٹھاتے،
 اِسَادَانِ يَرْكَعُ وَإِذَا رَفَعُ پھر میں (ایک مرتبہ) کوفہ گیا
 رَأْسَهُ مِنَ التَّكْوِيعِ فَلَمَّا تو میں نے یزید سے سنا کہ وہ
 قَدِمْتَ الْكُوفَةَ سَمِعْتَهُ اس حدیث کو اس طرح بیان
 يَقُولُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ کرنے لگے کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 الصَّلَاةُ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَفَعُ یَدَیْنِ کرتے جب
 فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ لِقَنُوهُ۔ صَلَاةُ مُشْرَعُ کرتے پھر نہیں
 {رواہ البیہقی ج ۲ ص ۷۷} نوٹاتے تھے میں سمجھ گیا کہ کوفہ

والوں نے ان کو سکھا دیا۔

بلکہ ابتداء میں تو خود یزید نے ”ثُمَّ لَا يَعُوْدُ“ کا انکار کیا
 {دارقطنی} لیکن بار بار تلقین کی گئی تو ان کے ذہن میں یہ لفظ
 جم گیا اور وہ اُس کو بیان کرنے لگے۔
 حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں:-

لما كبر الشيخ لقنوه ثم جب یزید بوٹھے ہو گئے تو لوگوں
 لم يعد فقال ثم لم يعد نے اُن کو "تم لم يعد" سکھا
 وكذلك روى الحفظ دیا تو وہ بھی "تم لم يعد" کہنے
 من سمع من يزيد بن ابي لگے۔ تمام حفاظِ حدیث جنہوں
 زياد قد يما منهم الثوري نے یہ حدیث یزید سے ابتداء میں
 وشعبة وزهير ليس فيه سنی تھی مثلاً ثوری، شعبہ زہیر
 ثم لم يعد {جزء رفع اليدين} ان میں سے کوئی بھی تم لم يعد

بیان نہیں کرتا۔

امام حمیدیؒ فرماتے ہیں :-

يزيد يزيدي {نيل جزمه} يزيدي بڑھا دیتے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں :-

هذا حديث والا وكان یہ متن واہیات ہے۔ یزیدیک

يزيد يحدث به برهة مدت تک یہ حدیث بیان

من دهره لا يقول فيه كرتے رہے لیکن وہ تم لا یعود
 ثم لا یعود فلما لقنوه بیان نہیں کرتے تھے، پھر جب
 یعنی اهل الكوفة تلقن انہیں اہل کوفہ نے سکھا دیا تو
 وكان يذکرها {نیل جڑوہ} وہ سیکھ گئے اور اس کا ذکر کرنے لگے۔

حدیث کا غلط مطلب لانا | متن حدیث میں الحاق
 کرنے سے بھی جب کام نہیں چلا تو کسی صحیح حدیث کو غلط مفہوم
 پہنایا گیا۔ مثلاً

(۱) حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں :-

خرج علينا رسول الله رسول الله عليه وسلم
 صلي الله عليه وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا
 فقال مالي اراكم کیا بات ہے کہ میں تم کو اس
 رافعي ایدیکم کا تھا طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں
 اذ ناب خيل شمس سکنوا گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی

فی الصلوة { صحیح مسلم } دُ میں ہیں صلوة میں کون اختیار کرو
 اس حدیث کا مطلب یہ لیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے صلوة میں رفع یدین سے منع فرمادیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں:-

ولا یحتج بہذا من جس شخص کو علم کا تھوڑا سا بھی

لہ حظ من العلم هذا حصہ ملا ہو وہ اس حدیث سے

معروف مشہور لا اختلاف ترک رفع یدین پر استدلال نہیں کرتا

فیہ { جزع رفع یدین ۱۵ } یہ معروف و مشہور ہے۔ اس میں

کوئی اختلاف نہیں

حدیث بالا کا تعلق سلام کے وقت رفع یدین کرنے سے ہے
 جیسا کہ اگلی روایت میں صراحت ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ
 فرماتے ہیں:-

قلنا السلام علیکم ہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ورحمۃ اللہ السلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے

علیکم ورحمة اللہ وانشاء تھے (تو اس طرح کرتے تھے) پھر
 بید یہ الی جانبین۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے
 {صیح مسلم} دونوں طرف اشارہ کر کے بتایا۔

الغرض اس حدیث میں سلام کے وقت دونوں ہاتھوں
 کو اٹھانے کی ممانعت تھی، لوگوں نے اس کو دوسری طرف
 محمول کر لیا۔

(۲) ترمذی وغیرہ کی ایک حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ
 کا یہ فعل بیان کیا گیا ہے کہ:-

فلما رفع یدیه الامرة انہوں نے ہاتھ نہیں اٹھائے
 قاسداً {ترمذی و ابو داؤد} مگر ایک مرتبہ۔

اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا تھا کہ عبد اللہ بن مسعودؓ
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ شروع کرتے وقت ایک
 مرتبہ رفع یدین کرتے تھے، لیکن مطلب یہ لیا جانے لگا کہ پھر

رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسی لئے امام
ابوداؤد نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا :-

لین ہو بصحیح علی یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ
اللفظ علی هذا المعنی ان معنوں پر صحیح نہیں۔

{ ابوداؤد جلد اول ص ۱۱۶ }

کیونکہ حدیث مذکور کا مفہوم ترک رفع یدین عند الركوع
نہیں تھا اس وجہ سے امام محمدؒ نے اسے اپنے دلائل میں ذکر
نہیں کیا، بلکہ انہوں نے اپنے دلائل میں ایک بھی مرفوع
حدیث پیش نہیں کی (ملاحظہ ہو موطا امام محمدؒ)

مناظرہ وضع کیا گیا جب مذکورہ بالا طریقہ سے کام نکلتا
نظر نہیں آیا تو امام اوزاعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے درمیان
ایک مناظرہ وضع کیا گیا۔

امام اوزاعیؒ نے کہا کیا بات ہے کہ تم لوگ

رکوع سے قبل اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتے“
 امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ”اجل انہ لویصح عن
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ شیء“ (اس لئے
 کہ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی
 حدیث صحیح نہیں)۔

امام اوزاعیؒ نے فرمایا ”کیسے صحیح نہیں، مجھ سے
 امام زہریؒ نے بواسطہ سالم اور عبد اللہ بن عمرؓ فرمایا کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشروع صلوٰۃ میں رکوع سے
 قبل اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے۔“

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ ”مجھ سے حماد نے سلسلہ
 ابراہیم عن علقمہ عن ابن مسعودؓ فرمایا کہ ان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ الا عند
 افتتاح الصلوٰۃ ثم لا یعود (رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے شروع صلوٰۃ
کے، پھر رفع یدین کا اعادہ نہیں کرتے تھے

{کبیری ص ۱۱۶}

مناظرہ کا تجزیہ کے لحاظ متین (۱) امام ابو حنیفہؒ نے

فرمایا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین کی کوئی حدیث
صحیح نہیں۔“ امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کردہ یہ قول کتنا

مضحکہ خیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع یدین کرنے
کی حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم اور مؤطا امام مالک میں صحیح الاسناد

سے مروی ہیں، اسناد حدیث میں تمام کے تمام راوی ائمہ دین
ہیں۔ مثال کے طور پر مؤطا امام مالکؒ میں یہ راوی ہیں:-

امام زہریؒ، امام سالمؒ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔

بتائیے ان میں کونسا راوی ضعیف ہے؟ یہی وہ سند ہے

جو بڑے بڑے ائمہ کے توسط سے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں

منتقل ہو گئی ہے۔

ابوداؤد کی سند میں یہ راوی ہیں:-

امام احمد بن حنبلؒ، امام سفیانؒ، امام زہریؒ، امام سالمؒ،
عبد اللہ بن عمرؒ۔

کیسے کیسے امام عالی شان اس حدیث کی سند میں ہیں۔ اسی
طرح متعدد صحابیوں سے متعدد اسناد بالکل صحیح ہیں۔ موافق
ہی نہیں مخالف بھی ان کی صحت کو تسلیم کرتے آئے ہیں۔ امام
ابو حنیفہؒ کو ضرور یہ حدیثیں پہنچی ہوں گی، ان حدیثوں کے رتات
کرنے والے امام ابو حنیفہؒ کے استاد ہی ہیں۔ یہ تمام خود بھی
رفع یدین کرتے تھے۔ مثلاً

امام مالکؒ، امام عطاء بن ابی رباحؒ، امام اوزاعیؒ، امام
مکحولؒ، امام عمرو بن مرہؒ، امام طاؤسؒ، امام عبد اللہ بن دینارؒ
امام زہریؒ، امام عبید اللہ بن عمرؒ، امام سالمؒ، امام محاربؒ

امام قتادہؒ، امام شعبہؒ، امام عاصمؒ، امام عبدالرحمن الاعرجؒ وغیرہ
 یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان ائمہ دین کی شاگردی کے باوجود
 امام ابو حنیفہؒ کو رفع یدین کی حدیث کا علم نہ ہو سکا۔ کیا ان ائمہ
 نے رفع یدین کی حدیث کو چھپا لیا، اپنے شاگرد کو یہ حدیث
 نہیں پڑھائی؟

امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ کی طرف نظر ڈالئے تو وہ بھی رفع
 یدین کی حدیث کے راوی ہیں۔ مثلاً امام محمدؒ، امام عافیہؒ،
 امام وکیعؒ، امام فضل بن دکینؒ، امام ابراہیم بن طہمانؒ وغیرہ۔
 یہ سب رفع یدین کی حدیث کے راوی ہیں لیکن حیرت کا مقام ہے کہ انہوں نے
 امام ابو حنیفہؒ سے رفع یدین یا عدم رفع یدین کی کوئی حدیث روایت نہیں
 کی۔ پھر یحییٰ بن سعید القطانؒ، امام عبداللہ بن مبارکؒ، امام
 عبدالرزاق بھی امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں اور یہ لوگ بھی
 رفع یدین کی حدیث کے راوی ہیں اور رفع یدین کے عامل

بھی۔ پھر ان شاگردوں کے شاگرد بھی بڑے بڑے ائمہ دین ہیں، وہ بھی تقریباً سب کے سب رفع یدین کے ناقل اور عامل ہیں۔ غرض کہ امام ابو حنیفہؒ کے اوپر اور نیچے کے تمام محدثین رفع یدین کرتے تھے۔ صرف ایک امام ابو حنیفہؒ بیچ میں رہ جاتے ہیں۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ یہ قول کہ ”رفع یدین کی کوئی حدیث صحیح نہیں“ امام ابو حنیفہؒ کی طرف غلط منسوب ہے۔ (۲) اگر فرض کر لیا جائے کہ امام ابو حنیفہؒ کا یہ دعویٰ صحیح تھا کہ رفع یدین کی کوئی حدیث صحیح نہیں تو پھر جب امام اوزاعیؒ نے مع سند کے حدیث بیان کی تو اپنے دعویٰ کے مُطابق اس حدیث کی سند کو ضعیف ثابت کرنا چاہیے تھا لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا، گویا صحت کے قائل ہو گئے۔

(۳) امام ابو حنیفہؒ نے ایک صحیح حدیث کے مقابلہ میں دوسری صحیح حدیث پیش کر دی۔ یہ صورت بھی مناسب نہیں

یہ تو حدیثوں میں ٹکراؤ پیدا کرنا ہے۔ اگر دونوں صحیح ہیں تو دونوں کو ماننا ہے۔ پھر طرفہ یہ کہ امام ابو حنیفہؒ کی بیان کردہ حدیث میں صراحت کے ساتھ رکوع کے وقت فحیدین نہ کر نیکیا کوئی ذکر ہی نہیں۔ مناظرہ کا تجزیہ لمحاظ سند | اس مناظرہ کی سند میں تین کذاب راوی ہیں:-

۱۔ سلیمان شاذ کونی، جس کے متعلق امام ابن حبان کہتے ہیں:-

یکذب یضع الحدیث سلیمان جھوٹ بولتا تھا اور

{التحقیق الراخ ص ۱۷۵} حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

۲۔ حارثی، یہ بھی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

۳۔ محمد بن ابراہیم رازی دجال تھا۔ حدیثیں بناتا تھا۔

{حیات ابو حنیفہؒ مؤلف ابو زہرہ کا حاشیہ ص ۲۲۹}

اس مناظرہ کے تین راوی حدیثیں گھڑنے والے ہیں۔

الغرض یہ مناظرہ سدا اور متنا دونوں طرح باطل اور جھوٹ

ہے اور محض رفع یدین کی دشمنی میں بنایا گیا ہے۔

ظن و تخمین سے رفع یدین کا انکار | جو لوگ رفع یدین

کے قابل نہیں تھے انہوں نے ظن و تخمین کی بنیاد پر رفع یدین کی

صحیح حدیث کو تسلیم نہیں کیا۔ مثلاً جب ابراہیم نخعی کے سامنے

حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت کردہ رفع یدین کی حدیث کا ذکر

آیا تو کہنے لگے وائلؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا

ہوگا۔ عبداللہ (بن مسعودؓ) نے پچائش مرتبہ رفع یدین نہ کرتے

ہوئے دیکھا ہے۔ {طحاوی}

تجزیہ | ابراہیم نخعی کا یہ کہنا کہ ابن مسعودؓ نے پچائش مرتبہ رفع یدین

نہ کرتے ہوئے دیکھا محض دعویٰ ہے، کسی حدیث میں ایسے لفظ نہیں

ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:-

”یہ ابراہیم نخعی کا محض ظن ہے کہ وائلؓ نے ایک

مرتبہ رفع یدین کرتے دیکھا، حالانکہ وائلؓ نے خود بیان

کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو کئی مرتبہ رفع یدین کرتے دیکھا اور وائیل ان گمانوں کے محتاج نہیں اس لئے کہ ان کا معائنہ و مشاہدہ دوسرے کے گمان سے بہت بہتر ہے۔

{جزء رفع الیدین ص ۲۳}

رفع یدین کے خلاف حدیثیں گھڑی گئیں | دشمنانِ

اسلام جو صلوٰۃ کی ہدیئتِ مسنونہ کے بگاڑنے میں سر توڑ کوشش کر رہے تھے، انہوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ حدیث کے متن میں تحریف کی کوشش کی، صحیح حدیث کو بے محل پیش کیا، مناظرہ گھڑا، بلکہ انہوں نے یہ بھی کیا کہ رفع یدین کے خلاف بہت سی حدیثیں گھڑیں۔ مثلاً:

۱۔ منافقین آستینوں اور بغلوں میں بُت رکھ کر لاتے تھے، بتوں کو گرانے کے لئے رفع یدین کیا گیا، بعد میں چھوڑ دیا گیا۔

اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں، البتہ خبلا کی زبانوں پر گھومتی رہتی ہے۔

۲۔ نہایہ کے مصنف نے تین حدیثیں اپنی کتاب میں نقل کیں۔ (الف) حضرت ابن زبیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تھا، بعد میں چھوڑ دیا۔

(ب) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین ترک کر دیا۔

(ج) ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے، ہم نے بھی اٹھائے۔ آپ نے ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا ہم نے بھی چھوڑ دیا۔

یہ تینوں روایتیں موضوع اور بے سند ہیں۔

۳۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ صحابی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

یہ بھی موضوع ہے۔ مولوی عبدالحئی صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں ”لاعبادۃ بهذا الاثر ما لم یوجد سنداً“ یعنی اس اثر کا کوئی اعتبار نہیں جب تک اس کی سند نہ ملے {التعلیق المجدد} ۴۔ مجاہدؒ کہتے ہیں میں ابن عمرؓ کے ساتھ دس سال رہا، لیکن میں نے اُن کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ یہ روایت بھی بے سند اور جھوٹی ہے۔

۵۔ عباد بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ {بیہقی}

اول تو یہ روایت مرسل ہے، مزید برآں اس کی سند میں تین راوی ضعیف ہیں۔ حفص بن غیاث کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ محمد بن ابی سحیبی متکلم فیہ ہے اور محمد بن اسحق بن ابراہیم بن محمد بن عکاشہ حدیثیں بناتا تھا {تسیل القاری} الغرض یہ حدیث ابن عکاشہ کی وضع کردہ ہے۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے
 {بیہقی} امام بیہقی نے امام حاکم کا قول نقل کیا ہے کہ ”یہ حدیث
 بناوٹی ہے۔“

۷۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم و ابو بکرؓ و عمرؓ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھی، یہ لوگ ہاتھ نہیں اٹھاتے
 تھے مگر شروع صلوٰۃ میں۔“ {بیہقی وغیرہ}

اس حدیث کو امام احمدؒ، امام ابن جوزیؒ، امام ابن تیمیہؒ
 اور امام شوکانیؒ نے موضوع کہا ہے۔ {تہذیب القاری الفوائد المجمعۃ}
 ۸۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیچھے، ابو بکرؓ و عمرؓ کے پیچھے ۱۲ سال اور علیؓ کے پیچھے کوفہ میں
 پانچ سال صلوٰۃ ادا کی، یہ لوگ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔“

یہ حدیث بھی گھڑی ہوئی ہے۔ اس حدیث کا ایک راوی
 اصبع بن خلیل ہے، یہ مالکی مذہب کا مفتی تھا، حدیث کے علم

سے کوراء، علم حدیث اور اصحاب حدیث کا دشمن تھا۔ اُس نے مالکی مذہب کی تائید میں یہ حدیث بنائی۔ حضرت ابن مسعودؓ کا انتقال حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہو گیا تھا، لہذا ان کا یہ کہنا کہ میں نے کوفہ میں علیؓ کے پیچھے پانچ سال تک صلوٰۃ ادا کی کس قدر مضحکہ خیز ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصبح علم تاریخ سے بھی نا بلد تھا ورنہ حدیث بناتے وقت ایسی فاحش غلطی نہ کرتا {تذکرۃ الموضوعات ص ۲۹}

۹۔ ترک رفع کی حدیثیں بناتے بناتے بعض دشمنان اسلام کو یہاں تک سوجھی کہ ایسی حدیثیں بنانے لگے کہ شخص رفع یدین کر یگا اُس کی صلوٰۃ نہ ہوگی۔ اس قسم کی ایک روایت محمد بن عکاشہ نے حضرت انسؓ کے حوالہ سے بنائی اور ایک روایت مامون بن احمد سلمی نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالہ سے بنائی۔ دونوں جھوٹی ہیں۔ {تسہیل القاری شرح صحیح بخاری}

رفع یدین کرنے پر مارپیٹ | صلوٰۃ کی ہیئتِ مسنونہ

خصوصاً رفع یدین کے خلاف جو سازش کی گئی وہ عدم تشدد تک ہی محدود نہ رہی۔ دھوکا، فریبے بھی جب لوگوں نے رفع یدین نہیں چھوڑا تو رفع یدین کرنے پر زور کو بکریا جانے لگا۔ مثلاً ایک شخص نے اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر کوڑوں سے مارا۔ ایک دن وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ سے ملاقات کرنے آیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ سے جب اجازت طلب کی گئی تو فرمایا:-

رہو، الذی جلد اسخا لا فی یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے بھائی کو
ان رفع یدیا۔ رفع یدین کرنے پر کوڑے مارے تھے۔
پھر فرمایا:-

ان کنا لنؤدب ہم اڑکے تھے، مدینہ منورہ میں
علیہ ونحن غلمان رہا کرتے تھے، رفع یدین کرنے

فی المدینۃ۔ کیلئے ہمیں تادیب کی جاتی تھی۔

فلم یاذن لہ۔ {جزر رفع پھر حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ

الیدین ص ۹۰ سندہ حسن} نے اُسے اجازت نہیں دی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق ہے کہ:-

کان اذا رأى رجلاً لا وہ جب کسی کو دیکھتے کہ رکوع

یرفع یدیه اذا رکع واذا سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع

رفع رماہ بالحصے۔ یدین نہیں کرتا تو اُس کو

{جزر رفع الیدین للام البخاری ص ۹۰ سندہ حسن} کنکریاں ملنے لگتی تھیں۔

ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ صحابہؓ اور اکابر تابعین کے دور

میں مدینہ منورہ میں بچوں کو رفع یدین بڑے اہتمام سے سکھایا جاتا

تھا، اور اس کے ترک پر تنبیہ کی جاتی تھی۔ لیکن ایک زمانہ

وہ بھی آیا کہ رفع یدین کرنے پر مارا جانے لگا۔ اس کی ابتداء

دشمنان اسلام نے کی۔ نتیجہً فرقہ بندی پیدا ہوئی، پھر فرقہ

پرستوں نے نہ صرف یہ کہ حدیثیں گھڑیں بلکہ رفع یدین کرنے والوں کو سزا بھی دینے لگے۔ مثلاً

۱۔ مالکیوں سے پوچھا گیا کہ تم لوگ رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اپنے کوزد کو بے بچانے کیلئے۔

احکام الاحکام شرح عمدة الاحکام للعلامة ابن قتیبة العیاض

۲۔ ایک شخص نے اپنے مذہب سے علیحدہ ہو کر رفع یدین کرنا شروع کیا۔ شیخ ابو حفص نے بادشاہ سے شکایت کی۔ بادشاہ نے جلاؤ کو حکم دیا کہ اس کو سر بازار کوٹے ملے جائیں۔ سزا کے ڈر سے اُس نے رفع یدین ترک کر دیا۔ (الارشاد حصہ اول ص ۸۴)

حکیم ابوبھی محمد صاحب ہجیان پوری بحوالہ فتاویٰ حمادیہ تاتار خانیا

الغرض اس قسم کے بہت سے واقعات پیش آئے، ماضی قریب میں بھی اسی روایت کو دہرایا گیا۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ بھی اس کی گواہ ہے۔

خلاصہ | دشمنانِ اسلام اور ان کے جانشین متعصب
فرقہ پرستوں نے رفعِ یدین کے خلاف جو سازشیں کیں اُن کا
خلاصہ یہ ہے:-

- (۱) صحیح حدیثوں کو بے موقع و بے محل استعمال کیا گیا۔
- (۲) عدم ذکر کو ذکر پر ترجیح دی گئی۔
- (۳) متنِ حدیث میں تحریف کی گئی۔
- (۴) رفعِ یدین کے خلاف حدیثیں بنائی گئیں، مناظرہ
گھڑا گیا۔
- (۵) بعض اچھے لوگ بھی اس سے متاثر ہو کر رفعِ یدین کا
مذاق اڑانے لگے، ظن و تخمین سے مستند حدیثوں کو
مسترد کرنے لگے۔
- (۶) رفعِ یدین کرنے پر زور کو بکریا گیا اور زبردستی
ترک کروایا گیا۔

ماضی قریب موجودہ زمانہ میں رفع یدین چھوڑنے کا خوشنما ہونا

ماضی قریب میں جہاد کی ایک تحریک جاری ہوئی۔ تحریک نے کافی ترقی اور کامیابی حاصل کی۔ لیکن آخر میں ایک خوشنما و سوسہ دل میں آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رفع یدین سے عام لوگ متنفر ہو کر ہمارا ساتھ چھوڑ دیں اور تحریک جہاد اور تبلیغ توحید ختم ہو جائے۔ توحید، جہاد اور انعقادِ خلافت یقیناً سنت سے زیادہ اہم چیزیں ہیں۔ لہذا رفع یدین چھوڑ دیا گیا۔ پھر کیا ہوا، یہ سب کو معلوم ہے۔ کامیابی، ناکامی سے بدل گئی۔ ترکِ سنت کے وبال نے تحریک کا خاتمہ کر دیا۔

موجودہ زمانہ میں بھی بعض تحریکیں توحید کی بنیاد پر چل رہی ہیں، اور اسی خوشنما و سوسہ نے رفع یدین کی سنت سے ان

لوگوں کو محروم کر دیا ہے۔

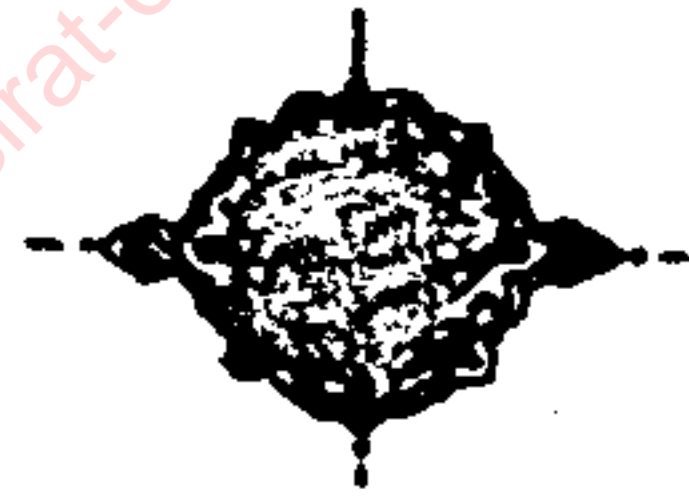
بعض لوگوں کے دلوں میں ایک اور خوشنما وسوسہ بھی آتا ہے۔
 ہو سکتا ہے بعض لوگ اسے اپنی کمزوری چھپانے کا ذریعہ بھی
 سمجھتے ہوں۔ وہ وسوسہ یہ ہے کہ کیونکہ بعض صحیح حدیثوں میں
 صرف ایک مرتبہ کے رفع یدین کا ذکر ہے لہذا وہ لوگ اسے ترکِ رفع
 کا ثبوت سمجھتے ہیں اور پھر یہ خیال قائم کر لیتے ہیں کہ اس کا ترک
 بھی جائز ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ عدم ذکر سے عدم شے لازم
 نہیں آتا اور نہ بہت سی صحیح حدیثیں ایسی ہیں جن میں ایک مرتبہ کے
 رفع یدین کا بھی ذکر نہیں۔ مثلاً صحیح بخاری و صحیح مسلم کی مشفق علیہ
 حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ناواقف
 کو صلوٰۃ کا طریقہ بتایا تو اس میں نہ شروع کے رفع یدین کا ذکر کیا
 نہ ہاتھ باندھنے کا، تو کیا اس حدیث کی رو سے شروع کے رفع یدین
 کا ترک بھی جائز ہے، کیا ہاتھ چھوڑ کر صلوٰۃ پڑھنا بھی جائز ہے؟

ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ان چیزوں کو سنت سمجھتے ہیں اور ترک سنت کو جائز سمجھتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں ان چیزوں کو بھی چھوڑا جاسکتا ہے لیکن تعجب ہے تو یہ کہ آج تک کسی نے ایسا کیا نہیں۔ ترک سنت کے جواز کا نزلہ صرف رفع یدین عند الرکوع پر ہی گرتا ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ کمزوری کی علامت نہیں، جس چیز میں لوگوں کی مخالفت کا ڈر نہیں اُسے کر لیا اور جس چیز میں لوگوں کی مخالفت کا ڈر ہے اُسے چھوڑ دیا۔ صحیح بخاری ابوداؤد وغیرہ میں حضرت ابو حمید ساعدی کی بیان کردہ ایک بہت طویل حدیث ہے لیکن ہاتھ باندھنے کا ذکر اس میں بھی نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے اس حدیث کی تصدیق کی تو کیا اب ہم یہ فیصلہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ہاتھ چھوڑ کر صلوٰۃ پڑھنا جائز ہے۔ اگر ناجائز ہوتا تو صحابہ کرامؓ تصدیق کیسے کرتے۔ حالانکہ اس حدیث

میں بھی اتفاقاً اس کا ذکر کسی وجہ سے رہ گیا ہے۔ اسے عدم ذکر کہیں گے اور عدم ذکر سے عدم شے ثابت نہیں ہوگا لہذا ہاتھ چھوڑ کر صلوٰۃ پڑھنا کسی صورت میں بھی جائز نہ ہوگا۔

حضرت مطروفؒ کہتے ہیں کہ میں نے اور حضرت عمرانؒ نے حضرت علیؑ کے پیچھے صلوٰۃ پڑھی۔ وہ جب سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے، جب سر اٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے، اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے۔ جب انہوں نے صلوٰۃ ختم کی تو حضرت عمرانؒ نے فرمایا ”انہوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کے مطابق صلوٰۃ پڑھائی“ {صحیح بخاری باب تمام التکبیر فی السجود} اس حدیث میں تین یا چار رکعت کی صلوٰۃ میں صرف تین جگہ اللہ اکبر کہنے کا ذکر ہے تو کیا باقی مواقع پر اللہ اکبر نہ کہا جائے تو جائز ہے؟ نہیں، یہ نتیجہ صحیح نہیں۔ یہاں بھی عدم ذکر ہے۔ لہذا ترک تکبیر کا کوئی ثبوت نہیں۔

الغرض رفع یدین مختلف بہانوں سے چھوڑا گیا۔ کبھی اس
کے کرنے والے اکثریت میں تھے، اب نہ کرنے والے اکثریت
میں ہیں۔ لیکن اکثریت ان ہی کی قابلِ اتباع ہے جن کی طرف
والذین اتبعوہم باحسان میں اشارہ ہے۔



⑬ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑنا یا ہاتھ باندھنا

رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں یہ روایت پیش کی جاتی ہے۔ حضرت وائِلؓ فرماتے ہیں :-

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا كَانَ قَائِمًا فِي
الصَّلَاةِ قَبَضَ بِيَمِينِهِ
عَلَى شِمَالِهِ (نسائی باب وضع
اليمين على الشمال في الصلوة جزا اول)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز
میں کھڑے ہوتے تو سیدھے
ہاتھ سے لے لے ہاتھ کو پکڑ لیا
کرتے تھے۔

رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے والے کہتے ہیں کہ رکوع کے بعد کھڑا ہونا بھی قیام ہے لہذا اس قیام میں بھی ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

جوابات | اس دعوے کا جواب کئی طرح سے دیا جاسکتا

ہے :-

پہلا جواب | ان لوگوں کا دعویٰ خاص ہے اور دلیل جو یہ پیش کر رہے ہیں عام ہے لہذا اس سے حجت قائم نہیں ہوگی۔ انہیں چاہیے کہ کوئی ایسی صریح حدیث پیش کریں جس میں رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد ہاتھ باندھنے کا ذکر ہو۔ دعویٰ خاص کے لئے دلیل بھی خاص چاہیے۔

دوسرا جواب | یہ تو صحیح ہے کہ لغوی اعتبار سے رکوع کے بعد کھڑا ہونا قیام ہے لیکن شرعی اصطلاح میں رکوع کے بعد کھڑا ہونا قیام نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل روایت اس

کی تائید کرتی ہے۔ حضرت برائے فرماتے ہیں :-

كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى قِيَامٌ أَوْ قُعُودٌ كَوَجْهُ رُسُولِ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
 سُجُودُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ آيَةُ السَّجْدَةِ
 وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَيْدَرِيَانِ (بِطَهْنَا) أَوْ رَجَبِ
 مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا آيَةَ السَّجْدَةِ
 الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا
 مِّنَ السَّوَاءِ دَرَجَتَيْنِ بَخَارِي كِتَابِ

الصلوة باب استواء الظهر في الركوع جزء

ادل من۲

اس روایت میں حضرت برائے نے قیام کا علیحدہ ذکر کیا اور رکوع سے سر اٹھانے کا علیحدہ ذکر کیا۔ رکوع سے سر اٹھانے کو قیام نہیں کہا لہذا ثابت ہوا کہ قیام اور رکوع

سے سہراٹھلانے میں فرق ہے۔ قیام میں ہاتھ باندھنے کی دلیل سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے پر استدلال صحیح نہیں۔

تیسرا جواب | اس حدیث کے روایت کرنے والے

حضرت وائلؓ ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے متکلم کے منشاء کو متکلم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا لہذا حضرت وائلؓ اپنی روایت کردہ حدیث کا جو مطلب بتائیں گے وہی صحیح ہوگا، باقی مطالب غلط ہوں گے۔

حضرت وائلؓ فرماتے ہیں :-

اَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ	وسلم کو دیکھا کہ (جب) آپ صلوٰۃ
حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ	میں داخل ہوئے تو دونوں ہاتھ
كَبَّرَ وَصَفَّ هَمَامٌ	اٹھائے (اور) اللہ اکبر کہا۔ ہمام
حِيَالِ أُذُنَيْهِ شَمَّ	نے بتایا کہ آپ نے دونوں ہاتھوں

التَّحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ
 وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى
 عَلَى الْيُسْرَى فَلَمَّا
 أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ
 يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ
 ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ
 فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ
 اللَّهُ لِمَنْ حَمْدَهُ رَفَعَ
 يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ
 سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ
 (صحیح مسلم باب وضع یدہ الیمنی علی

کو اپنے کانوں کے سامنے کر لیا،
 پھر اپنا کپڑا اوڑھ لیا، پھر آپ
 نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ
 پر رکھ لیا پھر جب رکوع کا ارادہ
 کیا تو ہاتھوں کو کپڑے سے
 باہر نکالا، پھر ان دونوں کو
 اٹھایا، پھر اللہ اکبر کہا، پھر
 رکوع کیا، پھر جب سمیع اللہ
 لِمَنْ حَمْدَهُ کہا تو (پھر) دونوں
 ہاتھوں کو اٹھایا، پھر جب
 سجدہ کیا تو دونوں ہتھیلیوں

کے درمیان سجدہ کیا۔

اليسرى جز اول ص ۱۱۱

اس حدیث میں حضرت وائلؓ نے خود بتا دیا کہ انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قیام میں ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا تھا۔ نسائی کی مندرجہ بالا حدیث مجمل ہے اور صحیح مسلم کی یہ حدیث مفصل ہے گویا یہ حدیث نسائی کی حدیث کی تشریح کرتی ہے، حضرت وائلؓ کا جو منشاء تھا اس حدیث میں اس کی وضاحت انہوں نے خود کر دی۔ حضرت وائلؓ کی اس صراحت کے بعد ان کے الفاظ کے ایسے معنی کرنا جو ان کی منشاء کے خلاف ہے بہت بڑی زیادتی ہے۔

(نوٹ :- اس حدیث میں حضرت وائلؓ سے روایت کرنے والے

ان کے بیٹے علقمہ اور ان کے آزاد کردہ غلام ہیں)۔

اس مضمون کی دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں حضرت

وائلؓ فرماتے ہیں :-

قُلْتُ لَا نُنْظَرُ إِلَىٰ مِثْلِهِ فِي رَسُولِ اللَّهِ

صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي
 فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَقَامَ فَكَبَّرَ
 وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَازَتْهَا
 بِأُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ
 الْيُمْنَى عَلَى كِفِّهِ الْيُسْرَى
 وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ
 فَلَمَّا ارَادَ أَنْ يَرْكَعَ
 رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا
 قَالَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى
 رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ
 رَأْسَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا
 ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفِّهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کو
 دیکھوں گا کہ آپ کس طرح صلوٰۃ
 ادا کرتے ہیں۔ الغرض میں نے
 آپ کو دیکھا، آپ کھڑے ہوئے
 اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھ اٹھا
 یہاں تک کہ ہاتھ کانوں کے
 سامنے آگئے، پھر سیدھا ہاتھ
 الٹے ہاتھ کی متھیلی، پہونچے
 اور کلائی پر رکھ لیا، پھر جب
 رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو ہاتھوں
 کو اسی طرح اٹھایا، (پھر رکوع
 کیا) اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ
 لیا، پھر جب رکوع سے سر اٹھایا

بِعِذَاءِ اُذُنِيهِ ثُمَّ قَعَدَ تو اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھائے
 (نسائی باب موضع الیمین پھر سجدہ کیا اور اپنی ہتھیلیوں
 من الشمال فی الصلوة جزا اول صلہ) کو کانوں کے محاذ میں رکھا، پھر
 آپ بیٹھ گئے..... الخ

نوٹ :- اس حدیث کو حضرت وائلؓ سے روایت کرنے والے
 کلب ہیں اور اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

ابوداؤد میں حضرت وائلؓ کے الفاظ یہ ہیں :-

قُلْتُ لَا نَظَرَنَّ إِلَى صَلَاةِ میں نے کہا میں ضرور رسول اللہ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کو دیکھوں
 وَسَلَّمْ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ گا کہ آپ کس طرح صلوٰۃ ادا فرماتے
 فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ ہیں، (میں نے دیکھا) رسول اللہ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْبَلَ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے
 الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا، پھر

حَتَّىٰ حَازَتْهَا أَذْنِيهِ ثُمَّ
 أَخَذَهَا بِيَمِينِهِ فَلَمَّا
 أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا
 مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ
 عَلَىٰ رُكْبَتَيْهِ قَالَ فَلَمَّا
 رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ
 رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا
 سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَهُ بِذَلِكَ
 الْمَنْزِلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
 ثُمَّ جَلَسَ فَأَفْتَرَشَ رِجْلَهُ
 الْيُسْرَىٰ وَوَضَعَ يَدَهُ
 الْيُسْرَىٰ عَلَىٰ فَخِذِهِ
 الْيُسْرَىٰ وَحَدَّ مِرْفَقَهُ

اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھوں
 کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ کانوں
 کے سامنے آگئے، پھر آپ نے اپنے
 سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ کو کھینچ
 لیا، پھر جب رکوع کرنے کا ارادہ
 کیا تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح
 اٹھایا، پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے
 گھٹنوں پر رکھ لئے، پھر جب رکوع
 سے سر اٹھایا تو ہاتھوں کو اسی
 طرح اٹھایا، پھر جب سجدہ کیا تو
 اپنے سر کو ہاتھوں کے درمیان
 اسی جگہ رکھا (یعنی کانوں کو
 ہتھیلیوں کے سامنے رکھا)، پھر

الْأَيْمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَىٰ
آپ بیٹھ گئے اور اٹے پیر کو بچھایا

وَقَبْضَ ثَنْتَيْنِ وَحَلَقَ
پھر آپ نے اٹے ہاتھ کو اٹھی ان

حَلَقَةً..... (ابوداؤد)
پر رکھا اور اپنی سیدھی کہنی کو سیدھی

باب تفریح افتتح الصلوة جزء اول
ران پر تان لیا، پھر دو انگلیوں کو

صَلَّٰ) وَفِي رِوَايَةٍ ثَمَّ
بند کر لیا اور (زیچ کی انگلی اور انگوٹھے

وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَىٰ عَلَىٰ
کا) حلقہ بنایا۔ ابوداؤد و طیا سی

فَخِذِهِ الْيُمْنَىٰ
کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ

(ابوداؤد و الطیا سی ص ۱۳۷) سندہ صحیح
آپ نے اپنی سیدھی ہتھیلی پر

سیدھی ران پر رکھ لیا۔

مندرجہ بالا حدیث میں خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں۔

حضرت وائیلؒ نے کس صراحت کے ساتھ ہاتھوں کے باندھنے

کے مقام کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ہر رکن میں ہاتھوں کی

جگہ بتائی۔ رکوع سے پہلے ہاتھوں کی جگہ بتائی، رکوع میں

ہاتھوں کی جگہ بتائی، سجدہ میں ہاتھوں کی جگہ بتائی، جلسہ میں ہاتھوں کی جگہ بتائی لیکن رکوع کے بعد کی حالت میں ہاتھوں کی جگہ نہیں بتائی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد ہاتھ نہیں باندھتے تھے۔

ایک اعتراض | اس حدیث میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے

کا ذکر نہیں ہے اور عدم ذکر سے عدم شے ثابت نہیں ہوتا لہذا اس حدیث میں ہاتھ چھوڑنے کی کوئی دلیل نہیں۔

اعتراض کا جواب | اگر کسی حدیث میں رکوع کے بعد

ہاتھ باندھنے کی صراحت ہوتی تو پھر یقیناً عدم ذکر سے عدم شے ثابت نہیں ہوتا لیکن کسی بھی حدیث میں رکوع کے بعد باندھنے کی صراحت نہیں لہذا ایسی صورت میں عدم ذکر عدم شے کو مستلزم ہے۔

خلاصہ | الغرض حضرت واکلؓ نے خود بتا دیا کہ انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع سے پہلے ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے کسی بھی حدیث میں یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع کے بعد ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا۔ حضرت وائلؓ نے ہر رکن میں ہاتھوں کی جگہ بتائی اور صراحت کے ساتھ بتائی لیکن نہیں بتائی تو رکوع کے بعد کی حالت میں ہاتھوں کی جگہ نہیں بتائی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت وائلؓ کی مجمل روایت سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے پر استدلال صحیح نہیں۔

رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے والوں | ہاتھ باندھنے
 سے ایک فیصلہ کن سوال | والوں کا کہنا
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد ہاتھ باندھتے
 تھے۔ ہم اسے تسلیم کئے لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ باندھتے تھے تو صحابہ کرام بھی ہاتھ باندھتے ہوں گے، پھر تابعین بھی ہاتھ باندھتے ہوں گے اور اسی طرح یہ سلسلہ آگے چلتا رہا ہوگا۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ ہمیں وہ موڑ بتایا جائے جس موڑ پر پیچ کر لوگوں نے ہاتھ باندھنے کے فعل کو یکسخت چھوڑ دیا، کسی ایک نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی، نہ محدثین نے اس سلسلہ میں کوئی جزر تالیف کیا اور نہ اپنی کتابوں میں اس مضمون پر باب باندھے۔ ہر سنت جب چھوڑی گئی اس کے خلاف آواز اٹھی، اختلاف ہوا، لیکن یہ کیسی سنت تھی کہ سب نے اسے چھوڑ دیا اور کسی ایک نے بھی اس ترک سنت کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ ایک متواتر سنت کو چھوڑ کر خلاف سنت عمل شروع کر دیا۔

سنت کی جگہ بدعت نے لے لی اور سب خاموش رہے۔

یہ کیسے ممکن ہے؟

خلاصہ | ہم نے جس موڑ کے متعلق سوال کیا ہے ظاہر ہے کہ

ہاتھ باندھنے والوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ باہمی مذاکرہ میں وہ اس سوال کا

جواب نہیں دے سکے، لہذا یہ کہنا صحیح ہے کہ رکوع کے بعد

کبھی ہاتھ باندھے ہی نہیں گئے، ہمیشہ ہاتھ چھوڑے گئے

اور یہی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے

قرن بعد قرن اور نسلاً بعد نسل تسلسل اور تواتر کے ساتھ

منتقل ہوتا رہا اور آج اُسی تواتر عملی پر ہمارا عمل ہے۔

جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عملاً متواتر چلا

آ رہا ہو اس پر آ بانی تقلید کا طعن اہل علم کے شایانِ شان

نہیں۔ آ بانی تقلید میں وہ عمل گمراہی ہوتا ہے جس کا سلسلہ

کسی نبی تک نہ پہنچتا ہو۔ مزید برآں ہاتھ چھوڑنے کا عمل

پوری اُمت کا متواتر عمل ہے، اس کو آبائی تقلید سے دو کا بھی واسطہ نہیں۔

کو نسا عملی تواتر حجت نہیں اور کسی عمل کا تواتر اُس کو نسا عملی تواتر حجت ہے

نہیں ہوگا جب وہ عمل احادیث اور آثار صحابہ کے خلاف ہو اس لئے کہ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں کسی عمل کا نہ ہونا اس کے تواتر کے منافی ہے۔ جب ابتداء ہی میں عمل نہ ہو تو تواتر باقی ہی نہیں رہے گا لیکن اگر کوئی عمل متواتر چلا آ رہا ہو اور عہد رسالت یا عہد صحابہ میں اس کے ٹوٹنے کا مطلقاً ثبوت نہ ہو تو وہ عمل حجت ہوگا۔

حجت قاطعہ | مندرجہ ذیل حدیث میں واضح طور پر ہاتھ گرانے کا ذکر ہے:

ثُمَّ يَمْكُتُ قَائِمًا حَتَّى يَقَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَهْبِطُ سَاجِدًا

(مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ عن ابی کرتے۔ (حتیٰ کے معنی کے لئے امام راغب کی کتاب مفردات القرآن اور مشور لغت محیط المحيط حیدر سندہ صحیح۔ جزء اول ص ۲۲۵)

رکوع میں ملنے سے رکعت شمار نہ کرنا

یہ چیز تو متفق علیہ ہے کہ صلوٰۃ میں قیام اور قرأت فرض ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت شمار ہوگی یا نہیں۔

رکوع میں ملنے والے کو نہ قیام ملتا ہے اور نہ قرأت، گویا اُس رکعت میں اس کے دو فرض چھوٹ جلتے ہیں۔ رکعت ناقص رہ جاتی ہے لہذا اس رکعت کا نہ ہونا بالکل ظاہر ہے البتہ اگر ایسی کوئی حدیث مل جائے جس میں یہ ہو کہ رکوع میں ملنے سے رکعت مل جاتی ہے تو پھر سب کو اس کا قائل ہونا پڑے گا لیکن ایسی کوئی صریح، صحیح مرفوع حدیث موجود نہیں، جو حدیثیں اس سلسلہ میں پیش کی جاتی ہیں انہیں ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں اور

ان پر جو کلام کیا گیا ہے اسے بھی تحریر کر رہے ہیں :-

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً جَسَ نَصَلُوةً مِّنْ الصَّلَاةِ فَقَدْ رَكَعَتْ يَالِي قَبْلِ اس كَے كہ امام اپنی پیٹھ سیدھی کرے تو اس یَقِیْمَ الْإِمَامُ صَلَّیْہُ نَے صَلَاةً كُو پَالِیَا۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی یحییٰ بن حمید ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں :-

اما یحییٰ بن حمید فمجهول لا یعمد علی حدیثہ یحییٰ بن حمید مجہول ہے، اس کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔

(جزء القراءة ص ۵)

امام بخاریؒ نے اس حدیث کی متعدد اسناد بیان کر کے ثابت کیا ہے کہ اس حدیث کا متن دراصل یہ ہے:-

مَنْ أَذْرَكَ مِنَ
الصَّلَاةِ رَكْعَةً وَاحِدَةً
فَقَدْ أَذْرَكَهَا.
جس نے صلوٰۃ میں سے ایک
رکعت پالی تو اس نے صلوٰۃ
پالی۔

(جزء القراءة ص ۵)

کیونکہ حدیث زیر بحث کا ایک راوی مجہول ہے، اس نے حدیث کی روایت میں ثقہ لوگوں کی مخالفت کی ہے، متن کو بدل دیا ہے لہذا یہ حدیث قابل حجت نہیں۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ
وَنَحْنُ سَجُودٌ فَاسْجُدُوا
جب تم صلوٰۃ کے لئے آؤ اور ہم
سجدہ کر رہے ہوں تو سجدہ کرو

وَلَا تَعُدُّ وَهَاشِيئًا وَ اور اُسے کچھ بھی شمار نہ کر اور
فِي رِوَايَةٍ وَمَنْ أَدْرَكَ جس نے رکعت پائی اس نے
رُكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَ نماز پائی۔
الصَّلَاةُ

اس حدیث کی سند میں ایک راوی یحییٰ بن سلیمان ہے۔
امام بخاری فرماتے ہیں :-
يَحْيَىٰ هَذَا مُنْكَرُ الْحَدِيثِ یحییٰ منکر الحدیث ہے۔
(جزء القراءة ص ۵۶)

آگے لکھتے ہیں :-

وَلَا يَقُومُ بِهِ الْحُجَّةُ اس سے حجت قائم نہیں ہوتی۔
(جزء القراءة ص ۵۶)

الغرض یہ حدیث بھی ناقابل حجت ہے۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ
الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ
الصَّلَاةَ (صحیح بخاری باب من

ادرک من الصلوة رکعت)

جو لوگ رکوع میں ملنے سے رکعت مانتے ہیں وہ اس
حدیث میں رکعت کے معنی رکوع کرتے ہیں اور صلوة کے
معنی رکعت کرتے ہیں۔ ان کے لحاظ سے حدیث مذکور کا
ترجمہ یہ ہوا :-

”جس نے رکعت میں سے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی“
یہ ترجمہ صحیح نہیں اس لئے کہ اس میں دو لفظوں کے بلا
ضرورت ایسے معنی کئے گئے ہیں جو اصطلاحاً معروف نہیں
لہذا یہ حدیث بھی حجت نہیں۔

انتباہ | مندرجہ بالا تینوں حدیثیں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہیں، اگر یہ حدیثیں اس بات پر دلالت کرتیں کہ رکوع میں ملنے سے رکعت مل جاتی ہے تو حضرت ابو ہریرہؓ بھی اسی کے قائل ہوتے لیکن حضرت ابو ہریرہؓ رکوع میں ملنے سے رکعت شمار کرنے کے قائل نہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں :-

لَا يَجْزِيكَ إِلَّا أَنْ
تُذْرِكَ الْإِمَامَ قَائِمًا
قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ
تمہارے لئے کافی نہیں مگر
یہ کہ تم امام کو اس سے پہلے
کہ وہ رکوع کرے کھڑا ہوانہ

(جزر القراءۃ للبخاری ص ۲۵ و سندہ صحیح) پاؤ۔

۴۔ حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں :-

أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس پہنچے تو رسول اللہ

وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ
 فَذَكَرَ ذِكْرَكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
 زَادَكَ اللَّهُ حِرْصَكَ
 وَلَا تَعُدْ

صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں
 تھے، انہوں نے صف میں شامل
 ہونے سے پہلے رکوع کر دیا، اس
 بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کیا گیا۔ آپ نے
 فرمایا اللہ تمہاری حرص زیادہ کرے،

(صحیح بخاری باب اذا رکع دون الصف) آئندہ ایسا نہ کرنا۔

رکوع میں ملنے سے رکعت شمار کرنے والے اس حدیث
 میں ”وَلَا تَعُدْ“ کو ”وَلَا تُعِدْ“ پڑھتے ہیں، اگر ان
 کی یہ بات صحیح مان لی جائے تو ترجمہ یہ ہوگا :-

”اللہ تمہاری حرص کو زیادہ کرے، نہ لوٹاؤ۔“

یہ ترجمہ خود بتا رہا ہے کہ ”وَلَا تُعِدْ“ صحیح نہیں۔ کتنی
 بے جوڑ عبارت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

منسوب کی جا رہی ہے۔ آخر ”نہ لوٹاؤ“ کہنے کی کیا ضرورت
پیش آئی تھی؟ کیا انہوں نے پوچھا تھا کہ اس صلوٰۃ کو لوٹاؤں
تو اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
”نہیں تمہاری صلوٰۃ ہو گئی (اب) تم (صلوٰۃ) نہ
لوٹاؤ۔“

لیکن ایسی کوئی بات حدیث میں موجود نہیں لہذا ”وَلَا
تُعِدُّ“ کسی حال میں صحیح نہیں۔

پھر اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ انہوں نے رکوع
میں شامل ہو جانے کی وجہ سے اس رکعت کو شمار کیا تھا۔
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے کے بعد
اس رکعت کو ادا نہیں کیا تھا اور جب یہ چیز حدیث میں
نہیں تو یہ حدیث رکوع میں ملنے سے رکعت شمار کرنے کی
دلیل کیسے ہو سکتی ہے۔

پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ پہلی رکعت کے رکوع میں ملے
تھے یا کسی اور رکعت کے رکوع میں ملے تھے۔ اگر کسی اور
رکعت کے رکوع میں ملے تھے تو پھر انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے کے بعد ضرور فوت شدہ
رکعتیں پڑھی ہوں گی، ہو سکتا ہے اسی میں وہ رکعت بھی
شامل ہو جس کے رکوع میں وہ ملے تھے۔

الغرض جن باتوں کی تصریح اس حدیث میں نہیں ہے
محض قیاس سے ان کو کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے۔
حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :-

تمام روایات میں یہ لفظ ”تَعُدُّ“ ہی ہے نہ کہ
”تُعِدُّ“ (فتح الباری جز ۲ ص ۴۱۲)

اس حدیث کی ایک سند میں حضرت ابویکرہؓ کے یہ لفظ

ہیں :-

خَشِيتُ أَنْ تَفُوتَنِي مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ
رُكْعَةً مَعَكَ فَاسْرَعْتُ کے ساتھ میں رکعت نہ پاسکوں
الْمَشْيَ (جزء القراءة ص ۴) لہذا میں تیزی سے چلا۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن مراد اس ہے
امام ابو حاتم فرماتے ہیں :- یہ مجہول ہے (تہذیب التہذیب
لہذا یہ حدیث ضعیف ہے اور ناقابل حجت ہے۔

خلاصہ | ایسی کوئی صحیح حدیث نہیں جس سے یہ ثابت
ہو کہ رکوع میں ملنے سے رکعت مل جاتی ہے۔ رکوع میں
ملنے کی صورت میں قیام اور قرأت دواہم رکن نہیں ملے
لہذا رکعت کیسے ہو سکتی ہے۔

⑮ سجدہ کی تسبیح

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

أَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا سَجْدَينِ فِي دُعَائِي خَيْرٌ
فِي الدُّعَاءِ فَقِيمٌ أَنَّ كُوشِشَ كَرُو، قَرِيبٌ هُوَ
يُسْتَجَابُ لَكُمْ (صحیح مسلم باب کہ تمہاری دعا قبول کی

انھی عن قراءة القرآن فی الركوع والسجود ۱۹۹) جلے۔

حضرت عقبہؓ کہتے ہیں :-

فَلَمَّا نَزَلْتُ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ نے فرمایا اسے سجدوں میں

(رواہ ابوداؤد وابن ماجہ والدارمی و پڑھا کرو۔

سندہ حسن (مرعاۃ بہم) و صحیحہ الحاکم و

وافقہ الذہبی۔ المستدرک، ۱/۱۴۱)

یہ دونوں حدیثیں قوی ہیں لہذا ان دونوں کو فعلی احادیث پر ترجیح ہے۔ ان میں سے پہلی حدیث کو دوسری پر ترجیح ہے اس لئے کہ اس کی سند اعلیٰ و ارفع ہے۔

پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدوں میں خوب دعا کرنی چاہیے۔ احادیث میں ہمیں سجدے میں پڑھی جانے والی کئی دعائیں ملتی ہیں لیکن سند کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ و ارفع جو دعا رہے وہ یہ ہے :-

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ
اغْفِرْ لِي۔

اس دعا کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے اپنی اپنی

صحیح میں روایت کیا ہے۔ کیونکہ سند کے اعتبار سے یہ دعا
 سب سے اعلیٰ ہے لہذا دوسری تمام دعاؤں پر اسے
 ترجیح ہے اگرچہ دوسری دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

①۴ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ اور اللَّهُمَّ بَاعِدْ

ہم نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ تکبیر تحریر کے بعد یہ
نثار پڑھے :-

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ
اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

اس سلسلہ میں بعض لوگ دو قسم کے اعتراض کرتے ہیں :-
پہلا اعتراض | سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کی حدیث ضعیف
ہے تو ضعیف کو کیوں اختیار کیا گیا۔

دوسرا اعتراض | اگر سبحانک اللهم کی حدیث کو صحیح مان
لیا جائے تو بھی اللَّهُمَّ بَاعِدْ کی حدیث بلحاظ صحت سُبْحَانَكَ
اللَّهُمَّ سے ارفع و اعلیٰ ہے لہذا اللَّهُمَّ بَاعِدْ کو اختیار
کرنا چاہیے تھا نہ کہ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کو۔

پہلے اعتراض کا جواب | سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کی حدیث
ضعیف نہیں ہے بلکہ صحیح ہے۔ یہ حدیث کئی صحابیوں سے
مروی ہے، ہم ان میں سے صرف تین صحابیوں کی روایتوں
کو ذیل میں بیان کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ان کے ضعف
اور صحت پر بھی بحث کر رہے ہیں :-

۱۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صلوٰۃ کے لئے کھڑے ہوتے تو
اللہ اکبر کہتے، پھر سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھتے (رواہ ابوداؤد
والنسائی)

امام ترمذی کہتے ہیں : یہ حدیث اس باب میں سب سے
زیادہ مشہور ہے۔ اس حدیث میں ایک راوی علی بن علی
رفاعی ہے، امام ترمذی کہتے ہیں : یحییٰ بن سعید نے اس
میں کلام کیا ہے، امام احمد نے کہا : یہ حدیث صحیح نہیں۔

ابونعیم، زید بن الحباب و شیبان بن فروخ نے علی بن علی کو
ثقة کہا ہے۔ امام احمد نے کہا: وہ صالح ہے۔ محمد بن عمار نے
کہا: ثقة ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا: ثقة ہے۔ ابو حاتم
کہتے ہیں: اس میں کوئی خرابی نہیں، اس کی حدیث سے
حجت نہیں لی جاتی۔ شعبہ علی بن علی کو سیدنا اور ابن سیدنا
کہتے تھے (نیل الاوطار ۲/۱۶۵)

امام احمد کہتے ہیں: اس میں کوئی خرابی نہیں، البتہ اس
نے چند احادیث کو مرفوع کر دیا ہے۔ ابو زرہ کہتے ہیں: ثقة
ہے۔ وکیع کہتے ہیں: ثقة ہے۔ ابو حاتم وکیع کا یہ قول نقل
کرنے کے بعد علی بن علی کی تعریف کرتے ہیں، نسانی کہتے ہیں:
اس میں کوئی خرابی نہیں، ابو بکر البزار بصری کہتے ہیں اس میں
کوئی خرابی نہیں، امام ابو داؤد نے بھی اس کی تعریف کی ہے (تذیل التہذیب)
الغرض یحییٰ بن سعید کے علاوہ کسی امام نے علی بن علی پر

کوئی جرح نہیں کی بلکہ اکثر نے ثقہ کہا لہذا علی بن علی رفاعی کی بیان کردہ حدیث میں کوئی خرابی نہیں، بالکل صحیح ہے۔
 الشیخ ابوالحسن عبید اللہ لکھتے ہیں :

هو حدیث صحیح او حسن یعنی یہ حدیث صحیح یا حسن ہے (مرعاة المفاتیح ۱/۵۸)

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی نے بھی تحقیق کے بعد اسکی تصحیح کر دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں ”اسنادہ صحیح وما اعل به قد اجبناہ فی (صحیح السنن)۔ (التعلیقات علی مشکوٰۃ

جزر اول صفحات ۲۵۸ و ۳۸۳)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صلوٰۃ شروع کرتے تو سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھتے تھے۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد ۱/۱۳)

ترمذی کی سند بے شک ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں

ایک راوی حارثہ ضعیف ہے لیکن ابو داؤد کی روایت بالکل صحیح ہے۔ علامہ البانی کہتے ہیں: اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(التعلیقات ۱/۲۵۸)

ابو داؤد کی سند سے اس حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے، امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔
 کہا جاتا ہے کہ اس حدیث کی سند میں ابوالجوزاء ہے۔
 اس نے اس حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نہیں سنا
 لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں
 ابوالجوزاء عن عائشہؓ کی سند سے حدیث روایت کی ہے
 اور امام مسلم کی حدیث کی صحت پر اجماع ہے، امام مسلم
 فرماتے ہیں :-

انما وضعت ہمناما اجمعوا علیہ (صحیح مسلم باب
 التشہد فی الصلوٰۃ ۱/۱۷۳) یعنی صحیح مسلم میں تو میں صرف وہ حدیثیں

نقل کرتا ہوں جو سب کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں۔
 مزید برآں ابوالجوزار کا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سننا
 بھی ثابت ہے۔ جامع الاصول میں ہے :
 « ابوالجوزار سمع من عائشہؓ » (مرعاۃ ۵۲۶) یعنی
 ابوالجوزار نے حضرت عائشہ سے سنا ہے۔
 الغرض ابوداؤد کی یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔
 (۳) عیدہ کہتے ہیں :-

ان عمر بن الخطاب کان
 یجہر بہو لاء الکلمات
 (حضرت) عمر بن الخطاب انہ
 کلمات کو بلند آواز سے پڑھا
 یقول سبحانک اللہم کرتے تھے۔
 الخ (صحیح مسلم)

اس حدیث پر دو اعتراض ہیں :-
 پہلا اعتراض | یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ عیدہ

نے حضرت عمرؓ سے نہیں سنا۔

دوسرا اعتراض | یہ حدیث موقوف ہے لہذا حجت نہیں۔

پہلے اعتراض کا جواب | پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ

یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے لہذا ضعیف نہیں ہو سکتی۔ امام مسلم

کا قول اوپر گزر چکا ہے کہ صحیح مسلم میں وہ صرف ان حدیثوں

کو نقل کرتے ہیں جن کی صحت پر محدثین کا اجماع ہوتا ہے

لہذا یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ محدثین نے اسے اسی وقت

صحیح کہا ہوگا جب انہیں یقین ہو گیا ہوگا کہ عبدہؓ حضرت عمرؓ سے سنا ہے۔

(نوٹ: صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثوں پر محض اپنے کسی

مسئلہ کی خاطر اعتراض کرنا اچھی علامت نہیں۔ اس سے مزید

فتنوں کے دروازے کھلنے کا اندیشہ ہے)۔

حضرت عمرؓ کے اثر کے متعلق مولوی شمس الحق عظیم آبادی

لکھتے ہیں :-

وقد صح عن عمر الخطاب انه كان يقوله۔

(التعليق المغني مع سنن الدارقطني جزء اول ص ۱۱۲)

امام دارقطني فرماتے ہیں :-

والمحفوظ عن عمر قوله (التعليق المغني ۱/۱۱۲)

یعنی حضرت عمرؓ کا یہ شمار پڑھنا محفوظ ہے۔

حضرت اسود کہتے ہیں :-

كان عمر رضي الله عنه اذا عمر رضي الله عنه جب نماز

افتتح الصلوة قال سبحانك شروع کرتے تو سُبْحَانَكَ

اللهم (مصنف عبدالرزاق ۲/۴۹) اللَّهُمَّ پڑھتے تھے، ہمیں

رواه الدارقطني وزاد يسمعنا ذلك سناتے تھے اور تعلیم دیتے

ويعلمنا (دارقطني ۱/۱۱۲) تھے۔

امام دارقطني نے اس حدیث کو کم و بیش الفاظ کے ساتھ

کئی سندوں سے بیان کیا ہے۔

الغرض یہ حدیث حضرت عمرؓ سے بالکل صحیح سند سے ثابت

ہے۔

دوسرے اعتراض کا جواب | یہ حدیث اگرچہ مرفوعاً بھی بیان کی گئی ہے لیکن صحیح سند سے صرف موقوفاً ہی ثابت ہے۔ حضرت عمرؓ اس شمار کو تعلیم دیتے کے لئے بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ ان کا بلند آواز سے پڑھ کر تعلیم دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس شمار کا پڑھنا اور تعلیم دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور یہ حدیث اگرچہ حقیقتاً موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے۔

حضرت عمرؓ صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں اس شمار کو پڑھتے تھے، اگر یہ شمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوتی تو صحابہ کرامؓ خاموش نہ رہتے۔ صحابہ کرامؓ کا سکوت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث یقیناً مرفوع ہے اگرچہ

اس کی صراحت نہ ہو۔ فللہ الحمد۔

فیصلہ کن بحث | سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اللّٰهُمَّ بَاعِدْ دونوں ثابت ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کو ترجیح دی جائے تو اس کے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب | حکم کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمار پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ مسی الصلوٰۃ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کے طریقہ کی تعلیم دی تو ان سے فرمایا تھا: (صلوٰۃ ادا کر نیوالے کو چاہیے کہ پہلے وضو کرے) ثُمَّ يَكْبِرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ پھر اللہ عز و جل کی تکبیر بیان کرے، اس کی تعریف کرے و يَحْمَدُهُ ثُمَّ يَقْرَأُ وَ فی روایۃ ثم یکبر و پھر قرأت کرے اور ایک وایت

بِحَمْدِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ و میں یہ لفظ ہیں پھر تجبیر کے،
 یشنی علیہ (رواہ ابوداؤد عن اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان
 رفاعۃ و سندہ صحیح) وفی روایۃ کرے اور اس کی تمجید (یعنی
 یمجدک (رواہ النسائی و سندہ بزرگی) بیان کرے۔
 صحیح)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تم اللہ اکبر کہو، اللہ
 کی حمد و ثناء اور اس کی تمجید بیان کرو۔
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھنے سے اس حکم کی تعمیل
 ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد بھی ہے، ثناء بھی ہے
 اور تمجید بھی۔ اللَّهُمَّ بَاعِدْ پڑھنے سے اس حکم
 کی تعمیل نہیں ہوتی۔

دوسرا جواب | اللَّهُمَّ بَاعِدْ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ

علیہ وسلم خود تو پڑھتے تھے لیکن امت کو اس کے پڑھنے کا حکم نہیں دیا، نہ کسی کو آپ نے یہ دعا سکھائی حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھ لیا تو بتا دیا کہ یہ دعا پڑھتا ہوں۔ برخلاف اس کے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کا پڑھنا اتنا عام تھا کہ ہر صحابی اپنے سکوت سے اس کی تائید کرتا معلوم ہوتا تھا۔ کسی کے نزدیک یہ شمار اجنبی نہیں تھی حضرت عمرؓ بھی اس کی اہمیت سے واقف تھے، اسی لئے بلند آواز سے پڑھ کر اس کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

الغرض جب قول اور فعل دونوں کے متعلق حدیثیں صحیح ہوں تو محض سند کے اصح ہونے سے فعل کو قول پر ترجیح نہیں دی جائے گی۔ ترجیح قول ہی کو حاصل رہے گی۔

① امام کا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

بلند آواز سے کہنا

① حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :-

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَدًّا وَمَنْكِبِيَّهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَفِي

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے سامنے تک بلند کرتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا کرتے تھے اور سَمِعَ اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد کہتے تھے اور ایک روایت میں :-

رَوَايَةٌ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ
 اللَّهُ لِمَنْ حَمْدَهُ فَعَلَ
 مِثْلَهُ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ

لفظ ہیں کہ جب آپ سَمِعَ اللہُ لِمَنْ
 حمد کہتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے
 اور رَبَّنَا وَلَكَ التَّحْمِيدُ کہتے۔

الْحَمْدُ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ

باب رفع الیدین فی التَّکْبِیْرَةِ الْاُولٰی

مع الافتتاح سواء جزاء اول ص ۱۸۷

وباب الی ابن یرفع یدیه جز اول ص ۱۸۸

(۲) حضرت ابوبکر بن عبد الرحمن اور حضرت ابوسلمہ

فرماتے ہیں :-

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ

فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ

وَعِیْرِهَا فِي رَمَضَانَ وَغِیْرِهِ

فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ

ابو ہریرہؓ ہر نماز میں خواہ وہ
 فرض ہو یا غیر فرض ، رمضان
 میں ہو یا غیر رمضان میں تکبیر
 کما کرتے تھے (یعنی) جب

يَكْبِرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ
 يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ
 ثُمَّ يَقُولُ رَبَّنَا وَلَكَ
 الْحَمْدُ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ
 ثُمَّ
 يَقُولُ حِينَ يَنْصَرِفُ
 وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي
 لَا قَرِيبَكُمْ شَبَهَا بِصَلَاةِ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَتْ
 هَذِهِ لَصَلَاتَهُ حَتَّى فَارَقَ
 الدُّنْيَا وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا
 قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ
 وہ کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر
 کہتے ، پھر جب رکوع کرتے
 تو اللہ اکبر کہتے پھر (جب رکوع
 سے سر اٹھاتے تو) سَمِعَ اللَّهُ
 لِمَنْ حَمَدَهُ کہتے پھر سجدہ کرنے
 سے پہلے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے
 پھر جب
 نماز سے فارغ ہوتے تو کہتے
 قسم اس کی جس کے ہاتھ میں
 میری جان ہے میں تم سب
 سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی صلوٰۃ کے مشابہ
 (صلوٰۃ پڑھتا) ہوں (اور) آپ

قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ کی یہی صلوٰۃ رہی یہاں تک کہ آپؐ
الْحَمْدُ (صحیح بخاری کتاب نے دنیا سے مفارقت کی اور ایک
 الصلوٰۃ باب بھوی بالتکبیرین لیسجد روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب
 ۲۰۳ باب ما یقول الامام ومخلفہ آپؐ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمَدَهُ کتے
 ۲۰۱ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تَوَالَّتْ لَهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ
 اثبات التکبیر فی کل خُفْضٍ وَرَفْعٍ بھی کتے۔

(۱۶۶)

(نوٹ :- خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

③ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں :-

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا ارَادَ سلم کسی پر بددعا کا ارادہ کرتے
 اَنْ يَدْعُوْا عَلٰی اَحَدٍ اَوْ یا کسی کے لئے دعا کا ارادہ کرتے تو
 يَدْعُوْا لِاَحَدٍ قَنْتَ بَعْدَ رکوع کے بعد قنوت پڑھتے اور

الرُّكُوعِ فَرُبَّمَا قَالَ
إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ
حَمْدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا
لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ
اُنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ
وَسَلْمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَ
عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ
اللَّهُمَّ اشْدُدْ وِطَائِكَ
عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا
سِنِينَ كِسْفِ يَوْسُفَ
يَجْهَرُ بِذَلِكَ (صحیح بخاری
کتاب التفسیر باب تفسیر سورة
آل عمران جزء ۶ ص ۴۸ و صحیح مسلم
ابو ہریرہ کبھی اس طرح بیان کرتے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب سمع اللہ لمن حمدہ اللہم
ربنا لك الحمد کہتے تو اس طرح
کہتے : اے اللہ ولید بن الولید
سلمہ بن ہشام اور عیاش بن
ربیعہ کو نجات دے۔ اے
اللہ مضر (قبیلہ) پر اپنی پامالی کو
سخت کر دے اور ان پر ایسی
قحط سالی نازل فرما جیسی قحط
سالی یوسف (علیہ السلام) کے
زمانہ میں نازل ہوئی تھی۔ آپ
ان الفاظ کو بلند آواز

کتاب الصلوٰۃ باب استحباب سے کہتے تھے۔

القنوت فی جمیع الصلوٰۃ جزء

(اول مکہ)

④ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:-

جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ
بِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ كَبَّرَ فَرَكَعَ
وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالِ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ
رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاةِ
الْكُسُوفِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کی۔ پھر جب قرأت سے فارغ ہوئے تو اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا اور جب رکوع سے (سر) اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد کہا پھر قرأت دوبارہ شروع کر دی (اس طرح) نماز کسوف کی دو رکعتوں میں چار رکوع اور

فِي رَكَعَتَيْنِ وَارْبَعٍ چار سجدے کرتے۔

سَجْدَاتِ (صحیح بخاری کتاب

الصَّلَاةِ بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْكُوفِ

جزء ۲ ص ۴۹)

⑤ حضرت ابو حمیدؓ نے صحابہ کی ایک مجلس میں بیان

کیا کہ :-

شَمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ رُوِيَ سِرًا تُهَاتِے تو سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ

حَمْدَهُ اللَّهُمَّ رَبَّنَا حَمْدُكَ الْحَمْدُ دابوداؤد کتاب

الصَّلَاةِ جزء اول ص ۱۱۴ وسند

(صحیح)

اس مسئلہ کی مزید وضاحت درج ذیل دلائل میں
ملاحظہ فرمائیے جن میں سننے کی واضح صراحت موجود ہے۔
(۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:-

انہ سمع رسول اللہ انہوں نے رسول اللہ صلی
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ علیہ وسلم سے سنا
حين رفع رأسه من جب وہ رکوع سے سر
الركعة قال ربنا لك اٹھاتے تو ربنا لك الحمد
الحمد (رواہ احمد ۱۲۴/۲) کہتے۔

وعبدالرزاق ومصنفه و
سندہ صحیح

اس حدیث میں سننے کی صراحت موجود ہے۔

بعد ازاں (۲) اور (۳) والی حدیث میں جو حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، ان میں اتنی

صراحت نہیں ہے جتنی صراحت درج ذیل دلائل میں
آ رہی ہے۔

④ حضرت عبدالرحمن بن ہرمز الاعرجؓ کہتے

ہیں :-

سمعت اباہريرة میں نے حضرت ابوہریرہؓ

يقول اذا رفع الامام سے سنا وہ کہتے ہیں جب

رأسه من الركوع امام اپنا سر رکوع سے اٹھاتا

فقال سمع الله من ہے تو کہتا ہے سمع الله

حمدا فقال ربنا لمن حمدا ربنا لك

الحمد الحمد

(رواہ ابن ابی شیبہ ۲۷۹/۱)

وعبدالرزاق فی مصنفہ ۱۶۷/۲

(وسندہ صحیح)

۸) اعرجؒ ہی کہتے ہیں :-

سمعت ابا هريرة
يرفع صوته باللهم
ربنا ولك الحمد (رواه
ابن ابى شيبة وسنده صحيح)
میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے
سنا کہ وہ ربنا لك الحمد
کے ساتھ اپنی آواز کو بلند
کرتے۔

۹) سعید ابن ابی سعیدؓ کہتے ہیں :-

انه سمع ابا هريرة
وهو امام الناس في
الصلوة يقول سمع
الله لمن حمدا
اللهم ربنا لك الحمد
الله اكبر يرفع
بذلك صوته متابع
سعید ابن ابی سعیدؓ نے
حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا
اس حال میں کہ وہ لوگوں
کے نماز میں امام تھے وہ
کہہ رہے تھے ”سمع الله
لنن حمدا اللهم
ربنا لك الحمد الله

معاً (مصنف عبدالرزاق اکبر) (یعنی سجدے میں

جاتے وقت) اپنی آواز کو (۱۶۷/۲ وسندہ صحیح)

ان الفاظ کے ساتھ بلند

کر رہے تھے اور ہم نے بھی

ان کی پیروی کی۔

خلاصہ

”سَمِعَ، يَرْفَعُ بِذَلِكَ صَوْتَهُ اور يَرْفَعُ

صَوْتَهُ“ کے الفاظ سے بلند آواز سے ”اللّٰهُمَّ رَبَّنَا

لَكَ الْحَمْدُ“ کہنا ثابت ہو گیا۔

۱۸) صلوٰۃ میں کون کون سے کام کئے جاسکتے ہیں

اگر صلوٰۃ میں بے ہوش ہونے کا خطرہ ہو تو بحالت
صلوٰۃ سر پر پانی ڈالا جاسکتا ہے۔
اگر صلوٰۃ میں چھینک آئے تو چھینکنے والا اَللّٰهُمَّ بِرَبِّكَ
کہے یا مندرجہ ذیل دعاء پڑھے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ
مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى۔

(ترجمہ) ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے (ایسی) تعریف جو
بہت زیادہ ہو، پاکیزہ ہو، اس میں (ایسی) برکت دی گئی
ہو اور اس پر (ایسی) برکت (نازل) کی گئی ہو جو ہمارا رب پسند کرے

۱۔ قالت اسماء فقمت حتى تجلاني الغشي وجلت اصب فوق رأسي ماء فلما انصرف رسول
الله صلى الله عليه وسلم حمد الله واغشي عليه (مصحح بخاری کتاب الوضوء باب من لم يتوضأ الا من
الغشي المشغل جزء اول ص ۵)

اور جس سے وہ راضی ہو۔ لے

اگر شیطان صلوٰۃ میں وسوسہ ڈالے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور تین دفعہ بائیں طرف تھکڑے کرے۔ اگر کوئی شخص سلام کرے تو ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دے۔ سجدہ کے مقام کی مٹی کو صرف ایک مرتبہ برابر کیا جاسکتا ہے۔ ضرورتاً پیچھے کو کندھے پر بٹھا کر صلوٰۃ ادا کیجا سکتی ہے۔ رکوع میں جاتے وقت اُسے اتار دے۔ جب سجدہ کھڑا ہو تو پھر بٹھالے۔

لے عن معاویہ بن الحکم قال فبینما انا قائم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ ازہل رجل فحمد اللہ فقلت یرحمک اللہ رافعا یحاصونی فرمائی الناس بالعصارم حتی احتملنی ذلک فقلت ما لکم تنظرون انی قال (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) من الکلم (رواہ ابوداؤد باب ان تبت العاصی ۱۴۱ و سندہ صحیح۔ روای مسلم غفر) عن عائشہ ... فقلت فقلت الحمد لله ثم اذا کثیرا الخ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لقد ابتدرها بالفضة وثلثون ماکا ایکم یصعد بها (رواہ النسائی ۱۰۸/۱ و ابوداؤد فی باب ما یستفتح به الصلوٰۃ من الدعاء ۱۹۹/۱ و سندہ صحیح۔ التعلیقات ۳۱۳/۱)

لے ان عثمان بن ابی العاص اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان الشیطان قد حال بینی و بین صلاتی فقرأت لیسبھا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاک شیطان یقال له غیتر فاذا احسنت فاعوذ باللہ منہ و اتفل عن یسارک ثلاثا قال ففعلت ذلک فاذهب اللہ عنی (صحیح مسلم کتاب السلام باب التعوذ من شیطان الوسوسة فی الصلوٰۃ ۲۸۰/۲)

لے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قلت لیلین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرد علیہم من یسلمون علیہ وھو فی الصلوٰۃ قال کان یشیر بیدہ (رواہ الترمذی و صحیح) لے عن معیقیب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الرجل یسوی التراب حیث یسجد قال ان کنت فاعلا فواحدة (صحیح بخاری ۲۶۰۰ و صحیح مسلم ۲۲۲) لے عن ابی قتادہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الناس و امامت بنت ابی العاص علی مائتہ فاذا رکع وضعها و اذا رفع من أسجد و اعادها (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

جہاں ہی آئے تو اُسے روکنے کی کوشش کرے۔ اگر نہ روکے تو منہ پر ہاتھ رکھ دے۔ بحالت صلوٰۃ سانپ اور کچھو کو مار دے۔ ۲۔ نفل صلوٰۃ میں آگے بڑھ کر کسی آنے والے کے لئے دروازہ کھولا جاسکتا ہے۔ دروازہ کھول کر پھر واپس اپنی جگہ پر آجائے۔ ۳۔ صلوٰۃ میں ایسے کام کے لئے جس کا تعلق صلوٰۃ سے ہو ہاتھ سے اشارہ کر سکتا ہے، آگے پیچھے ہو سکتا ہے اور ادائے شکر کے لئے دونوں ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔ ۴۔

۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تشاءب احدکم فی الصلوٰۃ فلیکظم ما استطاع و فی روایۃ فلیمسک بیدہ علی فیہ فان الشیطان یدخل (صحیح مسلم کتاب الزہد باب تسمیۃ العاقل ۲/۵۹۵)

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتلوا الاسودین فی الصلوٰۃ الحیۃ والعقب (رواہ الترمذی و حکم) قالت عائشہ جئت و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصل فی البیت و فی روایۃ النساء یصل تطوعاً و الباب علیہ مغلطاً (و فی روایۃ ابی داؤد و استغفرت) فمشی متی نتی لی ثم رجع الی مکانہ و وصفت الباب فی القبلة (رواہ الترمذی فی کتاب الصلوٰۃ باب ما یجوز من المشی والعمل فی صلوٰۃ التطوع جزا اول مثلاً و اخرجه احمد و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجہ و سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی ۱/۳۱۷) -

۳۔ فلما اکثر و التفت (ابو بکر) فاذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصف فاشار الیہ مکانک فرفع ابو بکر یدہ فحمد اللہ ثم رجع القهقری و رائہ و تقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یجوز من التبیح ۲/۷۹)

اگر مصلیٰ سے کوئی آدمی سوال کرے تو مصلیٰ ہاتھ کے اشارہ سے اس کو ہدایت دے سکتا ہے کہ وہ صلوٰۃ کے ختم ہونے تک انتظار کرے۔

صلوٰۃ میں اگر تھوک یا بلغم آئے تو اسے بائیں طرف بائیں پیر کے نیچے تھوک سکتا ہے پھر اسے اپنی بائیں جوتی سے رگڑ سکتا ہے یا اسے کپڑے میں لے کر رگڑ سکتا ہے۔

نوٹ :- مسجد میں اگر تھوک کے تو اسے زمین میں دفن کرنا ضروری ہے (آداب المساجد ملاحظہ فرمائیں)۔

۱۔ قالت ام سلمة ارسلت اليه الجارية ففعلت قولي بجنبه قولي لا تقول لك ام سلمة يا رسول الله سمعتك تنهني عن هاتين وارانك تصليهما فان اشار بيده فاستأخري عنه ففعلت الجارية فاستأخري عنه (صحيح بخاری باب اذا كلم وهو يصلي فاشارة بيده جزء ۲ ص ۸۸)

۲۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان في الصلوة فانه يباحي ربه فلا يبرز قن بين يديه ولا عن يمينه ولكن عن شماله تحت قدمه اليسرى (صحيح بخاری باب ما يجوز من البصاق ۸۲/۲ وصحيح مسلم باب النهي عن البصاق في المسجد ۲۲۲) وفي رواية ثم اخذ طرف رداءه فبرز فيه ورد بعضه على بعض قال اذ يفعل هكذا (صحيح بخاری باب المساجد باب اذا بدره البزاق فليأخذ طرف ثوبه ۱۱۳) وردی مسلم نحوه (فتنخ رسول الله صلى الله عليه وسلم فذلكما ينعله اليسرى) (صحيح مسلم باب النهي عن البصاق في المسجد ۲۲۲)

امام صلوٰۃ میں مقتدی کا سر پکڑ کر اُسے اپنے پیچھے سے بائیں طرف سے دائیں طرف کر سکتا ہے۔ اگر دو مقتدی ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف آکر کھڑے ہو جائیں تو امام ان کے ہاتھ پکڑ کر انہیں پیچھے کر سکتا ہے۔

گرمی کی شدت کی وجہ سے اگر زمین پر سر رکھنا ممکن نہ ہو تو سجدہ کے مقام پر اپنا کپڑا بچھا سکتا ہے۔

اگر بیوی سامنے لیٹی ہوئی ہو اور سجدہ کرنے کی جگہ نہ ہو تو سجدہ کرتے وقت بیوی (کی ٹانگ) کو دبا سکتا ہے۔

۱۔ عن ابن عباس قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فتمت عن يساره فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم برأسي من وراء فجعاني عن يمينه (صحیح بخاری اذا قام الرجل عن يسار الامام ۱۸۵/۱)

۲۔ عن جابر قال اقامني رسول الله صلى الله عليه وسلم عن يمينه ثم جاء جبار فقام عن يساره فاخذ بيدني فرفعنا حتى اقامنا خلفه (صحیح مسلم کتاب الزہد باب حدیث جابر الطویل ۲۶۱۰)

۳۔ عن انس كن نضلي مع النبي صلى الله عليه وسلم في شدة الحر فاذا لم يستطع احدنا ان يمكن وجهه من الارض بسط ثوبه فسجد عليه (صحیح بخاری باب بسط الثوب في الصلوٰۃ للسجود ۸۱)

تاکہ وہ اپنی ٹانگیں سکیر طے لے لے
صلوٰۃ میں اگر بغیر قصد کے کسی بات کا خیال آجائے تو
کوئی حرج نہیں ہے

صلوٰۃ میں کسی شخص کو ایسے کام کے لئے جس کا تعلق صلوٰۃ
سے ہو متنبہ کرنے کے لئے مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں ہاتھ
پر ہاتھ ماریں اور جس کو متنبہ کیا جا رہا ہو اُسے چاہیے کہ متوجہ
ہو جائے۔ ۳

۱۔ عن عائشة الصديقة قالت كنت امد رجل في قبلة النبي صلى الله عليه وسلم وهو
يصل فاذا سجد غمزني فرفعتها (صحیح بخاری باب ما يجوز من العمل في الصلوة ۱/۸۱)
۲۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرت وانا في الصلوة تبرأ عندنا فكرهت ان يسي
او يبيت عندنا فامرت بقسمته (صحیح بخاری باب يفكر الرجل الشئ في الصلوة جزء ۲
ص ۸۴) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اذن بالصلوة ادبر الشيطان له مضطحا حتى
لا يسمع التاذين فاذا سكت المؤذن اقبل فاذا ثوب ادبر فاذا سكت اقبل فلا يزال
بالمرء يقول له اذكر ما لم يكن يذكر حتى لا يدرى كم صلى (صحیح بخاری باب يفكر الرجل
الشئ في الصلوة جزء ۲ ص ۸۴)

۳۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لكم حين ناكبم شئ في الصلوة اخذتم في التصفيق
انما التصفيق للنساء من نابه شئ في صلاته فليقل سبحان الله فانه لا يسمعه احد
حين يقول سبحان الله الا التفت (صحیح بخاری کتاب الصلوة باب الاشارة في
الصلوة جزء ۲ ص ۸۴ و صحیح مسلم)

اگر وتر جماعت سے پڑھا جائے تو امام دعائے قنوت کے

مندرجہ ذیل الفاظ پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا
فِي مَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِی مَنْ تَوَلَّيْتَ وَ
بَارِكْ لَنَا فِیْ مَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ
فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ
مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالٰیْتَ ۝

امام جب دعائیہ الفاظ پڑھے تو مقتدی آئین کہیں ۲

۱۔ عن الحسن سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَدْعُو بِهَذَا الدُّعَا (ابن حبان

سندہ صحیح، ابن حبان ۲/۲۳۰)

۲۔ کان ابی یقوم للناس علی عہد عمر فی رمضان قام للناس معاذ القاری

..... فبقولون آئین (عبدالرزاق ۴/۲۵۹ سندہ صحیح) یؤمن من

خلف (ابوداؤد سندہ صحیح - ابن خزیمہ ۱/۳۱۳)

هُوَ سَمُّكُمْ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ
وَفِي هَذَا (ج - ۷۸)

اللہ تعالیٰ نے نزولِ قرآن سے پہلے بھی اور اس قرآن
میں بھی تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔

سَرَبْنَا أَفْرَغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا
مُسْلِمِينَ ○ (الاعراف ۱۲۶)

اے ہمارے رب ہمیں صبر عطاء فرما اور ہمیں اس
حالت میں موت دے کہ ہم مسلم ہوں۔

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ○ (۳۵-۳۶)
کیا ہم مسلمین کو مجرمین کے مانند قرار دیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَ
عَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝

(حَوّ السجدة - ۳۳)

اور قول کے لحاظ سے اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ
کی طرف دعوت دے، عمل صالح کرے اور یہ کہے کہ
بے شک میں مسلمان میں سے ہوں۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا
أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ — (بقرہ - ۱۲۸)

اے ہمارے رب ہم کو اپنا مسلم بنا اور ہماری اولاد میں سے
بھی ایک جماعت کو مسلم بنا۔

رَبِّمَا يَؤُودُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْوُكَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ (حجر - ۲)

عنقریب انکار کرنے والے یہ تمنا کریں گے کہ کاش
وہ مسلم ہوتے۔

تفسیر قرآن عزیز

مرتبہ: مسعود احمد

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ کلام الہی مثال آپ ہے۔ جس طرح بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اسی طرح بذریعہ وحی اس کی تشریح اور تفسیر بھی نازل فرمائی ہے۔ تو خود قرآن مجید میں ملے گی یا صاحب قرآن کی

زبان مبارک سے، چونکہ قرآن مجید منزل من اللہ ہے لہذا اس کی تشریح اور تفسیر بھی وہی قابل عمل اور قابل قبول ہوگی جو منزل من اللہ ہو اور وہ ہے حدیث نبوی۔ اسی بنیاد پر یہ تفسیر مندرجہ ذیل امتیازی اوصاف کی حامل ہے۔ ایک مسلم کی نجات کے لئے چونکہ علم و عمل لازم و ملزوم ہے لہذا تفسیر ہذا میں علم و عمل کو یکساں اہمیت دی گئی۔ عموماً تفسیر میں اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ تفسیر میں جو حدیث نقل کی جا رہی ہے وہ سنا صحیح بھی ہے یا نہیں۔ یہ تفسیر ضعیف حدیث تو کجا حسن حدیث سے بھی معز ہے اس میں صرف صحیح احادیث کو نقل کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ قرآن مجید کی صحیح ترین تفسیر ہے۔

مسائل اور احکام کی پوری عملی تشریح و توضیح سے تمام تفاسیر خالی ہیں۔ اس تفسیر میں جس جگہ قرآن مجید کے جس حکم کی تشریح کی گئی ہے وہاں اس کی عملی تفسیر بھی بیان کر دی گئی ہے اگر کسی خاص وجہ سے اس جگہ بیان نہیں کی تو کسی دوسری جگہ اس کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے اور اس دوسری جگہ کا حوالہ بھی نقل کر دیا گیا ہے۔ الغرض اگر جگہ نہیں تو کسی ایک جگہ مناسب مقام پر کسی خاص مسئلہ کو پوری عملی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے مثلاً طلاق کا ذکر آیا ہے تو طلاق کے تمام مسائل بیان کر دئے ہیں۔ قرض کا مسئلہ آگیا ہے تو قرض کے تمام احکام بیان کر دئے ہیں۔ نہایت طریقہ کا ذکر آگیا تو نماز کا پورا طریقہ بیان کر دیا گیا ہے وغیرہ اسی طرح اگر کسی چیز کی اہمیت اور فضیلت کا ذکر آگیا ہے تو اسی جگہ اس کی فضیلت اور اہمیت میں جتنی احادیث ملی ہیں ان کو بیان کر دیا گیا ہے اور یہی اس تفسیر کا امتیازی وصف ہے۔

اس تفسیر میں قرآن مجید کی تہمات پر جن کے متعلق صحیح معلومات نہیں مل سکیں کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی مثلاً ہاروت ماروت پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔ اس بات کی بھی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ اس فرعون کا نام معلوم کریں جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھا۔ اس بات کی وضاحت بھی نہیں کی گئی کہ وہ لوگ کون تھے جو اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکلے ان کو اللہ نے مار دیا اور پھر زندہ کر دیا۔ اول تو ان بحثوں سے ہمارے عمل کا کوئی تعلق نہیں۔ البتہ ان تعلیمات کا جو پہلو عبرت انگیز تھا اس کو بیان کر دیا گیا ہے اور بے فائدہ باتوں کو کلیتہً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

اس تفسیر میں کسی مسلک، مکتب فکر اور فرقہ کی تعلیمات کا پرچار نہیں کیا گیا۔ اس میں صرف خالص اسلام کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ تفسیر علماء اور عامۃ المسلمین کے لئے یکساں مفید ہے اور یہ بھی اس کا ایک اعزاز ہے۔

مرکزی مسجد المسلمین گیلان آباد کھوکھرا پارہ ۲۔ کراچی

فون نمبر ۴۰۷۵۲۲

جماعت المسلمین

منہاج المسلمین

- دین اسلام اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں محفوظ ہے۔
- یہ کتاب اسلامی احکامات کا انسائیکلو پیڈیا ہے (یعنی پیدائش سے موت تک مسلمان کو پیش آنے والے احکامات قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ماخوذ ہیں)۔
- ہر حکم کے نیچے حاشیہ میں ثبوت کے طور پر آیت اور صحیح حدیث کا عربی متن اور اس کا مآخذ بھی درج کر دیا گیا ہے۔
- جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم اور طریقہ ثابت نہیں وہاں اللہ کے دین کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں اور دنیاوی احکام کی حدیں شروع ہو جاتی ہیں۔
- کسی بھی انسان کا دیا ہوا حکم یا رائے دین نہیں بن سکتی۔
- اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین میں کسی انسان کو ترمیم یا تبدیلی کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔
- اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین اسلام میں قیامت تک کوئی تبدیلی یا ترمیم نہیں ہو سکتی۔
- دین اسلام کے خلاف یا مساوی جو فتویٰ یا مسلک ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کا مستحق ہے۔
- اللہ تعالیٰ خالص دین کو پسند کرتا ہے، وہ بنا سبستی دین یا مسلک کو رد کر دے گا۔
- دین خالص کے متلاشی کو دین قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ملے گا۔
- منہاج المسلمین آپ کو شرائط مستقیم بتا دے گی۔ مؤلف :-

مسعود احمد

جماعۃ المسلمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جماعتِ مسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک و تعالیٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام صرف ایک یعنی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .. فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیائِ محبت صرف ایک یعنی : اللہ تعالیٰ سے تعلق .. دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمان باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق

ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔

تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعتِ مسلمین

مسجدِ المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۷۴۳۰۰